کتاب الاسراء

واقعہ معراج سے متعلق روایات کا جائزہ و تجزیہ

ابو شہریار

Www.islamic-belief.net
2021

کتاب اسراء   از   ابو شہریار   ۲۰۲۰

جملہ حقوق محفوظ ہیں
اس کتاب یا اس کے اجزاء کو کسی اور شکل میں شائع   کرنے کو اجازت نہیں ہے – اس کتاب کی
فروخت سخت ممنوع ہے
Published on LuLu in 2020
ALL RIGHTS RESERVED

www.islamic-belief.net

ملخص کتاب

اس کتاب میں واقعہ الاسراء سے متعلق روایات پر بحث کی گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو البراق پر بیٹھا کر آسمانوں پر بلند کیا گیا - بعض لوگ اس کے قائل ہیں کہ احادیث میں وارد الفاظ عرج بی کا مطلب ہے کہ کوئی معراج یا سیڑھی صخرہ یروشلم (وہ چٹان جو قبہ الصخرہ کے نیچے اس) پر ظاہر ہوئی اور اس وجہ سے واقعہ کو واقعہ معراج کہا جاتا ہے - راقم سیڑھی کے وجود کو رد کرتا ہے اور عرج بی کا مطلب لیتا ہے کہ براق پر ہی آسمان پر بلند کیا گیا - واقعہ الاسراء کے حوالے سے بیان کیا جاتا ہے کہ اس میں راستہ میں موسی علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھا - راقم کے نزدیک یہ روایت منکر ہے- حدیث گھر میں نماز پڑھو ان کو قبر مت بناؤ اس پر دال ہے - راقم کے نزدیک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت المقدس میں زمین پر قدم نہیں رکھا بلکہ اس میں البراق پر رہتے ہوئے ہی معجزاتی مسجد آلاقصی کو دیکھا (اس کا ذکر صحیح ابن حبان میں حذیفہ رضی اللہ عنہ کی سند سے آیا ہے) - واقعہ الاسراء میں کوئی نماز بیت المقدس میں نہیں پڑھی نہ انبیاء زمین پر آئے - پھر البراق سے ہی ایک آسمان سے سات آسمان تک کا سفر کیا - اس سفر کی آخری حد سدرہ المنتہی تھا - بعض نے بیان کیا کہ سدرہ المنتہی سے بھی آگے رسول اللہ کو عرش تک ایک رفرف (اڑن گدے) پر لے جایا گیا اور وہاں اللہ تعالی کا دیدار کیا - بعض محدثین جو تجسیم رب کے قائل تھے انہوں نے بیان کیا کہ اللہ تعالی کو سبز لباس میں چپل پہنے بغیر داڑھی مونچھ نوجوان کی شکل میں دیکھا - یہ روایت سخت مجروح ہے لیکن افسوس لوگوں نے اس کو قبول کیا ہے جس کا راقم نے تفصیلا رد کیا ہے- اہل تشیع کے مطابق وہاں عرش کے پاس جب کوئی فرشتہ نہ تھا علی کی خلافت و امامت کا حکم کیا گیا -

فہرست

پیش لفظ
بچپن میں شق صدر
براق کا بدکنا
نبوت سے قبل خواب میں معراج ہونا
معراج جسمانی تھی یا خواب تھا؟
کیا معراج پر بعض اصحاب رسول مرتد ہوئے؟
موسی علیہ السلام قبر میں نماز پڑھ رہے تھے
فرشتے جہنم میں لے گئے
فرشتے مدینہ ، کوہ طور ، بیت لحم لے گئے
کیا انبیاء کو نماز پڑھائی؟
فرشتے مکہ سے کوفہ لے گئے
براق کو بیت المقدس میں کھونٹے سے باندھا گیا ؟
یروشلم میں پیالے پیش کیے گئے یا آسمان میں ؟
واقعہ معراج اور آسمان پر انبیاء سے ملاقات
انبیاء سے فتنہ دجال پر بات ہوئی ؟
قتل زکریا علیہ السلام کا قصہ
بیت المعمور یا بیت المقدس ؟
جبریل کے پر جلنا
الرفرف پر سواری اور ابو بکر کی آواز سننا
قاب قوسین
معراج پر کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالی کو دیکھا؟
سدرہ المنتہی پر کیا عطا ہوا؟
پانچ نمازوں کا حکم کیسے کیا گیا؟ کلام سے یا الوحی سے؟
پچاس نمازوں پر اہل تشیع کے بدلتے اقوال
جنت کی نہروں کو دیکھا جو زمین میں آج بھی ہیں؟

حدیث ام ھانی رضی اللہ عنہا
معراج آسمانی کا آغاز صخرہ سے ہوا
فرشتوں کا سینگنی لگانے کا مشورہ
حواشی

پیش لفظ

اسلامی اعتقادات کا ایک اہم عقیدہ ہے کہ مکی دور نبوی میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بحکم الہی آسمان پر جسمانی طور پر بلند کیا گیا –اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ سے مسجد الاقصی لے جایا گیا – اس واقعہ کو الاسراء یا المعراج کہا جاتا ہے –الاسراء کا لفظ اَسۡریٰ سے ہے جو قرآن میں موجود ہے اور المعراج کا لفظ صحیحین سے باہر کتب میں اتا ہے[1] - قرآن سورہ الاسراء کی آیات ہیں کہ

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا الَّذِیۡ بٰرَکۡنَا حَوۡلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنۡ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ

پاک ہے وہ (رب) جو لے گیا سفر میں اپنے بندے کو رات میں مسجد الحرام سے مسجد الاقصی جس کا ماحول ہم نے با برکت کیا ہے کہ اس کو اپنی کچھ نشانیاں دکھائے بے شک وہ (اللہ) سننے دیکھنے والا ہے

یہ معراج کا واقعہ تھا جس میں جسمانی طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر ایک گھوڑے اور خچر نما مخلوق پر کیا جس کو البراق کہا جاتا ہے جو بہت طویل تھا - اس میں ایک آن میں آپ مسجد الحرام سے اصلی مسجد الاقصی پہنچ گئے اور آپ کے ہمراہ جبریل علیہ السلام بھی تھے[2] -

مسجد الاقصی سے آسمان دنیا اور اور پھر ایک آسمان سے دوسرے آسمان، یہاں تک کہ سات آسمان پر موجود سدرہ المنتہی تک کا سفر ہوا - جنت کا دورہ ہوا اور اس کی نعمت کو دیکھا – انبیاء سے وہاں ملاقات ہوئی جن میں فوت شدہ اور زندہ عیسیٰ علیہ السلام بھی تھے - پھر وہاں سے واپس مکہ لوٹا دیا گیا –اس عالم میں رب تعالی کی عظیم قدرت و جبروت کا منظر دیکھا-

صحیح بخاری

- بَابُ كَيْفَ فُرِضَتِ الصَّلاَةُ فِي الإِسْرَاءِ: باب: اس بارے میں کہ شب معراج میں نماز کس طرح فرض

ہوئی ؟

حدیث نمبر: 349

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ ، عَنْ يُونُسَ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ، قَالَ: كَانَ أَبُو ذَرٍّ يُحَدِّثُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "فُرِجَ عَنْ سَقْفِ بَيْتِي وَأَنَا بِمَكَّةَ، فَنَزَلَ جِبْرِيلُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفَرَجَ صَدْرِي، ثُمَّ غَسَلَهُ بِمَاءِ زَمْزَمَ، ثُمَّ جَاءَ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مُمْتَلِئٍ حِكْمَةً وَإِيمَانًا، فَأَفْرَغَهُ فِي صَدْرِي، ثُمَّ أَطْبَقَهُ، ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِي فَعَرَجَ بِي أَلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا، فَلَمَّا جِئْتُ أَلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا، قَالَ جِبْرِيلُ لِخَازِنِ السَّمَاءِ: افْتَحْ، قَالَ: مَنْ هَذَا ؟ قَالَ: هَذَا جِبْرِيلُ، قَالَ: هَلْ مَعَكَ أَحَدٌ ؟ قَالَ: نَعَمْ، مَعِي مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: أُرْسِلَ أَلَيْهِ ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَلَمَّا فَتَحَ عَلَوْنَا السَّمَاءَ الدُّنْيَا، فَأَذَا رَجُلٌ قَاعِدٌ عَلَى يَمِينِهِ أَسْوِدَةٌ وَعَلَى يَسَارِهِ أَسْوِدَةٌ، أَذَا نَظَرَ قِبَلَ يَمِينِهِ ضَحِكَ وَأَذَا نَظَرَ قِبَلَ يَسَارِهِ بَكَى، فَقَالَ: مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالِابْنِ الصَّالِحِ، قُلْتُ لِجِبْرِيلَ: مَنْ هَذَا ؟ قَالَ: هَذَا آدَمُ، وَهَذِهِ الْأَسْوِدَةُ عَنْ يَمِينِهِ وَشِمَالِهِ نَسَمُ بَنِيهِ، فَأَهْلُ الْيَمِينِ مِنْهُمْ أَهْلُ الْجَنَّةِ وَالْأَسْوِدَةُ الَّتِي عَنْ شِمَالِهِ أَهْلُ النَّارِ ؟ فَأَذَا نَظَرَ عَنْ يَمِينِهِ ضَحِكَ، وَأَذَا نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِهِ بَكَى حَتَّى عَرَجَ بِي أَلَى وَأَدْرِيسَ، وَمُوسَى، وَعِيسَى، وَأَبْرَاهِيمَ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ، وَلَمْ يُثْبِتْ كَيْفَ مَنَازِلُهُمْ، غَيْرَ أَنَّهُ ذَكَرَ أَنَّهُ وَجَدَ آدَمَ فِي السَّمَاءِ الدُّنْيَا، وَأَبْرَاهِيمَ فِي السَّمَاءِ السَّادِسَةِ، قَالَ أَنَسٌ: فَلَمَّا مَرَّ جِبْرِيلُ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَدْرِيسَ، قَالَ: مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْأَخِ الصَّالِحِ، فَقُلْتُ: مَنْ هَذَا ؟ قَالَ: هَذَا أَدْرِيسُ، ثُمَّ مَرَرْتُ بِمُوسَى، فَقَالَ: مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْأَخِ الصَّالِحِ، قُلْتُ: مَنْ هَذَا ؟ قَالَ: هَذَا مُوسَى، ثُمَّ مَرَرْتُ بِعِيسَى، فَقَالَ: مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ، قُلْتُ: مَنْ هَذَا ؟ قَالَ: هَذَا عِيسَى، ثُمَّ مَرَرْتُ بِأَبْرَاهِيمَ، فَقَالَ: مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالِابْنِ الصَّالِحِ، قُلْتُ: مَنْ هَذَا ؟ قَالَ هَذَا أَبْرَاهِيمُ عليه وسلم، قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَأَخْبَرَنِي ابْنُ حَزْمٍ، أَنَّابْنَ عَبَّاسٍ، وَأَبَا حَبَّةَ الْأَنْصَارِيَّ كَانَا يَقُولَانِ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ثُمَّ عُرِجَ بِي حَتَّى ظَهَرْتُ لِمُسْتَوَى أَسْمَعُ فِيهِ صَرِيفَ الْأَقْلَامِ، قَالَ ابْنُ حَزْمٍ، وَأَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَفَرَضَ اللَّهُ عَلَى أُمَّتِي خَمْسِينَ صَلَاةً، فَرَجَعْتُ بِذَلِكَ حَتَّى مَرَرْتُ عَلَى مُوسَى، فَقَالَ: مَا فَرَضَ اللَّهُ لَكَ عَلَى أُمَّتِكَ ؟ قُلْتُ: فَرَضَ خَمْسِينَ صَلَاةً، قَالَ: فَارْجِعْ أَلَى رَبِّكَ، فَأَنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيقُ ذَلِكَ، فَرَاجَعْتُ فَوَضَعَ شَطْرَهَا، فَرَجَعْتُ أَلَى مُوسَى، قُلْتُ: وَضَعَ شَطْرَهَا، فَقَالَ: رَاجِعْ رَبَّكَ، فَأَنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيقُ، فَرَاجَعْتُ: فَوَضَعَ شَطْرَهَا، فَرَجَعْتُ أَلَيْهِ، فَقَالَ: ارْجِعْ أَلَى رَبِّكَ فَأَنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيقُ ذَلِكَ، فَرَاجَعْتُهُ، فَقَالَ: هِيَ خَمْسٌ وَهِيَ خَمْسُونَ لَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ، فَرَجَعْتُ أَلَى مُوسَى، فَقَالَ: رَاجِعْ رَبَّكَ، فَقُلْتُ: اسْتَحْيَيْتُ مِنْ رَبِّي، ثُمَّ انْطَلَقَ بِي حَتَّى انْتَهَى بِي أَلَى سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى، وَغَشِيَهَا أَلْوَانٌ لَا أَدْرِي مَا هِيَ، ثُمَّ أُدْخِلْتُ الْجَنَّةَ فَأَذَا فِيهَا حَبَايِلُ اللُّؤْلُؤِ وَأَذَا تُرَابُهَا الْمِسْكُ".

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے لیث بن سعد نے یونس کے واسطہ سے بیان کیا، انہوں نے ابن شہاب سے، انہوں نے انس بن مالک سے، انہوں نے فرمایا کہ ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ یہ حدیث بیان کرتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے گھر کی چھت کھول دی گئی، اس وقت میں مکہ میں تھا۔ پھر جبرائیل علیہ السلام اترے اور انہوں نے میرا سینہ چاک کیا۔ پھر اسے زمزم کے پانی سے دھویا۔ پھر ایک سونے کا طشت لائے جو حکمت اور ایمان سے بھرا ہوا تھا۔ اس کو

میرے سینے میں رکھ دیا، پھر سینے کو جوڑ دیا، پھر میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے آسمان کی طرف لے کر چلے۔ جب میں پہلے آسمان پر پہنچا تو جبرائیل علیہ السلام نے آسمان کے داروغہ سے کہا کھولو۔ اس نے پوچھا، آپ کون ہیں؟ جواب دیا کہ جبرائیل، پھر انہوں نے پوچھا کیا آپ کے ساتھ کوئی اور بھی ہے؟ جواب دیا، ہاں میرے ساتھ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔ انہوں نے پوچھا کہ کیا ان کے بلانے کے لیے آپ کو بھیجا گیا تھا؟ کہا، جی ہاں! پھر جب انہوں نے دروازہ کھولا تو ہم پہلے آسمان پر چڑھ گئے، وہاں ہم نے ایک شخص کو بیٹھے ہوئے دیکھا۔ ان کے داہنی طرف کچھ لوگوں کے جھنڈ تھے اور کچھ جھنڈ بائیں طرف تھے۔ جب وہ اپنی داہنی طرف دیکھتے تو مسکرا دیتے اور جب بائیں طرف نظر کرتے تو روتے۔ انہوں نے مجھے دیکھ کر فرمایا، آؤ اچھے آئے ہو۔ صالح نبی اور صالح بیٹے! میں نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا کہ یہ آدم علیہ السلام ہیں اور ان کے دائیں بائیں جو جھنڈ ہیں یہ ان کے بیٹوں کی روحیں ہیں۔ جو جھنڈ دائیں طرف ہیں وہ جنتی ہیں اور بائیں طرف کے جھنڈ دوزخی روحیں ہیں۔ اس لیے جب وہ اپنے دائیں طرف دیکھتے ہیں تو خوشی سے مسکراتے ہیں اور جب بائیں طرف دیکھتے ہیں تو (رنج سے) روتے ہیں۔ پھر جبرائیل مجھے لے کر دوسرے آسمان تک پہنچے اور اس کے داروغہ سے کہا کہ کھولو۔ اس آسمان کے داروغہ نے بھی پہلے کی طرح پوچھا پھر کھول دیا۔ انس نے کہا کہ ابوذر نے ذکر کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان پر آدم، ادریس، موسیٰ، عیسیٰ اور ابراہیم علیہم السلام کو موجود پایا۔ اور ابوذر رضی اللہ عنہ نے ہر ایک کا ٹھکانہ نہیں بیان کیا۔ البتہ اتنا بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آدم کو پہلے آسمان پر پایا اور ابراہیم علیہ السلام کو چھٹے آسمان پر۔ انس نے بیان کیا کہ جب جبرائیل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ادریس علیہ السلام پر گزرے۔ تو انہوں نے فرمایا کہ آؤ اچھے آئے ہو صالح نبی اور صالح بھائی۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ جواب دیا کہ یہ ادریس علیہ السلام ہیں۔ پھر موسیٰ علیہ السلام تک پہنچا تو انہوں نے فرمایا آؤ اچھے آئے ہو صالح نبی اور صالح بھائی۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ جبرائیل علیہ السلام نے بتایا کہ موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ پھر میں عیسیٰ علیہ السلام تک پہنچا، انہوں نے کہا آؤ اچھے آئے ہو صالح نبی اور صالح بھائی۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ جبرائیل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ عیسیٰ

علیہ السلام ہیں۔ پھر میں ابراہیم علیہ السلام تک پہنچا۔ انہوں نے فرمایا آؤ اچھے آئے ہو صالح نبی اور صالح بیٹے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ جبرائیل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ ابن شہاب نے کہا کہ مجھے ابوبکر بن حزم نے خبر دی کہ عبداللہ بن عباس اور ابوحبۃ الانصاری رضی اللہ عنہم کہا کرتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، پھر مجھے جبرائیل علیہ السلام لے کر چڑھے، اب میں اس بلند مقام تک پہنچ گیا جہاں میں نے قلم کی آواز سنی (جو لکھنے والے فرشتوں کی قلموں کی آواز تھی)ابن حزم نے (اپنے شیخ سے) اور انس بن مالک نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پس اللہ تعالیٰ نے میری امت پر پچاس وقت کی نمازیں فرض کیں۔ میں یہ حکم لے کر واپس لوٹا۔ جب موسیٰ علیہ السلام تک پہنچا تو انہوں نے پوچھا کہ آپ کی امت پر اللہ نے کیا فرض کیا ہے؟ میں نے کہا کہ پچاس وقت کی نمازیں فرض کی ہیں۔ انہوں نے فرمایا آپ واپس اپنے رب کی بارگاہ میں جایئے۔ کیونکہ آپ کی امت اتنی نمازوں کو ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتی ہے۔ میں واپس بارگاہ رب العزت میں گیا تو اللہ نے اس میں سے ایک حصہ کم کر دیا، پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور کہا کہ ایک حصہ کم کر دیا گیا ہے، انہوں نے کہا کہ دوبارہ جایئے کیونکہ آپ کی امت میں اس کے برداشت کی بھی طاقت نہیں ہے۔ پھر میں بارگاہ رب العزت میں حاضر ہوا۔ پھر ایک حصہ کم ہوا۔ جب موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا تو انہوں نے فرمایا کہ اپنے رب کی بارگاہ میں پھر جایئے، کیونکہ آپ کی امت اس کو بھی برداشت نہ کر سکے گی، پھر میں باربار آیا گیا پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ نمازیں (عمل میں) پانچ ہیں اور (ثواب میں) پچاس (کے برابر) ہیں۔ میری بات بدلی نہیں جاتی۔ اب میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے پھر کہا کہ اپنے رب کے پاس جایئے۔ لیکن میں نے کہا مجھے اب اپنے رب سے شرم آتی ہے۔ پھر جبرائیل مجھے سدرۃ المنتہیٰ تک لے گئے جسے کئی طرح کے رنگوں نے ڈھانک رکھا تھا۔ جن کے متعلق مجھے معلوم نہیں ہوا کہ وہ کیا ہیں۔ اس کے بعد مجھے جنت میں لے جایا گیا، میں نے دیکھا کہ اس میں موتیوں کے ہار ہیں اور اس کی مٹی مشک کی ہے۔

صحیح بخاری: کتاب: انصار کے مناقب (باب: معراج کا بیان)

مترجم: ا. شیخ الحدیث حافظ عبد الستار حماد (دار السلام)

3887

حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَهُمْ عَنْ لَيْلَةِ أُسْرِيَ بِهِ بَيْنَمَا أَنَا فِي الْحَطِيمِ وَرُبَّمَا قَالَ فِي الْحِجْرِ مُضْطَجِعًا أِذْ أَتَانِي آتٍ فَقَدَّ قَالَ وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ فَشَقَّ مَا بَيْنَ هَذِهِ أِلَى هَذِهِ فَقُلْتُ لِلْجَارُودِ وَهُوَ أِلَى جَنْبِي مَا يَعْنِي بِهِ قَالَ مِنْ ثُغْرَةِ نَحْرِهِ أِلَى شِعْرَتِهِ وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ مِنْ قَصِّهِ أِلَى شِعْرَتِهِ فَاسْتَخْرَجَ قَلْبِي ثُمَّ أُتِيتُ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مَمْلُوءَةٍ أِيمَانًا فَغُسِلَ قَلْبِي ثُمَّ حُشِيَ ثُمَّ أُعِيدَ ثُمَّ أُتِيتُ بِدَابَّةٍ دُونَ الْبَغْلِ وَفَوْقَ الْحِمَارِ أَبْيَضَ فَقَالَ لَهُ الْجَارُودُ هُوَ الْبُرَاقُ يَا أَبَا حَمْزَةَ قَالَ أَنَسٌ نَعَمْ يَضَعُ خَطْوَهُ عِنْدَ أَقْصَى طَرْفِهِ فَحُمِلْتُ عَلَيْهِ فَانْطَلَقَ بِي جِبْرِيلُ حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ الدُّنْيَا فَاسْتَفْتَحَ فَقِيلَ مَنْ هَذَا قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ أُرْسِلَ أِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيلَ مَرْحَبًا بِهِ فَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ فَفَتَحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَأِذَا فِيهَا آدَمُ فَقَالَ هَذَا أَبُوكَ آدَمُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ السَّلَامَ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالِابْنِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِي حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ الثَّانِيَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيلَ مَنْ هَذَا قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ أُرْسِلَ أِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيلَ مَرْحَبًا بِهِ فَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ فَفَتَحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ أِذَا يَحْيَى وَعِيسَى وَهُمَا ابْنَا الْخَالَةِ قَالَ هَذَا يَحْيَى وَعِيسَى فَسَلِّمْ عَلَيْهِمَا فَسَلَّمْتُ فَرَدَّا ثُمَّ قَالَا مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِي أِلَى السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ فَاسْتَفْتَحَ قِيلَ مَنْ هَذَا قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ أُرْسِلَ أِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيلَ مَرْحَبًا بِهِ فَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ أِذَا يُوسُفُ قَالَ هَذَا يُوسُفُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِي حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ الرَّابِعَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيلَ مَنْ هَذَا قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ أَوَقَدْ أُرْسِلَ أِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيلَ مَرْحَبًا بِهِ فَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ أِلَى أِدْرِيسَ قَالَ هَذَا أِدْرِيسُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِي حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ الْخَامِسَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيلَ مَنْ هَذَا قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ أُرْسِلَ أِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيلَ مَرْحَبًا بِهِ فَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَأِذَا هَارُونُ قَالَ هَذَا هَارُونُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِي حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ السَّادِسَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيلَ مَنْ هَذَا قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ مَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ أُرْسِلَ أِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قَالَ مَرْحَبًا بِهِ فَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَأِذَا مُوسَى قَالَ هَذَا مُوسَى فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ فَلَمَّا تَجَاوَزْتُ بَكَى قِيلَ لَهُ مَا يُبْكِيكَ قَالَ أَبْكِي لِأَنَّ غُلَامًا بُعِثَ بَعْدِي يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِهِ أَكْثَرُ مِمَّنْ يَدْخُلُهَا مِنْ أُمَّتِي ثُمَّ صَعِدَ بِي أِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ قِيلَ مَنْ هَذَا قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ بُعِثَ أِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قَالَ مَرْحَبًا بِهِ فَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَأِذَا أِبْرَاهِيمُ قَالَ هَذَا أَبُوكَ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ قَالَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ السَّلَامَ قَالَ مَرْحَبًا بِالِابْنِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ رُفِعَتْ أِلَيَّ سِدْرَةُ الْمُنْتَهَى فَأِذَا نَبْقُهَا مِثْلُ قِلَالِ هَجَرَ وَأِذَا وَرَقُهَا مِثْلُ آذَانِ الْفِيَلَةِ قَالَ هَذِهِ سِدْرَةُ الْمُنْتَهَى وَأِذَا أَرْبَعَةُ أَنْهَارٍ نَهْرَانِ بَاطِنَانِ وَنَهْرَانِ ظَاهِرَانِ فَقُلْتُ مَا هَذَانِ يَا جِبْرِيلُ قَالَ أَمَّا الْبَاطِنَانِ فَنَهْرَانِ فِي الْجَنَّةِ وَأَمَّا الظَّاهِرَانِ فَالنِّيلُ وَالْفُرَاتُ ثُمَّ رُفِعَ لِي الْبَيْتُ الْمَعْمُورُ ثُمَّ أُتِيتُ بِأِنَاءٍ مِنْ خَمْرٍ وَأِنَاءٍ مِنْ لَبَنٍ وَأِنَاءٍ مِنْ عَسَلٍ فَأَخَذْتُ اللَّبَنَ فَقَالَ هِيَ الْفِطْرَةُ الَّتِي أَنْتَ عَلَيْهَا وَأُمَّتُكَ ثُمَّ فُرِضَتْ عَلَيَّ الصَّلَوَاتُ خَمْسِينَ صَلَاةً كُل يَوْمٍ فَرَجَعْتُ فَمَرَرْتُ عَلَى مُوسَى فَقَالَ بِمَا أُمِرْتَ قَالَ أُمِرْتُ بِخَمْسِينَ صَلَاةً كُل يَوْمٍ قَالَ أِنَّ أُمَّتَكَ لَا تَسْتَطِيعُ خَمْسِينَ صَلَاةً كُل يَوْمٍ

وَأَنِّي وَاللَّهِ قَدْ جَرَّبْتُ النَّاسَ قَبْلَكَ وَعَالَجْتُ بَنِي أَسْرَائِيلَ أَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ فَارْجِعْ أَلَى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيفَ لِأُمَّتِكَ فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّي عَشْرًا فَرَجَعْتُ أَلَى مُوسَى فَقَالَ مِثْلَهُ فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّي عَشْرًا فَرَجَعْتُ أَلَى مُوسَى فَقَالَ مِثْلَهُ فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّي عَشْرًا فَرَجَعْتُ أَلَى مُوسَى فَقَالَ مِثْلَهُ فَرَجَعْتُ فَأُمِرْتُ بِعَشْرِ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ فَرَجَعْتُ فَقَالَ مِثْلَهُ فَرَجَعْتُ فَأُمِرْتُ بِخَمْسِ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ فَرَجَعْتُ أَلَى مُوسَى فَقَالَ بِمَ أُمِرْتَ قُلْتُ أُمِرْتُ بِخَمْسِ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ قَالَ أَنَّ أُمَّتَكَ لَا تَسْتَطِيعُ خَمْسَ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ وَأَنِّي قَدْ جَرَّبْتُ النَّاسَ قَبْلَكَ وَعَالَجْتُ بَنِي أَسْرَائِيلَ أَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ فَارْجِعْ أَلَى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيفَ لِأُمَّتِكَ قَالَ سَأَلْتُ رَبِّي حَتَّى اسْتَحْيَيْتُ وَلَكِنِّي أَرْضَى وَأُسَلِّمُ قَالَ فَلَمَّا جَاوَزْتُ نَادَى مُنَادٍ أَمْضَيْتُ فَرِيضَتِي وَخَفَّفْتُ عَنْ عِبَادِي

مالک بن صعصعہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم سے اس شب کا حال بیان کیا جس میں آپ کو معراج ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا: "ایسا ہوا کہ میں حطیم یا حجر میں لیٹا ہوا تھا کہ اچانک ایک شخص میرے پاس آیا اور اس نے یہاں سے یہاں تک چاک کر دیا ـ۔ راوی کہتا ہے: میں نے جارود سے پوچھا: جو میرے پہلو میں بیٹھے ہوئے تھے: اس سے کیا مراد ہے؟ تو انہوں نے کہا: حلقوم سے ناف تک۔ میں نے اسے یہ کہتے ہوئے بھی سنا کہ سینے سے ناف تک ـ۔" پھر اس نے میرا دل نکالا۔ اس کے بعد سونے کا ایک طشت لایا گیا جو ایمان سے لبریز تھا۔ میرا دل دھویا گیا۔ پھر اسے ایمان سے بھر کر اپنی جگہ رکھ دیا گیا۔ پھر اسے ایمان سے بھر کر اپنی جگہ پر رکھ دیا گیا۔ اس کے بعد میرے پاس ایک سفید رنگ کا جانور لایا گیا جو خچر سے چھوٹا اور گدھے سے اونچا تھا ـ۔ جارود نے کہا: ابوحمزہ! وہ براق تھا؟ ابوحمزہ انسؓ نے فرمایا: ہاں (وہ براق تھا) ـ۔ وہ اپنا قدم منتہائے نظر پر رکھتا تھا۔ تو میں اس پر سوار ہوا۔ میرے ہمراہ جبریل علیہ السلام روانہ ہوئے۔ انہوں نے آسمان اول پر پہنچ کر دروازہ کھٹکھٹایا، پوچھا گیا: تم کون ہو؟ انہوں نے جواب دیا: میں جبریل ہوں۔ پوچھا گیا: تمہارے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے بتایا کہ محمد ﷺ ہیں۔ پوچھا گیا: آپ کو یہاں تشریف لانے کا پیغام بھیجا گیا تھا؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ پھر جواب ملا: مرحبا! آپ کا تشریف لانا مبارک ہو۔ تشریف لانے والا بہت اچھا ہے۔ پھر اس (دربان) نے دروازہ کھول دیا۔ جب میں وہاں گیا تو آدم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ جبریل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ تمہارے باپ آدم علیہ السلام ہیں، انہیں سلام کیجیے۔ میں نے سلام کیا تو انہوں نے سلام کا جواب دیتے ہوئے فرمایا: اچھے بیٹے اور بزرگ نبی! خوش آمدید۔ اس کے بعد جبریل علیہ السلام مجھے لے کر اوپر چڑھے حتی کہ دوسرے آسمان پر پہنچے اور اس کا

دروازہ کھٹکھٹایا۔ پوچھا گیا: تم کون ہو؟ انہوں نے جواب دیا: میں جبریل ہوں۔ پوچھا گیا: تمہارے ساتھ کون ہے؟ بتایا کہ محمد ﷺ ہیں۔ دریافت کیا گیا: کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ کہا گیا: آپ کا تشریف لانا مبارک ہو۔ آنے والا مہمان بہت اچھا ہے اوراس (دربان) نے دروازہ کھول دیا۔ جب میں وہاں پہنچا تو یحییٰ اور عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ یہ دونوں آپس میں خالہ زاد ہیں۔ جبریل علیہ السلام نے کہا: یہ یحییٰ اور عیسیٰ علیہما السلام ہیں، انہیں سلام کیجیے۔ میں نے سلام کیا اور ان دونوں نے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا: برادر عزیز اور نبی محترم! خوش آمدید۔ پھر جبریل علیہ السلام مجھے لے کر تیسرے آسمان پر چڑھے اور اس کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ پوچھا گیا: کون ہے؟ کہا: میں جبریل ہوں۔ پوچھا گیا: تمہارے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے کہا: محمد ﷺ ہیں۔ پوچھا گیا: کیا انہیں بلایا گیا تھا؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ کہا گیا: آپ کا تشریف لانا مبارک ہو۔ تشریف لانے والا مہمان بہت اچھا ہے۔ پھر دروازہ کھول دیا گیا۔ جب میں اندر داخل ہوا تو یوسف علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ جبریل علیہ السلام نے کہا: یہ یوسف علیہ السلام ہیں، انہیں سلام کیجیے۔ میں نے انہیں سلام کہا: انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا اور کہا: نیک طنیت بھائی اور نبی محترم! خوش آمدید۔ پھر جبریل علیہ السلام مجھے چوتھے آسمان پر لے کر پہنچے اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ پوچھا گیا: کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا: میں جبریل ہوں۔ پوچھا گیا: تمہارے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے کہا کہ محمد ﷺ ہیں۔ پوچھا گیا: کیا انہیں دعوت دی گئی تھی؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ کہا گیا: خوش آمدید! جس سفر پر آئے وہ مبارک اور خوشگوار ہو۔ پھر دروازہ کھول دیا گیا۔ جب میں وہاں پہنچا تو ادریس علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ جبریل نے کہا: یہ ادریس علیہ السلام ہیں، انہیں سلام کریں۔ میں نے سلام کیا تو انہوں نے سلام کا جواب دے کر کہا: اے برادر گرامی اور نبی محترم! خوش آمدید۔ پھر جبریل علیہ السلام مجھے لے کر پانچویں آسمان پر چڑھے، دروازہ کھٹکھٹایا۔ پوچھا گیا: کون ہے؟ انہوں نے کہا: میں جبریل ہوں۔ پوچھا گیا: تمہارے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے کہا کہ محمد ﷺ ہیں۔ پوچھا گیا: انہیں بلایا گیا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ کہا گیا: انہیں خوش آمدید! اور جس سفر پر آئے ہیں وہ خوش گوار اور مبارک ہو۔ جب میں وہاں پہنچا تو ہارون علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ جبریل علیہ السلام نے کہا: یہ ہارون علیہ السلام ہیں، انہیں سلام کیجیے۔ میں

نے انہیں سلام کیا تو انہوں نے سلام کا جواب دے کر کہا: اے معزز بھائی اور نبی محترم! خوش آمدید۔ پھر جبریل علیہ السلام مجھے لے کر چھٹے آسمان پر چڑھے۔ اس کا دروازہ کھٹکھٹایا تو پوچھا گیا: کون ہے؟ انہوں نے کہا: میں جبریل ہوں۔ پوچھا گیا: تمہارے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے کہا کہ محمد ﷺ ہیں۔ پوچھا گیا: کیا وہ بلائے گئے ہیں؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ کہا گیا: انہیں خوش آمدید! سفر مبارک ہو۔ جب میں وہاں پہنچا تو موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ جبریل علیہ السلام نے کہا: یہ موسیٰ علیہ السلام ہیں، انہیں سلام کیجیے۔ میں نے انہیں سلام کیا تو انہوں نے سلام کا جواب دے کر کہا: اخی المکرم اور نبی محترم! خوش آمدید۔ پھر جب میں آگے بڑھا تو وہ رونے لگے۔ پوچھا گیا: آپ کیوں روتے ہیں؟ انہوں نے کہا: میں اس لیے روتا ہوں کہ ایک نوعمر جوان جسے میرے بعد رسول بنا کر بھیجا گیا ہے اس کی امت جنت میں میری امت سے زیادہ تعداد میں داخل ہو گی۔ جبریل علیہ السلام مجھے ساتویں آسمان پر لے کر چڑھے اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ پوچھا گیا: کون ہے؟ انہوں نے کہا: میں جبریل ہوں۔ پوچھا گیا: تمہارے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے کہا کہ محمد ﷺ ہیں۔ پوچھا گیا: کیا انہیں دعوت دی گئی تھی؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ کہا گیا: خوش آمدید! اور جس سفر پر تشریف لائے ہیں وہ خوشگوار اور مبارک ہو۔ پھر میں وہاں پہنچا تو ابراہیم علیہ السلام ملے۔ جبریل علیہ السلام نے کہا: یہ آپ کے جد امجد ابراہیم علیہ السلام ہیں، انہیں سلام کیجیے۔ میں نے انہیں سلام کیا تو انہوں نے سلام کا جواب دیتے ہوئے فرمایا: اے پسر عزیز اور نبی محترم خوش آمدید۔ پھر مجھے سدرۃ المنتہی تک بلند کیا گیا تو میں نے دیکھا کہ اس کے پھل مقام ہجر کے مٹکوں کی طرح بڑے بڑے ہیں اور اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح چوڑے چوڑے ہیں۔ جبریل علیہ السلام نے کہا: یہ سدرۃ المنتہی ہے۔ وہاں چار نہریں تھیں: (ان میں) دو نہریں بند اور دو نہریں کھلی ہوئی تھیں۔ میں نے پوچھا: اے جبریل! یہ نہریں کیسی ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ بند نہریں تو جنت کی ہیں اور جو کھلی ہیں وہ نیل اور فرات کا سرچشمہ ہیں۔ پھر بیت المعمور کو میرے سامنے لایا گیا۔ پھر میرے سامنے ایک پیالہ شراب کا، ایک پیالہ دودھ کا اور ایک پیالہ شہد کا لایا گیا تو میں نے دودھ کا پیالہ لے لیا۔ جبریل علیہ السلام نے کہا: یہ فطرت اسلام ہے جس پر آپ اور آپ کی امت قائم ہے۔ پھر مجھ پر شب و روز میں پچاس نمازیں فرض کی گئیں۔ جب میں واپس لوٹا تو

موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے میرا گزر ہوا۔ انہوں نے پوچھا: آپ کو کیا حکم دیا گیا ہے؟ میں نے کہا: مجھے دن رات میں پچاس نمازیں ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: آپ کی امت ہر دن پچاس نمازیں نہیں پڑھ سکے گی۔ اللہ کی قسم! میں آپ سے پہلے لوگوں کا تجربہ کر چکا ہوں اور اس معاملے میں بنی اسرائیل کے ساتھ سرتوڑ کوشش کر چکا ہوں، لہٰذا آپ اپنے رب کی طرف لوٹ جائیں اور اپنی امت کے لیے تخفیف کی درخواست کریں، چنانچہ میں لوٹ کر گیا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے دس نمازیں معاف کر دیں۔ پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس لوٹ کر آیا تو انہوں نے پھر ویسا ہی کہا۔ پھر اللہ کے پاس گیا تو اللہ نے مزید دس نمازیں معاف کر دیں۔ میں پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس لوٹ کر آیا تو انہوں نے پھر ویسا ہی کہا۔ پھر میں لوٹ کر گیا تو مجھے دس نمازیں اور معاف کر دی گئیں۔ پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس لوٹ کر آیا تو انہوں نے پھر ویسا ہی کہا، چنانچہ میں لوٹ کر گیا تو مجھے ہر دن میں دس نمازوں کا حکم دیا گیا۔ پھر لوٹا تو موسیٰ علیہ السلام نے پھر ویسا ہی کہا۔ میں پھر لوٹا تو مجھے ہر دن میں پانچ نمازوں کا حکم دیا گیا۔ پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس لوٹ کر آیا تو انہوں نے پوچھا کہ آپ کو کس چیز کا حکم دیا گیا ہے؟ میں نے کہا: ہر دن میں پانچ نمازوں کا حکم دیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا: آپ کی امت دن میں پانچ نمازیں بھی نہیں پڑھ سکے گی۔ میں تم سے پہلے لوگوں کا خوب تجربہ کر چکا ہوں اور بنی اسرائیل پر خوب زور ڈال چکا ہوں، لہٰذ تم ایسا کرو پھر اپنے پروردگار کے پاس جاؤ اور اپنی امت کے لیے تخفیف کی درخواست کرو۔ میں نے جواب دیا میں اپنے رب سے کئی دفعہ درخواست کر چکا ہوں، اب مجھے حیا آتی ہے، لہٰذا میں راضی ہوں اور اس کے حکم کو تسلیم کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا:
میں آگے بڑھا تو ایک منادی (خود اللہ تعالیٰ) نے آواز دی کہ میں نے حکم جاری کر دیا اور اپنے بندوں پر تخفیف بھی کر دی۔"

صحیح مسلم ۲۵۹ پر بَابُ الْإِسْرَاءِ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى السَّمَاوَاتِ، وَفَرْضِ الصَّلَوَاتِ بعض نسخوں میں یہ ۴۱۱ پر ہے

http://mohaddis.com/View/Muslim/411

صحیح مسلم

اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا آسمانوں پر تشریف لے جانا اور فرض نمازوں کا بیان

حدیث:411

حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِکٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أُتِيتُ بِالْبُرَاقِ وَهُوَ دَابَّةٌ أَبْيَضُ طَوِيلٌ فَوْقَ الْحِمَارِ وَدُونَ الْبَغْلِ يَضَعُ حَافِرَهُ عِنْدَ مُنْتَهَى طَرْفِهِ قَالَ فَرَکِبْتُهُ حَتَّى أَتَيْتُ بَيْتَ الْمَقْدِسِ قَالَ فَرَبَطْتُهُ بِالْحَلْقَةِ الَّتِي يَرْبِطُ بِهِ الْأَنْبِيَاءُ قَالَ ثُمَّ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَصَلَّيْتُ فِيهِ رَکْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجْتُ فَجَاءَنِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَام بِأِنَاءٍ مِنْ خَمْرٍ وَأِنَاءٍ مِنْ لَبَنٍ فَاخْتَرْتُ اللَّبَنَ فَقَالَ جِبْرِيلُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْتَرْتَ الْفِطْرَةَ ثُمَّ عَرَجَ بِنَا أَلَى السَّمَاءِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ فَقِيلَ مَنْ أَنْتَ قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَکَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ بُعِثَ أَلَيْهِ قَالَ قَدْ بُعِثَ أَلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فَأَذَا أَنَا بِآدَمَ فَرَحَّبَ بِي وَدَعَا لِي بِخَيْرٍ ثُمَّ عَرَجَ بِنَا أَلَى السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَام فَقِيلَ مَنْ أَنْتَ قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَکَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ بُعِثَ أَلَيْهِ قَالَ قَدْ بُعِثَ أَلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فَأَذَا أَنَا بِابْنَيْ الْخَالَةِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَيَحْيَى بْنِ زَکَرِيَّاءَ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِمَا فَرَحَّبَا وَدَعَوَا لِي بِخَيْرٍ ثُمَّ عَرَجَ بِي أَلَى السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ فَقِيلَ مَنْ أَنْتَ قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَکَ قَالَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيلَ وَقَدْ بُعِثَ أَلَيْهِ قَالَ قَدْ بُعِثَ أَلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فَأَذَا أَنَا بِيُوسُفَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذَا هُوَ قَدْ أُعْطِيَ شَطْرَ الْحُسْنِ فَرَحَّبَ وَدَعَا لِي بِخَيْرٍ ثُمَّ عَرَجَ بِنَا أَلَى السَّمَاءِ الرَّابِعَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَام قِيلَ مَنْ هَذَا قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَکَ قَالَ مُحَمَّدٌ قَالَ وَقَدْ بُعِثَ أَلَيْهِ قَالَ قَدْ بُعِثَ أَلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فَأَذَا أَنَا بِأِدْرِيسَ فَرَحَّبَ وَدَعَا لِي بِخَيْرٍ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَرَفَعْنَاهُ مَکَانًا عَلِيًّا ثُمَّ عَرَجَ بِنَا أَلَى السَّمَاءِ الْخَامِسَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ قِيلَ مَنْ هَذَا قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَکَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ بُعِثَ أَلَيْهِ قَالَ قَدْ بُعِثَ أَلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فَأَذَا أَنَا بِهَارُونَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَحَّبَ وَدَعَا لِي بِخَيْرٍ ثُمَّ عَرَجَ بِنَا أَلَى السَّمَاءِ السَّادِسَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَام قِيلَ مَنْ هَذَا قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَکَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ بُعِثَ أَلَيْهِ قَالَ قَدْ بُعِثَ أَلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فَأَذَا أَنَا بِمُوسَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَحَّبَ وَدَعَا لِي بِخَيْرٍ ثُمَّ عَرَجَ أَلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ فَقِيلَ مَنْ هَذَا قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَکَ قَالَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيلَ وَقَدْ بُعِثَ أَلَيْهِ قَالَ قَدْ بُعِثَ أَلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فَأَذَا أَنَا بِأِبْرَاهِيمَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْنِدًا ظَهْرَهُ أَلَى الْبَيْتِ الْمَعْمُورِ وَأَذَا هُوَ يَدْخُلُهُ کُلَّ يَوْمٍ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَکٍ لَا يَعُودُونَ أَلَيْهِ ثُمَّ ذَهَبَ بِي أَلَى السِّدْرَةِ الْمُنْتَهَى وَأَذَا وَرَقُهَا کَآذَانِ الْفِيَلَةِ وَأَذَا ثَمَرُهَا کَالْقِلَالِ قَالَ فَلَمَّا غَشِيَهَا مِنْ أَمْرِ اللَّهِ مَا غَشِيَ تَغَيَّرَتْ فَمَا أَحَدٌ مِنْ خَلْقِ اللَّهِ يَسْتَطِيعُ أَنْ يَنْعَتَهَا مِنْ حُسْنِهَا فَأَوْحَى اللَّهُ أَلَيَّ مَا أَوْحَى فَفَرَضَ عَلَيَّ خَمْسِينَ صَلَاةً فِي کُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ فَنَزَلْتُ أَلَى مُوسَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا فَرَضَ رَبُّکَ عَلَى أُمَّتِکَ قُلْتُ خَمْسِينَ صَلَاةً قَالَ ارْجِعْ أَلَى رَبِّکَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيفَ فَأِنَّ أُمَّتَکَ لَا يُطِيقُونَ ذَلِکَ فَأِنِّي قَدْ بَلَوْتُ بَنِي أِسْرَائِيلَ وَخَبَرْتُهُمْ قَالَ فَرَجَعْتُ أَلَى رَبِّي فَقُلْتُ يَا رَبِّ خَفِّفْ عَلَى أُمَّتِي فَحَطَّ عَنِّي خَمْسًا فَرَجَعْتُ أَلَى مُوسَى فَقُلْتُ حَطَّ عَنِّي خَمْسًا قَالَ أِنَّ أُمَّتَکَ لَا يُطِيقُونَ ذَلِکَ فَارْجِعْ أَلَى رَبِّکَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيفَ قَالَ فَلَمْ أَزَلْ أَرْجِعُ بَيْنَ رَبِّي تَبَارَکَ وَتَعَالَى وَبَيْنَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَام حَتَّى قَالَ يَا مُحَمَّدُ أِنَّهُنَّ خَمْسُ صَلَوَاتٍ کُلَّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ لِکُلِّ صَلَاةٍ عَشْرٌ فَذَلِکَ خَمْسُونَ صَلَاةً وَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا کُتِبَتْ لَهُ حَسَنَةً فَأِنْ عَمِلَهَا کُتِبَتْ لَهُ عَشْرًا وَمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا لَمْ تُکْتَبْ شَيْئًا فَأِنْ عَمِلَهَا کُتِبَتْ سَيِّئَةً وَاحِدَةً قَالَ فَنَزَلْتُ حَتَّى انْتَهَيْتُ أَلَى مُوسَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ ارْجِعْ أَلَى رَبِّکَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيفَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ قَدْ رَجَعْتُ أَلَى رَبِّي حَتَّى اسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ

ترجمہ : شیبان بن فروخ، حماد بن سلمہ، ثابت بنانی، انس بن مالک (رض) سے روایت ہے کہ رسول

اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا کہ میرے لئے براق لایا گیا، براق ایک سفید لمبا گدھے سے اونچا اور خچر سے چھوٹا جانور ہے منتہائے نگاہ تک اپنے پاؤں رکھتا ہے میں اس پر سوار ہو کر بیت المقدس آیا اور اسے اس حلقہ سے باندھا جس سے دوسرے انبیاء علیہم السلام اپنے اپنے جانور باندھا کرتے تھے پھر میں مسجد میں داخل ہو اور میں نے دو رکعتیں پڑھیں پھر میں نکلا تو جبرائیل (علیہ السلام) دو برتن لائے ایک برتن میں شراب اور دوسرے برتن میں دودھ تھا میں نے دودھ کو پسند کیا، جبرائیل (علیہ السلام) کہنے لگے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فطرت کو پسند کیا، پھر جبرائیل (علیہ السلام) ہمارے ساتھ آسمان کی طرف چڑھے، فرشتوں سے دروازہ کھولنے کے لئے کہا گیا تو فرشتوں نے پوچھا آپ کون؟ کہا جبرائیل کہا گیا کہ آپ کے ساتھ کون ہے؟ کہا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فرشتوں نے پوچھا کہ کیا وہ بلائے گئے ہیں؟ کہا کہ ہاں بلائے گئے ہیں، پھر ہمارے لئے دروازہ کھولا گیا تو ہم نے آدم (علیہ السلام) سے ملاقات کی آدم (علیہ السلام) نے مجھے خوش آمدید کہا اور میرے لئے دعائے خیر کی، پھر ہمیں دوسرے آسمان کی طرف چڑھایا گیا تو فرشتوں سے دروازہ کھولنے کے لئے کہا گیا تو پھر پوچھا گیا کون؟ کہا جبرائیل اور آپ کے ساتھ کون ہے؟ کہا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں انہوں نے پوچھا کیا بلائے گئے ہیں؟ کہا کہ ہاں بلائے گئے ہیں پھر ہمارے لئے دروازہ کھولا گیا تو میں نے دونوں خالہ زاد بھائیوں عیسیٰ بن مریم اور یحییٰ بن زکریا (علیہ السلام) کو دیکھا دونوں نے مجھے خوش آمدید کہا اور میرے لئے دعائے خیر کی، پھر جبرائیل (علیہ السلام) ہمارے ساتھ تیسرے آسمان پر گئے تو دروازہ کھولنے کے لئے کہا گیا تو پوچھا گیا کہ آپ کون ہیں؟ کہا جبرائیل پوچھا گیا آپ کے ساتھ کون ہے؟ کہا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فرشتوں نے پوچھا کیا بلائے گئے ہیں؟ کہا کہ ہاں بلائے گئے ہیں، پھر ہمارے لئے دروازہ کھولا گیا تو میں نے یوسف (علیہ السلام) کو دیکھا اور اللہ نے انہیں حسن کا نصف حصہ عطا فرمایا تھا انہوں نے مجھے خوش آمدید کہا اور میرے لئے دعائے خیر کی، پھر ہمیں چوتھے آسمان کی طرف چڑھایا گیا دروازہ کھولنے کے لئے کہا گیا تو پوچھا کون؟ کہا جبرائیل پوچھا گیا آپ کے ساتھ کون ہے؟ کہا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پوچھا گیا کہ کیا بلائے گئے ہیں؟ کہا کہ ہاں بلائے گئے ہیں ہمارے لئے دروازہ کھلا تو میں نے ادریس (علیہ السلام) کو دیکھا انہوں نے مجھے خوش آمدید کہا اور میرے لئے

دعائے خیر کی، ادریس کے بارے میں اللہ عزوجل نے فرمایا (وَرَفَعۡنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا) ہم نے ان کو بلند مقام عطا فرمایا ہے، پھر ہمیں پانچویں آسمان کی طرف چڑھایا گیا جبرائیل نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا تو پوچھا گیا کون؟ کہا جبرائیل پوچھا گیا کہ آپ کے ساتھ کون ہیں؟ کہا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پوچھا گیا کیا بلائے گئے ہیں؟ کہا کہ ہاں بلائے گئے ہیں پھر ہمارے لئے دروازہ کھولا تو میں نے ہارون (علیہ السلام) کو دیکھا انہوں نے مجھے خوش آمدید کہا اور میرے لئے دعائے خیر کی، پھر ہمیں چھٹے آسمان کی طرف چڑھایا گیا تو جبرائیل (علیہ السلام) نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا تو پوچھا گیا کون؟ کہا کہ جبرائیل پوچھا گیا آپ کے ساتھ کون ہیں؟ کہا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پھر پوچھا کیا ان کو بلایا گیا ہے؟ کہاں کہ ہاں یہ بلائے گئے ہیں ہمارے لئے دروازہ کھولا گیا تو میں نے موسیٰ (علیہ السلام) کو دیکھا انہوں نے مجھے خوش آمدید کہا اور میرے لئے دعائے خیر کی، پھر ہمیں ساتویں آسمان کی طرف چڑھایا گیا جبرائیل (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا تو فرشتوں نے پوچھا کون؟ کہا جبرائیل پوچھا گیا آپ کے ساتھ کون ہیں؟ کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پوچھا گیا کہ کیا ان کو بلایا گیا ہے؟ کہا ہاں ان کو بلانے کا حکم ہوا ہے پھر ہمارے لئے دروازہ کھولا گیا تو میں نے ابراہیم (علیہ السلام) کو بیت المعمور کی طرف پشت کئے اور ٹیک لگائے بیٹھے دیکھا اور بیت المعمور میں روزانہ ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں اور انہیں دوبارہ آنے کا موقع نہیں ملتا (فرشتوں کی کثرت کی وجہ سے) پھر جبرائیل مجھے سدرۃ المنتہی کی طرف لے گئے اس کے پتے ہاتھی کے کان کی طرح بڑے بڑے تھے اور اس کے پھل بیر جیسے اور بڑے گھڑے کے برابر تھے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا کہ جب اس درخت کو اللہ کے حکم سے ڈھانکا گیا تو اس کا حال ایسا پوشیدہ ہوگیا کہ اللہ کی مخلوق میں سے کسی کے لئے یہ ممکن نہیں کہ اس کے حسن کو بیان کرسکے، پھر اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی نازل فرمائی ہر دن رات میں پچاس نمازیں فرض فرمائیں پھر میں وہاں سے واپس موسیٰ تک پہنچا تو انہوں نے پوچھا کہ آپ کے رب نے آپ کی امت پر کیا فرض کیا ہے؟ میں نے کہا پچاس نمازیں دن رات میں، موسیٰ نے فرمایا کہ اپنے رب کے پاس واپس جا کر ان سے کم کا سوال کریں اس لئے کہ آپ کی امت میں اتنی طاقت نہ ہوگی کیونکہ میں بنی اسرائیل پر اس کا تجربہ کرچکا اور آزماچکا ہوں، آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم) نے فرمایا کہ میں نے پھر واپس جا کر اللہ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ میری امت پر تخفیف فرما دیں تو اللہ نے پانچ نمازیں کم کردیں میں پھر واپس آکر موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس گیا اور کہا کہ اللہ نے پانچ نمازیں کم کردیں موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا کہ آپ کی امت میں اس کی بھی طاقت نہیں اپنے رب کے پاس جا کر ان میں تخفیف کا سوال کریں۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے اس طرح اپنے اللہ کے پاس سے موسیٰ کے پاس اور موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس سے اللہ کے بارگاہ میں آتا جاتا رہا اور پانچ پانچ نمازیں کم ہوتی رہیں یہاں تک کہ اللہ نے فرمایا کہ اے محمد ہر دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی گئی ہیں اور ہر نماز کا ثواب اب دس نمازوں کے برابر ہے پس اس طرح ثواب کے اعتبار سے پچاس نمازیں ہوگئیں اور جو آدمی کسی نیک کام کا ارادہ کرے مگر اس پر عمل نہ کرسکے تو میں اسے ایک نیکی کا ثواب عطا کروں گا اور اگر وہ اس پر عمل کرلے تو میں اسے دس نیکیوں کا ثواب عطا کروں گا اور جو آدمی کسی برائی کا ارادہ کرے لیکن اس کا ارتکاب نہ کرے تو اس کے نامہ اعمال میں یہ برائی نہیں لکھی جاتی اور اگر برائی اس سے سرزد ہوجائے تو میں اس کے نامہ اعمال میں ایک ہی برائی لکھوں گا، آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا کہ میں پھر واپس موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس آیا اور ان کو بتایا تو انہوں نے کہا کہ آپ اپنے رب کے پاس جا کر تخفیف کا سوال کریں تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا میں اپنے پروردگار کے پاس اس سلسلہ میں بار بار آ جا چکا ہوں یہاں تک کہ اب مجھے اس کے متعلق اپنے اللہ کی بارگاہ میں عرض کرتے ہوئے شرم آتی ہے۔

دوسرے دن آپ نے جب قریش کو اس کی خبر دی تو انہوں نے آزمائشی سوالات کیے اور حجر یا حطیم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ بیت المقدس شہر کو آپ کے سامنے کر دیا گیا

سورہ النجم میں ہے[3]

اسے پوری طاقت والے نے سکھایا ہے (5) جو زور آور ہے پھر وہ سیدھا کھڑا ہو گیا (6)

اور وہ بلند آسمان کے کناروں پر تھا (7)

پھر نزدیک ہوا اور اتر آیا (8)

پس وہ دو کمانوں کے بقدر فاصلہ رہ گیا بلکہ اس سے بھی کم (9)

پس اس نے اللہ کے بندے کو وحی پہنچائی جو بھی پہنچائی (10

دل نے جھوٹ نہیں کہا جسے (پیغمبر نے) دیکھا (11

کیا تم جھگڑا کرتے ہو اس پر جو (پیغمبر) دیکھتے ہیں (12) اسے تو ایک مرتبہ اور بھی دیکھا تھا (13)

سدرۃ المنتہیٰ کے پاس (14)

اسی کے پاس جنہ الماویٰ ہے (15

جب کہ سدرہ کو چھپائے لیتی تھی وہ چیز جو اس پر چھا رہی تھی (16

نہ تو نگاہ بہکی نہ حد سے بڑھی (17

یقیناً اس نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیوں میں سے بعض نشانیاں دیکھ لیں (18

معراج کے حوالے سے بہت سی ضعیف روایات عوام میں مشہور ہیں جن کو علماء بھی بلا سند بیان کرتے رہے ہیں مثلا جبریل علیہ السلام کے پروں کا جلنا یا معراج میں اللہ تعالی کا دیدار کرنا یا واقعہ معراج پر اصحاب رسول کا مرتد ہونا یا عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ قول منسوب کرنا کہ وہ جسمانی معراج کی انکاری تھیں وغیرہ – اس کتاب میں اس قسم کی روایات پر بحث کی گئی ہے - صوفی حلقوں میں یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالی کو دیکھا اور اس کے ہاتھ میں علی رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی تھی[4] -

نعلین کے حوالے سے غلو کی ایک وجہ بریلوی فرقہ اور صوفیاء کی جانب سے بیان کی جاتی ہے کہ موسی علیہ السلام جب طوی کی مقدس وادی میں تشریف لے گئے تو سورۃ طہ کی آیات کے مطابق اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے جوتے اتارنے کا حکم دیا طہ،۲۰ : ۱۱۔

أِنِّي أَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ أَنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى

اے موسٰی بیشک میں ہی تمہارا رب ہوں سو تم اپنے جوتے اتار دو، بیشک تم طوٰی کی مقدس وادی میں ہو

اس کے برعکس نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب معراج پر عرش تک گئے تو ان کے بارے میں یہ نہیں ملتا کہ

کسی مقام پر ان کے نعلین مبارک اتروائے گئے ہوں اس کو دلیل بناتے ہوئے کہا جاتا ہے کہ یقینا یہ نعلین بہت مبارک ہیں اور ان کی شبیہ بنانا جائز ہے حالانکہ صحیحین کے مطابق نبی صلی اللہ علیہ وسلم سدرہ المنتہی تک ہی گئے اس سے آگے نہیں اور یہ تو کسی حدیث میں نہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عرش تک گئے

اہل تشیع کے ہاں معراج کا مقصد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علی کی امامت کا حکم تھا جو خاص سدرہ المنتہی کے بعد ملا یہاں تک کہ جبریل کو اس کی خبر نہ ہوئی – یہ خبر خاص علم باطن کی طرح تھی جو اللہ اور اس کے رسول کے مابین رہی- مزید یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھل کر اس کو تمام امت پر بر سر منبر ظاہر نہیں کیا - مکی دور میں جب سابقوں اولوں میں سے بعض کو اس خبر کی بھنک پڑی تو ان میں سے بعض مرتد تک ہو گئے –افسوس اس قسم کی مبہم روایات اہل سنت کی کتب میں بھی موجود ہیں جن سے عوام دھوکہ کھا گئے اور یہ ماننے لگ گئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سدرہ المتنہی سے آگے گئے اور سابقوں اولوں مرتد ہوئے - اہل تشیع کے بقول اس سب کی وجہ علی رضی اللہ عنہ سے متعلق احکام تھے

بعض دیوبندی علماء نے غلو میں یہ تک کہا کہ عرش پر رسول اللہ کے پیر پڑے - دوسری طرف یہی دیوبندی اور بریلوی ، جہمی عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ اپنے عرش پر نہیں ہے- دیو بندی اور بریلوی علماء مفوضہ یا اشاعرہ کی بات کا رد کرتے ہیں اور یہ دعوی کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا- یاد رہے کہ اللہ کو ایک مرد کے جسم کی صورت کہنا حنبلی حشویہ کا عقیدہ ہے

راقم سمجھتا ہے کہ انبیاء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ ادریس علیہ السلام کو بھی معراج ہوئی اس کا ذکر سورہ الانبیاء میں ہے

وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا

ہم نے اس کو ایک بلند مکان کی طرف اٹھایا

رفع عیسیٰ کے حوالے سے اہل سنت اس آیت کو پیش کرتے ہیں کہ اس میں رفع جسمانی ہے نہ کہ رفع درجات- لہذا اس آیت کی ایک ہی تفسیر بنتی ہے کہ یہ جسمانی معراج تھی -ادریس علیہ السلام کو راقم

کے نزدیک اٹھا لیا گیا لیکن اغلبًا ان کی وفات واپس زمین پر ہی ہوئی – عیسیٰ علیہ السلام کو بھی زندہ اٹھا لیا گیا لیکن ان کی وفات نہیں ہوئی اور احادیث میں ذکر ہے کہ ان کا نزول قرب قیامت میں ہے – ادریس علیہ السلام کے حوالے نزول کی کوئی خبر نہیں لہذا یہی تفسیر بنتی ہے کہ ادریس کو معراج دی گئی[5] ۔

معراج کب ہوئی اس کے حوالے سے مورخین کے متعدد اقوال ہیں – عصر حاضر میں اس کو کہا جاتا ہے ماہ رجب میں ہوئی- رجب میں روزہ رکھنے کی کوئی صحیح حدیث نہیں ہے
بعض نے اضافہ کیا ہے کہ معراج میں ایک سیڑھی نمودار ہوئی جبکہ اس پر کوئی بھی صحیح حدیث پیش کرنے سے قاصر ہیں
ابو شہریار

بچپن میں شق صدر کیا جانا

حدثنا شيبان بن فروخ ، حدثنا حماد بن سلمة ، حدثنا ثابت البناني ، عن انس بن مالك ، " ان رسول الله صلى الله عليه وسلم، اتاه جبريل عليه السلام وهو يلعب مع الغلمان، فاخذه فصرعه، فشق عن قلبه، فاستخرج القلب، فاستخرج منه علقة، فقال: هذا حظ الشيطان منك، ثم غسله في طست من ذهب بماء زمزم، ثم لامه، ثم اعاده في مكانه، وجاء الغلمان يسعون إلى امه يعني ظئره، فقالوا: إن محمدا قد قتل، فاستقبلوه وهو منتقع اللون، قال انس: وقد كنت ارى اثر ذلك المخيط في صدره "

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم لڑکوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پکڑا اور پچھاڑا اور دل کو چیر کر نکالا، پھر اس میں سے ایک پھٹکی جدا کر ڈالی اور کہا کہ اتنا حصہ شیطان کا تھا تم میں، پھر اس دل کو دھویا سونے کے طشت میں زمزم کے پانی سے پھر جوڑا اس کو اور اپنی جگہ میں رکھا اور لڑکے دوڑے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ماں کے پاس آئے یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انا کے پاس اور کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مار ڈالے گئے۔ یہ سن کر لوگ دوڑے دیکھا تو (آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحیح اور سالم ہیں اور) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ بدل گیا ہے (ڈر خوف سے) سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا میں اس سلائی کا (جو جبرئیل علیہ السلام نے کی تھی) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ پر نشان دیکھا تھا۔

تبصرہ

شق صدر بچپن میں ہوا یہ صرف ایک سند سے ہے

حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ بن اسلم البنانی، عَنْ أَنَسٍ

اس میں بصریوں کا تفرد ہے

حماد بن سلمہ آخری عمر میں مختلط تھے لگتا ہے یہ روایت اسی دور کی ہے

ابن حجر کہتے ہیں
قال: احد ائمۃ المسلمین إلا إنہ لما کبر ساء حفظہ فلذا ترکہ البخاری وإما مسلم فاجتہد وإخرج من حدیثہ عن ثابت ما سمع منہ قبل تغیرہ
حماد ائمہ مسلم ہیں جب یہ بوڑھے ہوئے تو حافظہ خراب ہوا لہذا بخاری نے ان کو ترک کر دیا اور مسلم نے اجتہاد کیا ان کی ثابت سے احادیث پر کہ کیا انہوں نے تغیر سے پہلے سنا
راقم کے نزدیک یہاں اس اجتہاد میں امام مسلم سے غلطی ہوئی اور انہوں نے اس تغیر کی روایت کو صحیح سمجھ لیا
کتاب سؤالات إبی داود للإمام إحمد بن حنبل فی جرح الرواۃ وتعدیلہم کے مطابق
قَالَ ابو دَاوُد عَن حَمَّاد بن سَلمَة قَالَ قلت هَذَا قَامَ لِثَابِت فَجعلت أقلب عَلَيْهِ الْأَحَادِيث فَأَقُول أنس فَيَقُول لَا إِنَّمَا حدثنَا بِهِ ابْن ابي ليلى لَا إِنَّمَا حدثنَا بِهِ انس يَعْنِي لما يذكرهُ أَيْضا لَهُ عَن غير أنس مَا هُوَ لأنس
امام ابو داود نے امام احمد سے حماد بن سلمہ پر پوچھا احمد نے کہا کہ یہ ثابت سے روایت کرنے میں احادیث کو اِلٹ پلٹ کرتے پس کہتے انس نے کہا پھر کہتے نہیں اس ابن ابی لیلیٰ نے کہا – نہیں ایسا انس نے کہا یعنی جو انس نے نہیں کہا ہوتا اس کو بھی انس کا قول بنا دیتے

صحیح روایات کے مطابق شق صدر صرف معراج پر ہوا ہے
صحیح مسلم: کِتَابُ الْإِيمَانِ (بَابُ الْإِسْرَاءِ بِرَسُولِ اللهِ ﷺ إِلَى السَّمَاوَاتِ، وَفَرْضِ الصَّلَوَاتِ) صحیح مسلم: کتاب: ایمان کا بیان (باب: رسول اللہ ﷺ کو رات کے وقت آسمانوں پر لے جانا اور نمازوں کی فرضیت)

412 . حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ هَاشِمٍ الْعَبْدِيُّ، حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ أَسَدٍ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ، حَدَّثَنَا ثَابِتٌ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أُتِيتُ فَانْطَلَقُوا بِي إِلَى زَمْزَمَ، فَشُرِحَ عَنْ صَدْرِي، ثُمَّ غُسِلَ بِمَاءِ زَمْزَمَ، ثُمَّ أُنْزِلْتُ»

سلیمان بن مغیرہ نے کہا: ہمیں ثابت نے انس بن مالک سے حدیث بیان کی ، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:”میرے پاس (فرشتے) آئے اور مجھے زمزم کے پاس لے گئے ، میرا سینہ چاک کیا گیا ، پھر زمزم کے پانی سے دھویا گیا ، پھر مجھے (واپس اپنی جگہ) اتارا دیا گیا ۔ “(یہ معراج سے فوراً پہلے کا واقعہ ہے ۔)

جامع الترمذی3346أَبْوَابُ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ (بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ أَلَمْ نَشْرَحْ)

جامع ترمذی: کتاب: قرآن کریم کی تفسیر کے بیان میں (باب: سورہ الم نشرح سے بعض آیات کی تفسیر)

. حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا أَنَا عِنْدَ الْبَيْتِ بَيْنَ النَّائِمِ وَالْيَقْظَانِ إِذْ سَمِعْتُ قَائِلًا يَقُولُ أَحَدٌ بَيْنَ الثَّلَاثَةِ فَأُتِيتُ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ فِيهَا مَاءُ زَمْزَمَ فَشَرَحَ صَدْرِي إِلَى كَذَا وَكَذَا قَالَ قَتَادَةُ قُلْتُ لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ مَا يَعْنِي قَالَ إِلَى أَسْفَلِ بَطْنِي فَاسْتُخْرِجَ قَلْبِي فَغُسِلَ قَلْبِي بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ أُعِيدَ مَكَانَهُ ثُمَّ حُشِيَ إِيمَانًا وَحِكْمَةً وَفِي الْحَدِيثِ قِصَّةٌ طَوِيلَةٌ قَالَ أَبُو عِيسَى هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رَوَاهُ هِشَامٌ الدَّسْتُوَائِيُّ وَهَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ وَفِيهِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ اپنی قوم کے ایک شخص مالک بن صعصہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:’میں بیت اللہ کے پاس نیم خوابی کے عالم میں تھا (کچھ سو رہاتھا اور کچھ جاگ رہاتھا) اچانک میں نے ایک بولنے والے کی آواز سنی، وہ کہہ رہا تھاتین لدمیوں میں سے ایک (محمدہیں) ا،پھر میرے پاس سونے کا ایک طشت لایاگیا، اس میں زمزم کا پانی تھا، اس نے میرے سینے کو چاک کیا یہاں سے یہاں تک ، قتادہ کہتے ہیں: میں نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا: کہاں تک؟ انہوں نے کہا: آپ نے فرمایا:’پیٹ کے نیچے تک،پھرآپ نے فرمایا:’ اس نے میرادل نکالا ، پھر اس نے میرے دل کو زمزم سے دھویا، پھر دل کو اس کی جگہ پر رکھ دیا گیا اور ایمان وحکمت سے اسے بھر دیاگیا اس حدیث میں ایک لمبا قصہ ہے ۔ امام ترمذی کہتے ہیں:یہ حدیث حسن صحیح ہے- اسے ہشام دستوائی اورہمام نے قتادہ سے روایت کیا ہے- اس باب میں ابو ذر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے-

راقم کہتا ہے اس روایت کا متن عجیب ہے — یہ سب اگر معجزہ تھا تو سینے پر ٹانکے کا نشان کیوں رہ گیا وقد کنت اری اثر ذلک المخیط فی صدرہ

انس نے کہا میں نے اس دھاگے کا نشان دیکھا

براق کا بدکنا

صحیح ابن حبان میں ہے

أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْعَبَّاسِ السَّامِيُّ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بالبراق ليلةأسري بِهِ مُسْرَجًا مُلْجَمًا لِيَرْكَبَهُ فَاسْتَصْعَبَ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهُ جِبْرِيلُ: "مَا يَحْمِلُكَ عَلَى هَذَا فَوَاللَّهِ مَا رَكِبَكَ أَحَدٌ أَكْرَمَ عَلَى اللَّهِ مِنْهُ قال فارفض عرقا

"مصنف عبد الرزاق" ومن طريقه إخرجه إحمد 3/164، والترمذی "3131" فی التفسير، والطبری 15/12 فی تفسيره، والبيهقی فی "دلائل النبوة" 2/362-363، والآجری فی "الشريعة" ص488-489.

[تعليق الألبانی] صحيح الإسناد. [تعليق شعيب الأرنؤوط] إسناده صحيح على شرط الشيخين.

انس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں شب معراج براق لایا گیا جس پر زین کسی ہوئی تھی اور لگام ڈالی ہوئی تھی۔ براق کے رقص کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس پر سوار ہونا مشکل ہو گیا تو جبرئیل علیہ السلام نے اسے کہا: کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اس طرح کر رہا ہے؟ حالانکہ آج تک تجھ پر کوئی ایسا شخص سوار نہیں ہوا جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا معزز و محترم ہو۔ یہ سُن کر وہ براق شرم سے پسینہ پسینہ ہو گیا۔

یہ روایت صحیح نہیں ہے

قال المروذی: قلّت (يعنی لأحمد بن حنبل): كيف معمر فی الحديث؟ قال: ثبت إلا إن فی بعض حديثه شيئًا.
«سؤالاته» (25).

مروزی نے کہا میں نے امام احمد سے پوچھا معمر حدیث میں کیسا تھا؟ کہا ثبت تھا لیکن اس کی بعض

احادیث میں چیز ہے

قال إبو حاتم: صالح الحديث، وما حدث به بالبصرة ففيه إغاليط.

ابو حاتم نے کہا یہ صالح الحدیث ہے لیکن جو بصرہ میں روایت کیا ہے اس میں غلطیاں ہیں

معمر کے مطابق یہ قتادہ بصری کی روایت ہے – قتادہ کا اس روایت میں عنعنہ ہے اور وہ مدلس ہے لہذا یہ روایت صحیح نہیں اس کی تمام اسناد میں قتادہ نے عن سے روایت کیا ہے

نبوت سے قبل خواب میں معراج ہونا

صحیح بخاری كتاب التوحيد - بَابُ قَوْلِهِ: {وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَى تَكْلِيمًا}:باب: اللہ تعالیٰ کا (سورۃ نساء) میں ارشاد کہ اللہ نے موسیٰ سے کلام کیا میں معراج سے متعلق حدیث ذکر کی ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ، حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ ، عَنْ شَرِيكِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ، أَنَّهُ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ ، يَقُولُ: "لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَسْجِدِ الْكَعْبَةِ أَنَّهُ جَاءَهُ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ قَبْلَ أَنْ يُوحَى إِلَيْهِ وَهُوَ نَائِمٌ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، فَقَالَ: أَوَّلُهُمْ أَيُّهُمْ هُوَ، فَقَالَ: أَوْسَطُهُمْ هُوَ خَيْرُهُمْ، فَقَالَ: آخِرُهُمْ خُذُوا خَيْرَهُمْ، فَكَانَتْ تِلْكَ اللَّيْلَةَ فَلَمْ يَرَهُمْ حَتَّى أَتَوْهُ لَيْلَةً أُخْرَى فِيمَا يَرَى قَلْبُهُ، وَتَنَامُ عَيْنُهُ، وَلَا يَنَامُ قَلْبُهُ، وَكَذَلِكَ الْأَنْبِيَاءُ تَنَامُ أَعْيُنُهُمْ وَلَا تَنَامُ قُلُوبُهُمْ، فَلَمْ يُكَلِّمُوهُ حَتَّى احْتَمَلُوهُ فَوَضَعُوهُ عِنْدَ بِئْرِ زَمْزَمَ، فَتَوَلَّاهُ مِنْهُمْ جِبْرِيلُ، فَشَقَّ جِبْرِيلُ مَا بَيْنَ نَحْرِهِ إِلَى لَبَّتِهِ حَتَّى فَرَغَ مِنْ صَدْرِهِ وَجَوْفِهِ، فَغَسَلَهُ مِنْ مَاءِ زَمْزَمَ بِيَدِهِ حَتَّى أَنْقَى جَوْفَهُ، ثُمَّ أُتِيَ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ فِيهِ تَوْرٌ مِنْ ذَهَبٍ مَحْشُوًّا إِيمَانًا وَحِكْمَةً، فَحَشَا بِهِ صَدْرَهُ وَلَغَادِيدَهُ يَعْنِي عُرُوقَ حَلْقِهِ ثُمَّ أَطْبَقَهُ، ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا، فَضَرَبَ بَابًا مِنْ أَبْوَابِهَا، فَنَادَاهُ أَهْلُ السَّمَاءِ مَنْ هَذَا، فَقَالَ جِبْرِيلُ: قَالُوا: وَمَنْ مَعَكَ ؟، قَالَ: مَعِيَ مُحَمَّدٌ، قَالَ: وَقَدْ بُعِثَ ؟، قَالَ: نَعَمْ، قَالُوا: فَمَرْحَبًا بِهِ وَأَهْلًا، فَيَسْتَبْشِرُ بِهِ أَهْلُ السَّمَاءِ لَا يَعْلَمُ أَهْلُ السَّمَاءِ بِمَا يُرِيدُ اللَّهُ بِهِ فِي الْأَرْضِ حَتَّى يُعْلِمَهُمْ، فَوَجَدَ فِي السَّمَاءِ الدُّنْيَا آدَمَ، فَقَالَ لَهُ جِبْرِيلُ: هَذَا أَبُوكَ آدَمُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِ وَرَدَّ عَلَيْهِ آدَمُ، وَقَالَ: مَرْحَبًا وَأَهْلًا بِابْنِي نِعْمَ الِابْنُ أَنْتَ فَإِذَا هُوَ فِي السَّمَاءِ الدُّنْيَا بِنَهَرَيْنِ يَطَّرِدَانِ، فَقَالَ: مَا هَذَانِ النَّهَرَانِ يَا جِبْرِيلُ ؟، قَالَ: هَذَا النِّيلُ وَالْفُرَاتُ عُنْصُرُهُمَا، ثُمَّ مَضَى بِهِ فِي السَّمَاءِ، فَإِذَا هُوَ بِنَهَرٍ آخَرَ عَلَيْهِ قَصْرٌ مِنْ لُؤْلُؤٍ وَزَبَرْجَدٍ، فَضَرَبَ يَدَهُ، فَإِذَا هُوَ مِسْكٌ أَذْفَرُ، قَالَ: مَا هَذَا يَا جِبْرِيلُ ؟، قَالَ: هَذَا الْكَوْثَرُ الَّذِي خَبَأَ لَكَ رَبُّكَ، ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ، فَقَالَتِ الْمَلَائِكَةُ لَهُ: مِثْلَ مَا قَالَتْ لَهُ الْأُولَى مَنْ هَذَا قَالَ جِبْرِيلُ: قَالُوا وَمَنْ مَعَكَ ؟، قَالَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالُوا: وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ ؟، قَالَ: نَعَمْ، قَالُوا: مَرْحَبًا بِهِ وَأَهْلًا، ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ، وَقَالُوا لَهُ: مِثْلَ مَا قَالَتِ الْأُولَى وَالثَّانِيَةُ، ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى الرَّابِعَةِ، فَقَالُوا لَهُ: مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ الْخَامِسَةِ، فَقَالُوا: مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ السَّادِسَةِ، فَقَالُوا لَهُ: مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ، فَقَالُوا لَهُ: مِثْلَ ذَلِكَ كُلُّ سَمَاءٍ فِيهَا أَنْبِيَاءُ قَدْ سَمَّاهُمْ، فَأَوْعَيْتُ مِنْهُمْ إِدْرِيسَ فِي الثَّانِيَةِ، وَهَارُونَ فِي الرَّابِعَةِ، وَآخَرَ فِي الْخَامِسَةِ، لَمْ أَحْفَظِ اسْمَهُ، وَإِبْرَاهِيمَ فِي السَّادِسَةِ، وَمُوسَى فِي السَّابِعَةِ، بِتَفْضِيلِ كَلَامِ اللَّهِ، فَقَالَ مُوسَى: رَبِّ لَمْ أَظُنَّ أَنْ يُرْفَعَ عَلَيَّ أَحَدٌ، ثُمَّ عَلَا بِهِ فَوْقَ ذَلِكَ بِمَا لَا يَعْلَمُهُ إِلَّا اللَّهُ، حَتَّى جَاءَ سِدْرَةَ الْمُنْتَهَى، وَدَنَا لِلْجَبَّارِ رَبِّ الْعِزَّةِ، فَتَدَلَّى، حَتَّى كَانَ مِنْهُ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى، فَأَوْحَى اللَّهُ فِيمَا أَوْحَى إِلَيْهِ خَمْسِينَ صَلَاةً عَلَى أُمَّتِكَ كُلَّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، ثُمَّ هَبَطَ حَتَّى بَلَغَ مُوسَى، فَاحْتَبَسَهُ مُوسَى، فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ: مَاذَا عَهِدَ إِلَيْكَ رَبُّكَ، قَالَ: عَهِدَ إِلَيَّ خَمْسِينَ صَلَاةً كُلَّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، قَالَ: إِنَّ أُمَّتَكَ لَا تَسْتَطِيعُ ذَلِكَ فَارْجِعْ، فَلْيُخَفِّفْ عَنْكَ رَبُّكَ وَعَنْهُمْ، فَالْتَفَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى جِبْرِيلَ كَأَنَّهُ يَسْتَشِيرُهُ فِي ذَلِكَ، فَأَشَارَ إِلَيْهِ جِبْرِيلُ، أَنْ نَعَمْ إِنْ شِئْتَ فَعَلَا بِهِ إِلَى الْجَبَّارِ، فَقَالَ وَهُوَ مَكَانَهُ: "يَا رَبِّ، خَفِّفْ عَنَّا فَإِنَّ أُمَّتِي لَا تَسْتَطِيعُ هَذَا فَوَضَعَ عَنْهُ

عَشْرَ صَلَوَاتٍ، ثُمَّ رَجَعَ أَلَى مُوسَى، فَاحْتَبَسَهُ فَلَمْ يَزَلْ يُرَدِّدُهُ مُوسَى أَلَى رَبِّهِ حَتَّى صَارَتْ أَلَى خَمْسِ صَلَوَاتٍ، ثُمَّ احْتَبَسَهُ مُوسَى عِنْدَ الْخَمْسِ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، وَاللَّهِ لَقَدْ رَاوَدْتُ بَنِي أَسْرَائِيلَ قَوْمِي عَلَى أَدْنَى مِنْ هَذَا، فَضَعُفُوا، فَتَرَكُوهُ، فَأُمَّتُكَ أَضْعَفُ أَجْسَادًا وَقُلُوبًا وَأَبْدَانًا وَأَبْصَارًا وَأَسْمَاعًا، فَارْجِعْ، فَلْيُخَفِّفْ عَنْكَ رَبُّكَ كُلَّ ذَلِكَ يَلْتَفِتُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَى جِبْرِيلَ لِيُشِيرَ عَلَيْهِ وَلَا يَكْرَهُ ذَلِكَ جِبْرِيلُ، فَرَفَعَهُ عِنْدَ الْخَامِسَةِ، فَقَالَ: يَا رَبِّ، أَنَّ أُمَّتِي ضُعَفَاءُ أَجْسَادُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ وَأَسْمَاعُهُمْ وَأَبْصَارُهُمْ وَأَبْدَانُهُم، فَخَفِّفْ عَنَّا، فَقَالَ الْجَبَّارُ: يَا مُحَمَّدُ، قَالَ: لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ، قَالَ: أَنَّهُ لَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ كَمَا فَرَضْتُهُ عَلَيْكَ فِي أُمِّ الْكِتَابِ، قَالَ: فَكُلُّ حَسَنَةٍ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا فَهِيَ خَمْسُونَ فِي أُمِّ الْكِتَابِ وَهِيَ خَمْسٌ عَلَيْكَ، فَرَجَعَ أَلَى مُوسَى، فَقَالَ: كَيْفَ فَعَلْتَ ؟، فَقَالَ: خَفَّفَ عَنَّا أَعْطَانَا بِكُلِّ حَسَنَةٍ عَشْرَ أَمْثَالِهَا، قَالَ مُوسَى: قَدْ وَاللَّهِ رَاوَدْتُ بَنِي أَسْرَائِيلَ عَلَى أَدْنَى مِنْ ذَلِكَ، فَتَرَكُوهُ ارْجِعْ أَلَى رَبِّكَ فَلْيُخَفِّفْ عَنْكَ أَيْضًا، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا مُوسَى، قَدْ وَاللَّهِ اسْتَحْيَيْتُ مِنْ رَبِّي مِمَّا اخْتَلَفْتُ أَلَيْهِ، قَالَ: فَاهْبِطْ بِاسْمِ اللَّهِ، قَالَ: وَاسْتَيْقَظَ وَهُوَ فِي مَسْجِدِ الْحَرَامِ

.ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھ سے سلیمان بن بلال نے بیان کیا، ان سے شریک بن عبداللہ بن ابی نمر نے بیان کیا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا انہوں نے وہ واقعہ بیان کیا جس رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد کعبہ سے معراج کے لیے لے جایا گیا کہ وحی آنے سے پہلے آپ کے پاس فرشتے آئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد الحرام میں سوئے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک نے پوچھا کہ وہ کون ہیں؟ دوسرے نے جواب دیا کہ وہ ان میں سب سے بہتر ہیں تیسرے نے کہا کہ ان میں جو سب سے بہتر ہیں انہیں لے لو۔ اس رات کو بس اتنا ہی واقعہ پیش آیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد انہیں نہیں دیکھا۔ یہاں تک کہ وہ دوسری رات آئے جب کہ آپ کا دل دیکھ رہا تھا اور آپ کی آنکھیں سو رہی تھیں۔ لیکن دل نہیں سو رہا تھا۔ انبیاء کا یہی حال ہوتا ہے۔ ان کی آنکھیں سوتی ہیں لیکن ان کے دل نہیں سوتے۔ چنانچہ انہوں نے آپ سے بات نہیں کی۔ بلکہ آپ کو اٹھا کر زمزم کے کنویں کے پاس لائے۔ یہاں جبرائیل علیہ السلام نے آپ کا کام سنبھالا اور آپ کے گلے سے دل کے نیچے تک سینہ چاک کیا اور سینے اور پیٹ کو پاک کر کے زمزم کے پانی سے اسے اپنے ہاتھ سے دھویا یہاں تک کہ آپ کا پیٹ صاف ہو گیا۔ پھر آپ کے پاس سونے کا طشت لایا گیا جس میں سونے کا ایک برتن ایمان و حکمت سے بھرا ہوا تھا۔ اس سے آپ کے سینے اور حلق کی رگوں کو سیا اور اسے برابر کر دیا۔ پھر آپ کو لے کر آسمان دنیا پر چڑھے اور اس کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر دستک دی۔ آسمان والوں نے ان

سے پوچھا آپ کون ہیں؟ انھوں نے کہا کہ جبرائیل انھوں نے پوچھا اور آپ کے ساتھ کون ہے؟ جواب دیا کہ میرے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پوچھا: کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جواب دیا کہ ہاں۔ آسمان والوں نے کہا خوب اچھے آئے اور اپنے ہی لوگوں میں آئے ہو۔ آسمان والے اس سے خوش ہوئے۔ ان میں سے کسی کو معلوم نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ زمین میں کیا کرنا چاہتا ہے جب تک وہ انہیں بتا نہ دے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان دنیا پر آدم علیہ السلام کو پایا۔ جبرائیل علیہ السلام نے آپ سے کہا کہ یہ آپ کے بزرگ ترین دادا آدم ہیں آپ انہیں سلام کیجئے۔ آدم علیہ السلام نے سلام کا جواب دیا۔ کہا کہ خوب اچھے آئے اور اپنے ہی لوگوں میں آئے ہو۔ مبارک ہو اپنے بیٹے کو، آپ کیا ہی اچھے بیٹے ہیں۔ آپ نے آسمان دنیا میں دو نہریں دیکھیں جو بہہ رہی تھیں۔ پوچھا اے جبرائیل! یہ نہریں کیسی ہیں؟ جبرائیل علیہ السلام نے جواب دیا کہ یہ نیل اور فرات کا منبع ہے۔ پھر آپ آسمان پر اور چلے تو دیکھا کہ ایک دوسری نہر ہے جس کے اوپر موتی اور زبرجد کا محل ہے۔ اس پر اپنا ہاتھ مارا تو وہ مشک ہے۔ پوچھا: جبرائیل! یہ کیا ہے؟ جواب دیا کہ یہ کوثر ہے جسے اللہ نے آپ کے لیے محفوظ رکھا ہے۔ پھر آپ دوسرے آسمان پر چڑھے۔ فرشتوں نے یہاں بھی وہی سوال کیا جو پہلے آسمان پر کیا تھا۔ کون ہیں؟ کہا: جبرائیل۔ پوچھا آپ کے ساتھ کون ہیں؟ کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ۔ پوچھا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ انھوں نے کہا کہ ہاں۔ فرشتے بولے انہیں مرحبا اور بشارت ہو۔ پھر آپ کو لے کر تیسرے آسمان پر چڑھے اور یہاں بھی وہی سوال کیا جو پہلے اور دوسرے آسمان پر کیا تھا۔ پھر چوتھے آسمان پر لے کر چڑھے اور یہاں بھی وہی سوال کیا۔ پھر پانچویں آسمان پر آپ کو لے کر چڑھے اور یہاں بھی وہی سوال کیا پھر چھٹے آسمان پر آپ کو لے کر چڑھے اور یہاں بھی وہی سوال کیا۔ پھر آپ کو لے کر ساتویں آسمان پر چڑھے اور یہاں بھی وہی سوال کیا۔ ہر آسمان پر انبیاء ہیں جن کے نام آپ نے لیے۔ مجھے یہ یاد ہے کہ ادریس علیہ السلام دوسرے آسمان پر، ہارون علیہ السلام چوتھے آسمان پر، اور دوسرے نبی پانچویں آسمان پر۔ جن کے نام مجھے یاد نہیں اور ابراہیم علیہ السلام چھٹے آسمان پر اور موسیٰ علیہ السلام ساتویں آسمان پر۔ یہ انہیں اللہ تعالیٰ نے شرف ہم کلامی کی وجہ سے فضیلت ملی تھی۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: میرے رب! میرا خیال نہیں تھا کہ کسی کو مجھ سے بڑھایا جائے گا۔ پھر جبرائیل علیہ السلام انہیں لے کر اس سے بھی اوپر

گئے جس کا علم اللہ کے سوا اور کسی کو نہیں یہاں تک کہ آپ کو سدرۃ المنتہیٰ پر لے کر آئے اور اور جبار اللہ تبارک وتعالیٰ (دنا) قریب ہوئے اور (تدلی) معلق ہو گئے جیسے کمان کے دونوں کنارے یا اس سے بھی کم۔ پھر اللہ نے اور دوسری باتوں کے ساتھ آپ کی امت پر دن اور رات میں پچاس نمازوں کی وحی کی۔ پھر آپ اترے اور جب موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچے تو انہوں نے آپ کو روک لیا اور پوچھا: اے محمد! آپ کے رب نے آپ سے کیا عہد لیا ہے؟ فرمایا کہ میرے رب نے مجھ سے دن اور رات میں پچاس نمازوں کا عہد لیا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ کی امت میں اس کی طاقت نہیں۔ واپس جایئے اور اپنی اور اپنی امت کی طرف سے کمی کی درخواست کیجئے۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جبرائیل علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئے اور انہوں نے بھی اشارہ کیا کہ ہاں اگر چاہیں تو بہتر ہے۔ چنانچہ آپ پھر انہیں لے کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور اپنے مقام پر کھڑے ہو کر عرض کیا: اے رب! ہم سے کمی کر دے کیونکہ میری امت اس کی طاقت نہیں رکھتی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے دس نمازوں کی کمی کر دی۔ پھر آپ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے تو انہوں نے آپ کو روکا۔ موسیٰ علیہ السلام آپ کو اسی طرح برابر اللہ رب العزت کے پاس واپس کرتے رہے۔ یہاں تک کہ پانچ نمازیں ہو گئیں۔ پانچ نمازوں پر بھی انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو روکا اور کہا: اے محمد! میں نے اپنی قوم بنی اسرائیل کا تجربہ اس سے کم پر کیا ہے وہ ناتواں ثابت ہوئے اور انہوں نے چھوڑ دیا۔ آپ کی امت تو جسم، دل، بدن، نظر اور کان ہر اعتبار سے کمزور ہے، آپ واپس جایئے اور اللہ رب العزت اس میں بھی کمی کر دے گا۔ ہر مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جبرائیل علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوتے تھے تاکہ ان سے مشورہ لیں اور جبرائیل علیہ السلام اسے ناپسند نہیں کرتے تھے۔ جب وہ آپ کو پانچویں مرتبہ بھی لے گئے تو عرض کیا: اے میرے رب! میری امت جسم، دل، نگاہ اور بند ہر حیثیت سے کمزور ہے، پس ہم سے اور کمی کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر فرمایا کہ وہ قول میرے یہاں بدلا نہیں جاتا جیسا کہ میں نے تم پر ام الکتاب میں فرض کیا ہے۔ اور فرمایا کہ ہر نیکی کا ثواب دس گناہ ہے پس یہ ام الکتاب میں پچاس نمازیں ہیں لیکن تم پر فرض پانچ ہی ہیں۔ چنانچہ آپ موسیٰ علیہ السلام کے پاس واپس آئے اور انہوں نے پوچھا: کیا ہوا؟ آپ نے کہا کہ ہم سے یہ تخفیف کی کہ ہر نیکی کے

بدلے دس کا ثواب ملے گا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میں نے بنی اسرائیل کو اس سے کم پر آزمایا ہے اور انہوں نے چھوڑ دیا۔ پس آپ واپس جایئے اور مزید کمی کرایئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر کہا: اے موسیٰ، واللہ! مجھے اپنے رب سے اب شرم آتی ہے کیونکہ بار بار آ جا چکا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ پھر اللہ کا نام لے کر اتر جاؤ۔ پھر جب آپ بیدار ہوئے تو مسجد الحرام میں تھے۔ اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد الحرام ہی میں تھے کہ جاگ اٹھے، جاگ اٹھنے سے یہ مراد ہے کہ وہ حالت معراج کی جاتی رہی اور آپ اپنی حالت میں آ گئے۔

صحیح بخاری کتاب التوحید میں امام بخاری نے شریک بن عبد اللہ کی سند سے روایت لا کر اپنا موقف بتایا ہے کہ سورہ نجم کی آیات میں قاب قوسین سے قرب انے سے مراد اللہ تعالی کا ذکر ہے
ثُمَّ عَلاَ بِهِ فَوْقَ ذَلِكَ بِمَا لاَ يَعْلَمُهُ أَلَّا اللَّهُ، حَتَّى جَاءَ سِدْرَةَ الْمُنْتَهَى، وَدَنَا لِلْجَبَّارِ رَبِّ الْعِزَّةِ، فَتَدَلَّى، حَتَّى كَانَ مِنْهُ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى، فَأَوْحَى اللَّهُ فِيمَا أَوْحَى أَلَيْهِ خَمْسِينَ صَلاَةً عَلَى أُمَّتِكَ
۔ پھر جبرائیل علیہ السلام انہیں لے کر اس سے بھی اوپر گئے جس کا علم اللہ کے سوا اور کسی کو نہیں یہاں تک کہ آپ کو سدرۃ المنتہی پر لے کر آئے اور جبار اللہ تبارک وتعالیٰ (دنا) قریب ہوئے اور (تدلی) معلق ہو گئے جیسے کمان کے دونوں کنارے یا اس سے بھی قریب۔ پھر اللہ نے اور دوسری باتوں کے ساتھ آپ کی امت پر دن اور رات میں پچاس نمازوں کی وحی کی

راقم کہتا ہے امام بخاری سے غلطی ہوئی ان کا اس روایت کو صحیح سمجھنا غلط ہے

سورہ النجم میں ہے[6]

اسے پوری طاقت والے نے سکھایا ہے (5) جو زور آور ہے پھر وہ سیدھا کھڑا ہو گیا (6

اور وہ بلند آسمان کے کناروں پر تھا (7

پھر نزدیک ہوا اور اتر آیا (8

پس وہ دو کمانوں کے بقدر فاصلہ رہ گیا بلکہ اس سے بھی کم (9

پس اس نے اللہ کے بندے کو وحی پہنچائی جو بھی پہنچائی (10

دل نے جھوٹ نہیں کہا جسے (پیغمبر نے) دیکھا (11

کیا تم جھگڑا کرتے ہو اس پر جو (پیغمبر) دیکھتے ہیں (12) اسے تو ایک مرتبہ اور بھی دیکھا تھا (13)

سدرۃ المنتہیٰ کے پاس (14)

اسی کے پاس جنہ الماویٰ ہے (15

جب کہ سدرہ کو چھپائے لیتی تھی وہ چیز جو اس پر چھا رہی تھی (16

نہ تو نگاہ بہکی نہ حد سے بڑھی (17

یقیناً اس نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیوں میں سے بعض نشانیاں دیکھ لیں (18

صحیح بخاری کی اس روایت کی سند میں شریک بن عبد اللہ اصل میں شَرِيك بن عَبد اللَّهِ بن أَبِي نمر القرشي أَبُو عَبد اللَّهِ المدني ہے[7] - مشاهير علماء الأمصار وإعلام فقهاء الأقطار میں ابن حبان کہتے ہیں

وكان ربما يهم في الشئ بعد الشئ

اس کو بات بات پر وہم ہوتا ہے

ديوان الضعفاء والمتروكين میں الذھبی لکھتے ہیں

شريك بن عبد الله بن أبي نمر: قال يحيى، والنسائي: ليس بقوي

ابن حجر نے فتح الباری میں اس روایت کو شاذ قرار دیا ہے

قلت احْتج بِهِ الْجَمَاعَة إِلَّا أَن فِي رِوَايَته عَن أنس لحَدِيث الْإِسْرَاء مَوَاضِع شَاذَّة

میں کہتا ہوں اس سے ایک جماعت نے دلیل لی ہے سوائے اس کی انس سے معراج والی حدیث کی روایت جس میں شاذ مواد ہے

اس کے علاوہ فتح الباری میں بعض مقام پر اس کا ذکر اس طرح کیا

"فيه مقال". "الفتح" (11/ 341). "مختلف فيه". "الفتح" (13/ 485).

اس پر کلام ہے .... مختلف فیہ ہے
شرح الزرقانی از محمد بن عبد الباقی بن یوسف الزرقانی المصری الأزہری میں ہے
قَالَ ابْنُ عَدِيٍّ: إِذَا رَوَى عَنْهُ ثِقَةٌ فَلَا بَأْسَ بِرِوَايَاتِهِ، وَقَدِ احْتَجَّ بِهِ الْأَئِمَّةُ السِّتَّةُ إِلَّا أَنَّ فِي رِوَايَتِهِ لِحَدِيثِ الْإِسْرَاءِ مَوَاضِعَ شَاذَّةً
ابن عدی نے کہا اگر اس ثقہ روایت کرے تو برائی نہیں ہے اور اس سے ائمہ کتب ستہ نے دلیل لی ہے سوائے اس کی ایک معراج والی شاذ حدیث کے

شَرِيكُ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ نے اس روایت میں دعوی کیا کہ معراج ایک خواب تھا جو نبوت سے پہلے کا واقعہ ہے
لَيْلَةِ أُسْرِيَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَسْجِدِ الكَعْبَةِ: جَاءَهُ ثَلاَثَةُ نَفَرٍ، قَبْلَ أَنْ يُوحَى إِلَيْهِ، وَهُوَ نَائِمٌ فِي مَسْجِدِ الحَرَامِ
جس رات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی وہ مسجد کعبہ میں تھے ... قبل اس کے ان پر الوحی ہوئی
کتاب التوشیح شرح الجامع الصحیح از السیوطی کے مطابق
فمما أنكر عليه فيه قوله: "قبل أن يوحى إليه"، فإن الإجماع على أنه كان من النبوة، وأجيب عنه بأن الإسراء وقع مرتين، مرة في المنام قبل البعثة وهي رواية شريك، ومرة في اليقظة بعدها

.

شریک کی روایت کا جو انکار کیا گیا ہے اس میں یہ قول ہے کہ یہ الوحی کی آمد سے پہلے ہوا پس اجماع ہے کہ معراج نبوت میں ہوئی اور اس کا جواب دیا گیا ہے کہ یہ دو بار ہوئی ایک دفعہ نیند میں بعثت سے پہلے اور دوسری بار جاگتے ہیں

راقم کہتا ہے یہ بات عقل سے عاری ہے- روایت صحیح نہیں لیکن زبر دستی اس کو صحیح قرار دیا جا رہا ہے -

صحیح مسلم باب بَابُ الْإِسْرَاءِ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى السَّمَاوَاتِ، وَفَرْضِ الصَّلَوَاتِ میں امام مسلم نے ذکر کیا

حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ وَهُوَ ابْنُ بِلَالٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي شَرِيكُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يُحَدِّثُنَا عَنْ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَسْجِدِ الْكَعْبَةِ، أَنَّهُ جَاءَهُ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ قَبْلَ أَنْ يُوحَى إِلَيْهِ وَهُوَ نَائِمٌ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِقِصَّتِهِ نَحْوَ حَدِيثِ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، وَقَدَّمَ فِيهِ شَيْئًا وَأَخَّرَ وَزَادَ وَنَقَصَ

سلیمان بن بلال نے کہا ان سے شریک بن عبد اللہ نے روایت کیا کہا میں نے انس بن مالک سے سنا ہم سے معراج کی رات کی حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الوحی انے سے قبل (یعنی بعثت سے پہلے) مسجد کعبہ میں تھے کہ تین افراد آئے اور وہ مسجد الحرام میں سو رہے تھے اور اس حدیث میں ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ کی حدیث جیسا ذکر کیا اور اس میں آگے پیچھے کر دیا اور کمی و بیشی کی امام مسلم نے اس طرف اشارہ کیا کہ اس میں شریک غلطی کر رہا ہے اور انہوں نے اس کو مکمل نقل کرنا بھی مناسب نہ سمجھا بلکہ اس کے بعد مکمل روایت دوسری سند سے دی لہذا اس طرح انہوں نے اپنا احتجاج ریکارڈ کرایا - راقم اس روایت کو ضعیف کہتا ہے لیکن امام بخاری اس کو صحیح کہتے ہیں اور ان کے نزدیک سورہ النجم کی آیات اللہ کے متعلق ہیں جیسا اس روایت میں آیا ہے - کیا رسول اللہ بعثت سے پہلے سے نبی تھے ؟ نہیں تھے کیونکہ قرآن سورہ الشوری میں ہے

مَا كُنتَ تَدْرِي مَا الْكِتَابُ وَلَا الْإِيمَانُ وَلَٰكِن جَعَلْنَاهُ نُورًا نَّهْدِي .

تم کو نہیں پتا تھا کہ کتاب اللہ کیا ہے اور نہ تم کو ایمان کا پتا تھا

لہذا بعثت سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی الوحی نہیں ہوئی نہ خواب میں نہ - یہ روایت اس طرح خلاف قرآن ہے - معراج نبوت سے پہلے ممکن نہیں

معراج جسمانی تھی یا خواب تھا؟

کیا معراج ایک خواب تھا جیسا کتاب التوحید صحیح بخاری میں ہے - معراج کے واقعہ پر کئی آراء اور روایات ہیں جن میں سے کچھ مباحث کا یہاں تذکرہ کرتے ہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آسمان پر گئے وہاں سے واپس آئے اور اسکی خبر مشرکین کو دی انہوں نے انکار کیا کہ ایسا ممکن نہیں اس پر سورہ الاسراء یا بنی اسرائیل نازل ہوئی اس کی آیت ہے کہ مشرک کہتے ہیں کہ

وَقَالُوا لَنْ نُؤْمِنَ لَكَ حَتَّى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْأَرْضِ يَنْبُوعًا (90) أَوْ تَكُونَ لَكَ جَنَّةٌ مِنْ نَخِيلٍ وَعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْأَنْهَارَ خِلَالَهَا تَفْجِيرًا (91) أَوْ تُسْقِطَ السَّمَاءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا أَوْ تَأْتِيَ بِاللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ قَبِيلًا (92) أَوْ يَكُونَ لَكَ بَيْتٌ مِنْ زُخْرُفٍ أَوْ تَرْقَى فِي السَّمَاءِ وَلَنْ نُؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتَّى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتَابًا نَقْرَؤُهُ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّي هَلْ كُنْتُ إِلَّا بَشَرًا رَسُولًا (93)

ہم ایمان نہیں لائیں گے جب تک تم زمین پھاڑ کر نہریں نہ بنا دو، انگور و کھجور کے باغ نہ لگا دو، آسمان کا ٹکڑا نہ گرا دو یا اللہ اور کے فرشتے آ جائیں یا تمہارا گھر سونے کا ہو جائے یا تم آسمان پر چڑھ جاؤ اور وہاں سے کتاب لاؤ جو ہم پڑھیں ! کہو: سبحان اللہ ! کیا میں ایک انسانی رسول کے علاوہ کچھ ہوں؟

بعض لوگوں نے معراج کا انکار کیا اور دلیل میں انہی آیات کو پیش کیا

آسمان پر چڑھنے کا مطلب ہے کہ یہ عمل مشرکین کے سامنے ہونا چاہیے کہ وہ دیکھ لیں جیسا شق قمر میں ہوا لیکن انہوں نے اس کو جادو کہا – اگر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمان پر جاتا دیکھ لیتے تو کیا ایمان لے اتے؟ وہ اس کو بھی جادو کہتے- خواب کے لئے لفظ حَلم ہے اسی سے احتلام نکلا ہے جو سوتے میں ہوتا ہے – رویا کا مطلب دیکھنا ہے صرف الرویا کا مطلب منظر ہے جو نیند اور جاگنے میں دونوں پر استعمال ہوتا ہے

کتاب معجم الصواب اللغوی دلیل المثقف العربي از الدکتور إحمد مختار عمر بمساعدة فريق عمل کے مطابق

إن العرب قد استعملت الرؤيا فى اليقظة كثيرًا على سبيل المجاز

بے شک عرب الرویا کو مجازا جاگنے (کی حالت) کے لئے بہت استعمال کرتے ہیں

سورہ بنی إسرائیل میں ہے

{وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ} [الإسراء: 60]

اور ہم نے جو الرویا (منظر) تمھارے لئے کیا جو تم کو دکھایا وہ صرف لوگوں کی آزمائش کے لئے تھا

صحیح ابن حبان میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ

أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْذِرِ بْنِ سَعِيدٍ أَنْبَأَنَا عَلِيُّ بْنُ حَرْبٍ الطَّائِيُّ أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ بن عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: {وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ} قَالَ هِيَ رُؤْيَا عَيْنٍ أُرِيَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ

یہ منظر کشی یہ آنکھ سے دیکھنے پر ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات دیکھا

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

لما كذبنى قريش قمت فى الحجر فجلى الله لى بيت المقدس فطفقت اخبرهم عن آياته وانا انظر اليه
کہ جب کفار مکہ نے میرے اس سفر کو جھٹلایا اور مجھ سے بیت المقدس کے متعلق سوال شروع کر دیے تو اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے بیت المقدس کر دیا میں اسے دیکھ کر بتاتا جا رہا تھا۔

بعض لوگوں نے کہا معراج ایک خواب تھا مثلا امیر المومنین فی الحدیث الدجال من الدجاجلہ محمد بن اسحاق کہتے تھے کہ معراج ایک خواب ہے تفسیر طبری میں ہے

حَدَّثَنَا ابْنُ حُمَيْدٍ، قَالَ: ثنا سَلَمَةُ، عَنْ مُحَمَّدٍ، قَالَ: ثني بَعْضُ آلِ أَبِي بَكْرٍ، إِنَّ عَائِشَةَ، كَانَتْ تَقُولُ: مَا فُقِدَ جَسَدُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَكِنَّ اللَّهَ أَسْرَى بِرُوحِهِ
محمد نے کہا کہ اس کو بعض ال ابي بکر نے بتایا کہ عائشہ کہتیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسد نہیں کھویا تھا بلکہ روح کو معراج ہوئی
ابن اسحاق اس قول کو ثابت سمجھتے تھے لہذا کہتے

حدثنا ابن حميد، قال: ثنا سلمة، قال ابن إسحاق: فلم ينكر ذلك من قولها الحسن إن هذه الآية نزلت (وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلا فِتْنَةً لِلنَّاسِ) ولقول الله في الخبر عن إبراهيم، إذ قال لابنه (يَا بُنَيَّ إِنِّي أَرَى فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرَى) ثم مضى على ذلك، فعرفت إن الوحي يأتي بالأنبياء من الله إيقاظا ونياما، وكان رسول صلى الله عليه وسلم يقول: "تَنَامُ عَيْنِي وَقَلْبِي يَقْظَانُ" فالله أعلم إيّ ذلك كان قد جاءه وعاين فيه من إمر الله ما عاين على إيّ حالاته كان نائما إو يقظانا كلّ ذلك حقّ وصدق.
ابن اسحاق نے کہا : عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس قول کا انکار نہیں کیا ... انبیاء پر الوحی نیند اور جاگنے دونوں میں اتی ہے اور رسول اللہ کہتے میری آنکھ سوتی ہے دل جاگتا ہے
کتاب السیرۃ النبویۃ علی ضوء القرآن والسنۃ از محمد بن محمد بن سویلم إبو شُهبة (المتوفى: 1403ھـ) کے مطابق

وذهب بعض إهل العلم إلى إنهما كانا بروحه - عليه الصلاة والسلام - ونسب القول به إلى السيدة عائشة۔

رضى الله عنها- وسيدنا معاوية- رضى الله عنه- ورووا فى ہذا عن السيدة عائشة إنها قالت: «ما فقدت «1» جسد رسول الله صلّى الله عليه وسلّم، ولكن إسرى بروحه» وہو حديث غير ثابت، وہّنه القاضى عياض فى «الشفا» «2» سندا ومتنا، وحكم عليه الحافظ ابن دحية بالوضع

اور بعض اہل علم اس طرف گئے ہیں کہ معراج روح سے ہوئی اور اس قول کی نسبت عائشہ اور معاویہ رضی اللہ عنہم سے کی جاتی ہے رضی اللہ عنہم اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا جاتا ہے کہ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسد کہیں نہیں کھویا تھا بلکہ معراج روح کو ہوئی اور یہ حدیث ثابت نہیں ہے اس کو قاضی عیاض نے کمزور کیا ہے الشفا میں سندا اور متنا اور اس پر ابن دحیہ نے گھڑنے کا حکم لگایا ہے

اگر یہ روایت گھڑی ہوئی ہے تو اس کا بار امیر المومنین فی الحدیث، الدجال من الدجاجلہ محمد بن اسحاق پر ہے کہ نہیں؟ ابن اسحٰق باوجود اس کے کہ اس میں انہوں نے نام تک نہیں لیا جس سے سنا اس قول کا دفاع کرتے تھے لگتا ہے اس دور میں اصول حدیث ہی الگ تھے - بعض لوگوں نے ابن اسحاق کو چھپا کر اس میں نام محمد بن حمید بن حیان کر دیا جو بہت بعد کا ہے اور خود تفسیر طبری میں اس روایت کے تحت ابن اسحاق کا نام لیا گیا ہے

الضعفاء لأبي زرعة الرازي میں ہے

حدثني محمد بن إدريس قال: سمعت محمد بن المنهال الضرير قال: سمعت يزيد بن زريع يقول: "كان محمد بن إسحاق معتزلياً"

فی میزان الاعتدال ج 3/469 قال ابو داود عن محمد بن إسحاق: "قدری معتزلی"

محمد بن إسحاق قدری معتزلی تھا

اسی طرح کا ایک قول معاویہ رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے لیکن وہ منقطع ہے کیونکہ اس کا قائل يعقوب بن عتبة بن المغيرة بن الأخنس المتوفى ۱۲۸ ھ ہے جس کی ملاقات معاویۃ المتوفی ٦٠ ھ سے نہیں بلکہ کسی بھی صحابی سے نہیں

خواجہ قاسم کتاب "کراچی کا عثمانی مذہب" صفحہ 108 پر لکھتے ہیں کہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہؓ اور حضرت معاویہؓ معراج جسمانی کے قائل نہیں تھے

حضرت عائشہؓ اور حضرت معاویہؓ معراجِ جسمانی کے قائل نہیں تھے۔
(تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۲۳)۔

ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی رحمتہ اللہ علیہ نے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ محمد بن اسحاق نے اپنی شیعیت کا ثبوت دیتے ہوئے روایت کیا ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنھا اسے روحانی معاملہ سمجھتی ہیں۔اور معاویہ رضی اللہ عنہ سے بھی منسوب کرتا ہے یہ بالکل جھوٹا شخص ہے۔

84۔ **سوال**: واقعہ معراج پر روشنی ڈالیں کہ جسطرح یہ منایا جاتا ہے درست ہے؟ کیا یہ معراج جسمانی تھی؟
جواب: واقعہ معراج بالکل یقینی ہے۔قرآن اس پر شاہد ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ کو انکے رب نے اپنی بارگاہ میں بلایا اور آپؐ اپنے عنصری جسم کے ساتھ گئے۔ یہ کوئی خواب کا معاملہ نہیں تھا۔شیعوں کے نزدیک یہ رُوحانی معراج تھی۔محمد بن اسحٰق نے اپنی شیعت کا ثبوت دیتے ہُوئے روایت کیا ہے کہ عائشہؓ اسے رُوحانی معاملہ سمجھتی ہیں کہ معراج کے موقعہ پر آپ کا جسم اپنے بستر سے غائب نہیں ہُوا تھا۔ یہ شخص یہ بات امیر معاویہؓ سے بھی منسوب کرتا ہے۔ یہ بالکل جھوٹا شخص ہے۔معراج سے متعلق صحابہ میں کوئی اختلاف نہیں تھا۔سب کا یہ عقیدہ تھا کہ نبی ﷺ اپنے جسم کے ساتھ جبرئیل کے ساتھ براق پر بیت المقدس گئے اور وہاں سے آسمانوں تک،اور جبرائیل کی معیت میں ساتوں آسمانوں کی سیر کی۔ یہ بالکل حقیقی بات ہے۔لیکن یہ بات محقق و معلوم نہیں کہ معراج کس زمانے کا واقعہ ہے۔بعض نے کہا کہ مکے کا شروع دَور کا واقعہ ہے۔ جب سال ہی صحیح طور پر معلوم نہیں تو مہینہ اور تاریخ کا تعیّن کیسے درست ہوسکتا ہے۔اور جس طرح سے اس واقعہ کو منایا جاتا ہے، یہ کسی ایک حدیث سے بھی ثابت نہیں۔ یہ صوفیوں اور شیعوں کی خالص اختراع ہے۔

راقم جسمانی معراج کا قائل ہے البتہ بہت سے علماء کے یہ اقوال سنے کہ معراج جسمانی ہے اس کی دلیل میں انہوں نے سورہ الاسراء کی آیت پیش کی

سُبۡحَانَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا

پھر بِعَبۡدِہٖ اس سے یہ نکلایا کہ عبد روح و جسد کا مجموعہ ہے – اس کے برعکس صحیح بخاری میں ہے

حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، قَالَ: حَدَّثَنِي شَقِيقٌ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَا: السَّلاَمُ عَلَى اللَّهِ قَبْلَ عِبَادِهِ، السَّلاَمُ عَلَى جِبْرِيلَ، السَّلاَمُ عَلَى مِيكَائِيلَ، السَّلاَمُ عَلَى فُلاَنٍ وَفُلاَنٍ، فَلَمَّا انْصَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ، فَقَالَ [ص:52]: " إِنَّ اللَّهَ هُوَ السَّلاَمُ، فَإِذَا جَلَسَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلاَةِ فَلْيَقُلْ: التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ، وَالصَّلَوَاتُ، وَالطَّيِّبَاتُ، السَّلاَمُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلاَمُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ، فَإِنَّهُ إِذَا قَالَ ذَلِكَ أَصَابَ كُلَّ عَبْدٍ صَالِحٍ فِي السَّمَاءِ وَالأَرْضِ، أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، ثُمَّ يَتَخَيَّرُ بَعْدُ مِنَ الكَلاَمِ مَا شَاءَ

جب ہم نماز میں سلام کہتے ہیں تو یہ سلامتی أَصَابَ كُلَّ عَبْدٍ صَالِحٍ فِي السَّمَاءِ وَالأَرْضِ، زمین و آسمان میں تمام عبد صالح کو مل جاتی ہے

یعنی آسمان میں بھی عبد صالح ہیں اور آسمان میں مومنوں کی ارواح ہیں – مسند احمد میں ہے سَلَّمْتُمْ عَلَى كُلِّ عَبْدٍ صَالِحٍ فِي الْأَرْضِ وَفِي السَّمَاءِ تم سلام کرتے ہو ہر عبد صالح کو جو زمین میں ہو یا آسمان میں ہو

آسمان پر فرشتوں کو بھی عبد کہا جاتا ہے

وَجَعَلُوا الْمَلَائِكَةَ الَّذِينَ هُمْ عِبَادُ الرَّحْمَٰنِ إِنَاثًا ۚ أَشَهِدُوا خَلْقَهُمْ ۚ سَتُكْتَبُ شَهَادَتُهُمْ وَيُسْأَلُونَ

اور انہوں نے فرشتوں کو جو اللہ کے بندے ہیں، مونث قرار دے دیا ہے، کیا وہ ان کی پیدائش کے وقت موجود تھے؟ ان کی یہ گواہی قلم بند رہے گی اور ان سے جواب طلبی ہو گی

قرآن میں ہے

إِنْ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ إِلَّا إِنَاثًا [النساء: 117]

یہ اللہ کے ساتھ اناث (مونث) کو پکارتے

یعنی فرشتوں کو پکارنا مشرکین کا عمل تھا۔

عبد کا تعلق روح و جسم سے نہیں بلکہ عبادت سے ہے جو انسان و جن و فرشتے کر رہے ہیں۔ لہذا اس سے جسمانی معراج کی دلیل نہیں لی جا سکتی۔ معراج جسمانی تھی یہ حدیث میں ہی ہے کہ البراق پر سوار کیا گیا اور روح جسم سے نکلنا موت ہے معراج نہیں ہے – معراج ایک آیت یعنی نشانی و معجزہ تھی۔ مرنے کے بعد تو سب کو ہی عالم بالا لے جایا جاتا ہے معجزہ تو تب ہے جب زندگی میں جسم کے ساتھ معراج ہو۔

یہ قول کہ معراج روحانی تھی یہ ایک باطل قول ہے جو اصلا عربوں میں خواب کی تعبیر کے حوالے سے بیان کیا جاتا تھا کہ خواب ، روح کی پرواز ہے جبکہ اس پر کوئی صحیح سند حدیث نہیں بلکہ یہ یونانی اور مصریوں کا قول تھا

سورۃ الدخان آیت نمبر ۲۳ میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ کو حکم دیا تھا کہ

فاسر بعبادی لیلًا انکم متبعون

اے موسیٰ میرے بندوں کو راتوں رات (فرعون کے پنجے سے) نکال کر لے جا، یقیناً تمہارا پیچھا کیا جائے گا۔

کتاب واقعۂ معراج اور اس کے مشاہدات میں بقول یوسف صلاح الدین یہاں قرآن میں بنی اسرائیل کو مصر سے نکال لے جانے کا جو حکم ہے وہ کوئی روح کے طور پر لے جانے کا نہیں تھا بلکہ ان کو واقعی جسمانی طور پر ان کے روح اور جسموں کے ساتھ لے جانا کا تھا۔ راقم کہتا ہے یہ بات غیر واضح ہے اور اس میں عربی کا کوئی نکتہ نہیں ہے - اسری رات کے سفر کو کہا جاتا ہے

یعنی مصر سے بنی اسرائیل رات میں نکلے اور اس کا جسم یا روح سے کوئی تعلق نہیں ہے - معراج
بھی رات میں شروع ہوئی اسی وجہ سے اسری کا لفظ استعمال ہوا ہے

کیا معراج پر بعض اصحاب رسول مرتد ہوئے؟

ایک روایت کتاب دلائل النبوہ از البیہقی کی ہے جس کو شیعہ اور یہاں تک کہ اہل سنت بھی پیش کرتے رہتے ہیں کہ معراج کی خبر پر بعض اصحاب رسول مرتد ہوئے- روایت ہے

أَخْبَرَنَا أَبُو سَهْلٍ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أبْرَاهِيمَ الْمِهْرَانِيُّ الْمُزَكِّي قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ سَلْمَانَ الْفَقِيهُ بِبَغْدَادَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْهَيْثَمِ الْقَاضِي أَبُو الْأَحْوَصِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ الْمِصِّيصِيُّ، (ح) وَحَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ الْحَافِظُ قَالَ: أَخْبَرَنِي مُكْرَمُ بْنُ أَحْمَدَ الْقَاضِي قَالَ: حَدَّثَنَا أبْرَاهِيمُ بْنُ الْهَيْثَمِ الْبَلَدِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ الصَّنْعَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرُ بْنُ رَاشِدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: لَمَّا أُسْرِيَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى أَصْبَحَ يَتَحَدَّثُ النَّاسُ بِذَلِكَ، فَارْتَدَّ نَاسٌ مِمَّنْ كَانُوا آمَنُوا بِهِ وَصَدَّقُوهُ، وَسَعَوْا بِذَلِكَ أَلَى أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَقَالُوا: هَلْ لَكَ فِي صَاحِبِكَ؟ يَزْعُمُ أَنَّهُ أُسْرِيَ بِهِ فِي اللَّيْلِ أَلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ قَالَ: أَوَقَالَ ذَلِكَ؟ قَالُوا: نَعَمْ , قَالَ: لَئِنْ كَانَ قَالَ ذَلِكَ لَقَدْ صَدَقَ، قَالُوا: وَتُصَدِّقُهُ أَنَّهُ ذَهَبَ اللَّيْلَةَ أَلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ، وَجَاءَ قَبْلَ أَنْ يُصْبِحَ؟ قَالَ: نَعَمْ , أَنِّي لَأُصَدِّقُهُ بِمَا هُوَ أَبْعَدُ مِنْ ذَلِكَ: أُصَدِّقُهُ بِخَبَرِ السَّمَاءِ فِي غَدْوَةٍ أَوْ رَوْحَةٍ. فَلِذَلِكَ سُمِّيَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقَ

عائشہ رضی اللہ عنھا سے مروی ہے کہ جس رات نبی صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے مسجد الاقصی تک سیر کی اس سے اگلی صبح جب نبی صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے یہ بات لوگوں میں ذکر کیا تو بہت سے لوگ مرتد ہو گئے جو اس سے پہلے با ایمان اور (حضور صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی) تصدیق کرنے والے تھے کچھ لوگ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے کیا آپ کو اپنے صاحب کے بارے میں کچھ معلوم ہے وہ یہ دعوی کر رہے ہیں کہ وہ راتوں رات بیت المقدس سے ہو کر مکہ واپس آ گئے ہیں. ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کیا واقعی انہوں نے یہ بات کہی ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں بالکل کہی ہے. ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا پھر

میں شہادت دیتا ہوں کہ اگر انھوں نے یہ بات کہی ہے تو سچ ہے! لوگوں نے کہا کیا آپ تصدیق کرتے ہیں کے وہ ایک ہی رات میں شام تک چلے گئے اور واپس مکہ صبح ہونے سے پہلے آ گئے؟ انھوں نے کہا جی ہاں! میں ان کی تصدیق اس سے دور مسافت پر بھی کرتا ہوں کیونکہ میں اس کی تصدیق آسمانوں کی خبر کی صبح و شام کرتا ہوں. راوی کہتے ہیں اسی معاملے کے بعد ان کا لقب صدیق مشہور ہو گیا.

إخرجه الحاكم في «المستدرك» (3: 62- 63) ، وقال: «هذا حديث صحيح الإسناد، ولم يخرجاه» ، ووافقه الذهبي، وإخرجه ابن مردويه من طريق هشام بن عروة، عن إبيه، عنها.

امام حاکم اس کو صحیح الاسناد قرار دیا ہے

اس کی سند میں محمد بن كثير الصنعاني المصيصي ہے کتاب الاغتباط بمن رمي من الرواة بالاختلاط کے مطابق

قال ابن سعد : يذكرون إنه اختلط في آخر عمره

ابن سعد نے کہا ذکر کیا جاتا ہے یہ آخری عمر میں اختلاط کا شکار تھا

عقیلی نے اس کا الضعفاء میں ذکر کیا ہے

قال عبد الله بن إحمد: ذكر إبي محمد بن كثير المصيصي فضعفه جداً، وقال سمع من معمر، ثم بعث إلى اليمن فإئخذها فرواها، وضعف حديثه عن معمر جداً وقال: هو منكر الحديث، إو قال: يروي إشياء منكره.
«العلل» (5109) .

عبد اللہ بن امام احمد نے کہا میں نے باپ سے محمد بن کثیر کا ذکر کیا انھوں نے شدت سے اس کی تضعیف کی اور کہا اس نے معمر سے سنا پھر یمن گیا ان سے اخذ کیا اور روایت کیا اور یہ معمر سے روایت کرنے میں شدید ضعیف ہے اور یہ منکر الحدیث ہے

مستدرک میں امام الذھبی سے غلطی ہوئی ایک مقام پر اس روایت کو صحیح کہا ہے

أَخْبَرَنِي مُكْرَمُ بْنُ أَحْمَدَ الْقَاضِي، ثنا أَبْرَاهِيمُ بْنُ الْهَيْثَمِ الْبَلَدِيُّ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ الصَّنْعَانِيُّ، ثنا مَعْمَرُ بْنُ رَاشِدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: " لَمَّا أُسْرِيَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى أَصْبَحَ يَتَحَدَّثُ النَّاسُ بِذَلِكَ، فَارْتَدَّ نَاسٌ فَمَنْ كَانَ آمَنُوا بِهِ وَصَدَّقُوهُ، وَسَمِعُوا بِذَلِكَ أَلَى أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَقَالُوا: هَلْ لَكَ أَلَى صَاحِبِكَ يَزْعُمُ أَنَّهُ أُسْرِيَ بِهِ اللَّيْلَةَ أَلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ، قَالَ: أَوَ قَالَ ذَلِكَ؟ قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: لَئِنْ كَانَ قَالَ ذَلِكَ لَقَدْ صَدَقَ، قَالُوا: أَوَ تُصَدِّقُهُ أَنَّهُ ذَهَبَ اللَّيْلَةَ أَلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ وَجَاءَ قَبْلَ أَنْ يُصْبِحَ؟ قَالَ: نَعَمْ، أَنِّي لَأُصَدِّقُهُ فِيمَا هُوَ أَبْعَدُ مِنْ ذَلِكَ أُصَدِّقُهُ بِخَبَرِ السَّمَاءِ فِي غَدْوَةٍ أَوْ رَوْحَةٍ، فَلِذَلِكَ سُمِّيَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقَ «هَذَا حدِيثٌ صَحِيحُ الْأَسنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ»

[التعليق – من تلخيص الذہبی] 4407 – صحیح

لیکن آگے جا کر اس کو تلخیص میں نقل نہیں کیا لہٰذا محقق کہتے ہیں یہ ضعیف تھی

حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرٍو عُثْمَانُ بْنُ أَحْمَدَ بنِ السَّمَّاكِ الزَّاهِدُ، بِبَغْدَادَ ثنا أَبْرَاهِيمُ بْنُ الْهَيْثَمِ الْبَلَوِيِّ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ الصَّنْعَانِيُّ، ثنا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: " لَمَّا أُسْرِيَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى أَصْبَحَ يَتَحَدَّثُ النَّاسُ بِذَلِكَ، فَارْتَدَّ نَاسٌ مِمَّنْ كَانَ آمَنُوا بِهِ وَصَدَّقُوهُ، وَسَعَى رِجَالٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ أَلَى أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَقَالُوا: هَلْ لَكَ أَلَى صَاحِبِكَ يَزْعُمُ أَنَّهُ أُسْرِيَ بِهِ اللَّيْلَةَ أَلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ؟ قَالَ: أَوَقَالَ ذَلِكَ؟ قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: لَئِنْ قَالَ ذَلِكَ لَقَدْ صَدَقَ، قَالُوا: أَوَ تُصَدِّقُهُ أَنَّهُ ذَهَبَ اللَّيْلَةَ أَلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ وَجَاءَ قَبْلَ أَنْ يُصْبِحَ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، أَنِّي لَأُصَدِّقُهُ فِي مَا هُوَ أَبْعَدُ مِنْ ذَلِكَ أُصَدِّقُهُ فِي خَبَرِ السَّمَاءِ فِي غُدْوَةٍ أَوْ رَوْحَةٍ، فَلِذَلِكَ سُمِّيَ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ «هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ» ،

«فَأَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ كَثِيرٍ الصَّنْعَانِيَّ صَدُوقٌ»

[التعليق – من تلخيص الذہبی] 4458

حذفه الذهبي من التلخيص لضعفه

اس طرح کی ایک روایت مسند احمد میں ابن عباس سے مروی ہے

حسنه الألبانی فی کتاب الإسراء والمعراج ص76، وقال الشیخ شعیب الأرناؤوط: إسناده صحیح. وصححه الحافظ ابن کثیر فی "تفسیره" 5/26.

البانی نے کتاب الإسراء والمعراج ص76 میں اس کو حسن کہہ دیا ہے اور ابن کثیر ، شعیب اور احمد شاکر نے صحیح

مسند احمد میں ہے
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أُسْرِيَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ ثُمَّ جَاءَ مِنْ لَيْلَتِهِ فَحَدَّثَهُمْ بِمَسِيرِهِ وَبِعَلَامَةِ بَيْتِ الْمَقْدِسِ وَبِعِيرِهِمْ فَقَالَ نَاسٌ قَالَ حَسَنٌ نَحْنُ نُصَدِّقُ مُحَمَّدًا بِمَا يَقُولُ فَارْتَدُّوا كُفَّارًا وَرَأَى الدَّجَّالَ فِي صُورَتِهِ رُؤْيَا عَيْنٍ لَيْسَ رُؤْيَا مَنَامٍ ... الی آخر الحدیث
مسند احمد جلد 3 صفحہ477-478 روایت نمبر 3546 مکتبہ دار الحدیث قاہرہ ،مسند احمد بن حنبل جلد 5 صفحہ 476-477 روایت نمبر 3546، مکتبۃ الشاملہ

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو شب معراج بیت المقدس کی سیر کرائی گئی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی رات واپس بھی آ گئے اور قریش کو اپنے جانے کے متعلق اور بیت المقدس کی علامات اور ان کے ایک قافلے کے متعلق بتایا، کچھ لوگ یہ کہنے لگے کہ ہم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس بات کی کیسے تصدیق کر سکتے ہیں، یہ کہہ کر وہ دوبارہ کفر کی طرف لوٹ گئے اسی شب معراج میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کو اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا نہ کہ خواب میں

سند ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ، وَحَسَنٌ، قَالَا: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ، قَالَ حَسَنٌ أَبُو زَيْدٍ: قَالَ عَبْدُ الصَّمَدِ: قَالَ: حَدَّثَنَا هِلَالٌ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

اس کی سند میں ہلال بن خباب البصری کا تفرد ہے

ابن القطان: تغير بأخرة

ابن القطان کہتے ہیں یہ آخری عمر میں تغیر کا شکار تھا

کتاب الاغتباط بمن رمی من الرواۃ بالاختلاط کے مطابق

قال یحییٰ القطان اِتیتہ وکان قد تغیر و قال العقیلی فی حدیثہ وہم و تغیر باٰخرۃ

ابن حبان ، الساجی ، عقیلی، ابن حجر سب کے مطابق یہ راوی اختلاط کا شکار تھا

ابن حبان کہتے ہیں ابن حبان: لا یجوز الاحتجاج بہ إذا انفرد. اس کی منفرد روایت سے دلیل نہ لی جائے

الشریعۃ از ابو بکر محمد بن الحسین بن عبد اللہ الآجُرِّيُّ البغدادی (المتوفی: 360ہـ) کی روایت ہے

حَدَّثَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْبَغَوِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ زَنْجُوَيْهِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ , عَنْ مَعْمَرٍ , عَنِ الزُّهْرِيِّ فِي حَدِيثِهِ عَنْ عُرْوَةَ قَالَ: سَعَى رِجَالٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالُوا لَهُ: هَذَا صَاحِبُكَ يَزْعُمُ أَنَّهُ قَدْ أُسْرِيَ بِهِ اللَّيْلَةَ إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ , ثُمَّ رَجَعَ مِنْ لَيْلَتِهِ , فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَوَ قَالَ ذَاكَ؟ قَالُوا: نَعَمْ , قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: فَأَنَا أَشْهَدُ إِنْ كَانَ قَالَ ذَاكَ لَقَدْ صَدَقَ , قَالُوا: تُصَدِّقُهُ أَنَّهُ قَدْ جَاءَ الشَّامَ فِي لَيْلَةٍ وَاحِدَةٍ وَرَجَعَ قَبْلَ أَنْ يُصْبِحَ؟ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ [ص:1539] عَنْهُ: نَعَمْ , أَنَا أُصَدِّقُهُ بِأَبْعَدَ مِنْ ذَلِكَ , أُصَدِّقُهُ بِخَبَرِ السَّمَاءِ غُدْوَةً وَعَشِيَّةً فَلِذَلِكَ سُمِّيَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: الصِّدِّيقَ

عروہ نے کہا مشرک لوگ ابو بکر کے پاس جلدی سے پہنچے اور کہا اپ کے صاحب کہتے ہیں کہ ایک رات میں سفر کیا اور بیت المقدس پہنچ گئے پھر واپس بھی آ گئے- پس ابو بکر نے کہا کیا انہوں نے ایسا کہا ہے ؟ مشرکین نے کہا ہاں کہا ہے –ابو بکر نے کہا میں شہادت دیتا ہوں کہ انہوں نے سچ کہا –مشرکین نے کہا تم تصدیق کرتے ہو کہ وہ شام ایک رات میں گئے اور صبح ہونے سے پہلے واپس بھی آ گئے ؟ ابو بکر نے کہا ہاں تصدیق کرتا ہوں - ان پر صبح و شام آسمان سے انے والی خبروں کی بھی تصدیق کرتا ہوں –اس بنا پر ابو بکر کا نام الصدیق پڑ گیا

الکافی از کلینی کی اہل تشیع کی روایت ہے

قال: وقال رجل لابي جعفر عليه السلام: يا ابن رسول الله لا تغضب علي قال: لماذا؟ قال: لما اريد أن أسألك عنه، قال: قل، قال: ولا تغضب؟ قال: ولا أغضب قال: أرأيت قولك في ليلة القدر، وتنزل الملائكة والروح فيها إلى الاوصياء، يأتونهم بأمر لم يكن رسول الله صلى الله عليه وآله قد علمه؟ أو ياتونهم بامر كان رسول الله صلى الله عليه وآله علمه؟ وقد علمت أن رسول الله صلى الله عليه وآله مات وليس من علمه شئ إلا وعلي عليه السلام له واع، قال أبوجعفر عليه السلام: مالي ولك أيها الرجل ومن أدخلك علي؟ قال: أدخلني عليك القضاء لطلب الدين، قال: فافهم ما أقول لك.

إن رسول الله صلى الله عليه وآله لما اسري به لم يهبط حتى أعلمه الله جل ذكره علم ما قد كان وما سيكون، وكان كثير من علمه ذلك جملا يأتي تفسيرها في ليلة القدر، وكذلك كان علي بن أبي طالب عليه السلام قد علم جمل العلم ويأتي تفسيره في ليالي القدر، كما كان مع رسول الله صلى الله عليه وآله، قال السائل: أوما كان في الجمل تفسير؟ قال: بلى ولكنه إنما يأتي بالامر من الله تعالى في ليالي القدر إلى النبي وإلى الاوصياء: افعل كذا وكذا، لامر قد كانوا علموه، امروا كيف يعملون فيه؟ قلت: فسر لي هذا قال لم يمت رسول الله صلى الله عليه وآله إلا حافظا لجملة وتفسيره، قلت فالذي كان يأتيه في ليالي القدر علم ما هو؟ قال: الامر واليسر فيما كان قد علم، قال السائل: فما يحدث لهم في ليالي القدر علم سوى ما علموا؟ قال: هذا مما امروا بكتمانه، ولا يعلم تفسير ما سألت عنه إلا الله عزوجل.

قال السائل: فهل يعلم الاوصياء ما لا يعلم الانبياء؟ قال: لا وكيف يعلم وصي غير علم ما اوصي إليه، قال السائل: فهل يسعنا أن نقول: إن أحدا من الوصاة يعلم ما لا يعلم الآخر؟ قال: لا لم يمت نبي إلا وعلمه في جوف وصيه وإنما تنزل الملائكة والروح في ليلة القدر بالحكم الذي يحكم به بين العباد، قال السائل، و ما كانوا علموا ذلك الحكم؟ قال: بلى قد علموه ولكنهم لا يستطيعون إمضاء شئ منه حتى يؤمروا في ليالي القدر كيف يصنعون إلى السنة المقبلة، قال السائل: يا أبا جعفر لا أستطيع إنكار هذا؟ قال أبوجعفر عليه السلام: من أنكره فليس منا. قال السائل: يا أبا جعفر أرأيت النبي صلى الله عليه وآله هل كان يأتيه في ليالي القدر شئ لم يكن علمه؟ قال: لا يحل لك أن تسأل عن هذا، أما علم ما كان وما سيكون فليس يموت نبي ولا وصي إلا والوصي الذي بعده يعلمه، أما هذا العلم الذي تسأل عنه فإن الله عزوجل أبى أن يطلع الاوصياء عليه إلا أنفسهم، قال السائل: يا ابن رسول الله كيف أعرف أن ليلة القدر تكون في كل سنة؟ قال: إذا أتى شهر رمضان فاقرأ سورة الدخان في كل ليلة مائة مرة فاذا أتت ليلة ثلاث وعشرين فإنك ناظر إلى تصديق الذي سالت عنه.

حاصل کیا تھا وہ ان کے حافظہ میں تھا اور اس کی تفسیر بھی جانتے تھے میں نے پوچھا لیلۃ القدر میں جو علم حاصل ہوا وہ کیا تھا فرمایا وہ امر الٰہی تھا اور سہولت تھی اس علم کے متعلق جو دیا گیا تھا (یہ سوال راوی کی طرف سے حضرت کی تقریر کے دوران تھے) سائل نے پوچھا کہ شب ہائے قدر میں اس علم کے سوا جو کچھ حاصل ہوا وہ کیا تھا۔ فرمایا۔ وہ وہ علم تھا اس امر کا جس کے چھپانے کا حکم دیا گیا تھا اور اس کی تفسیر معلوم تھی۔

راوی نے کہا۔ پھر جو شب ہائے قدر میں دیا جاتا تھا وہ کیا علم تھا۔ فرمایا جو علم حضرت کو دیا گیا تھا۔ اسی کی توضیح اور سہولت بیان کی تھی سائل نے کہا تو کیا جو علم ان حضرات کو دیا گیا تھا شب ہائے قدر میں اس کے سوا کچھ اور دیا گیا فرمایا وہ اس چیز کا علم تھا جس کے چھپانے کا حکم دیا گیا تھا اور اس کی تفسیر جس کے متعلق تو نے سوال کیا، اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ سائل نے کہا تو کیا اوصیاء کو وہ علم دیا گیا تھا جو انبیاء کو نہیں ملا تھا۔ فرمایا کیسے وصی کو اس کا علم ہو سکتا ہے جس کی وصیت اس کو نہیں کی گئی، سائل نے کہا، اس صورت میں کیا ہمارے لئے یہ کہنے کی گنجائش ہے کہ اوصیاء میں سے کسی ایک کو وہ علم دیا گیا ہے جس کو دوسرا نہیں جانتا، فرمایا ایسا نہیں ہے۔

کوئی نبی نہیں مرتا۔ مگر یہ کہ اس کا علم اس کے وصی کے سینے میں ہوتا ہے اور شب قدر میں ملائکہ اور روح وہ حکم

لے کر نازل ہوتے ہیں جس کو بندگان خدا میں جاری کرتے ہیں سائل نے کہا۔ تو کیا اس حکم کو وہ پہلے نہیں جانتے تھے فرمایا۔ ضرور جانتے تھے لیکن وہ کسی شئے کے جاری کرنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے یہاں تک کہ انھیں شب قدر میں بتایا جاتا ہے کہ وہ آنے والے سال کے لئے ایسا ایسا کریں۔

سائل نے کہا اے ابوجعفرؑ کیا ہم اس بات سے انکار کر سکتے ہیں فرمایا۔ انکار کرنے والا ہم میں سے نہیں، سائل نے کہا نبی پر جو شب قدر میں نازل ہوتا تھا کیا ان کو اس کا پہلے سے علم نہ ہوتا تھا۔

فرمایا۔ یہ سوال تم کو نہیں کرنا چاہیئے سمجھو علم ماکان و مایکون ہر نبی و وصیؑ نبی کو ہوتا ہے جب کوئی نبی رحلت فرماتا ہے تو اس کے بعد آنے والا وصی اس علم کو جانتا ہے۔

لیکن جس علم کے متعلق تم سوال کر رہے ہو تو خدائے عزوجل نے انکار کیا اس سے کہ وہ مطلع کرے اوصیاء کو اس پر مگر صرف ان کی ذات کے لئے (یعنی ان اسرار کو دوسروں سے بیان کرنے کی اجازت نہیں ہوتی)

سائل نے کہا یا بن رسول اللہ یہ کیسے معلوم ہو کہ ہر سال شب قدر ہوتی ہے فرمایا۔ جب ماہ رمضان آئے تو تم سورہٗ دخان ہر رات کو سو مرتبہ پڑھو جب ۲۳ ویں شب آئے گی تو تم کو اس چیز کی تصدیق ہو جائے گی جس کے متعلق تم نے سوال کیا ہے

اس روایت میں صریح لکھا ہے

إن رسول الله صلى الله عليه وآله لما اسرى به لم يهبط حتى إعلمه الله جل ذكره علم ما قد كان وما سيكون

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کو جب معراج ہوئی تو ان کا ہبوط یعنی اترنا نہ ہوا یہاں تک اللہ جل نے ان کو وہ علم دیا جو ہونے والا ہے اور ہو گا

اہل تشیع کی کتاب عیون اِخبار الرضا از شیخ الصدوق میں ہے

حدثنا أحمد بن هلال عن محمد بن أبي عمير عن المفضل بن عمر عن الصادق جعفر بن محمد عن أبيه عن آبائه عن أمير المؤمنين عليه السلام قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وآله: لما اسرى بى الى السماء اوحى الى ربى جل جلاله فقال: يا محمد اني اطلعت الى الأرض اطلاعا (2) فاخترتك منها فجعلتك نبيا وشققت لك من اسمى اسما فانا المحمود وأنت محمد ثم اطلعت الثانيه فاخترت منها علي وجعلته وصيك وخليفتك وزوج ابنتك وأبا ذريتك وشققت له اسما من اسمائي فانا العلى الاعلى وهو على وجعلت فاطمه والحسن والحسين من نوركما ثم عرضت ولايتهم على الملائكه فمن قبلها كان عندي المقربين يا محمد لو ان عبدا عبدنى حتى ينقطع ويصير كالشن (3) البالى ثم اتانى جاحدا لولايتهم اسكنته جنتي ولا اظللته تحت عرشى يا محمد اتحب ان تراهم؟ قلت: نعم يا ربى فقال عز وجل: ارفع راسك فرفعت راسى فإذا انا بانوار على وفاطمة والحسن والحسين وعلى بن الحسين ومحمد بن على وجعفر بن محمد وموسى بن جعفر وعلى بن موسى ومحمد بن على وعلى بن محمد والحسن بن على والحجه بن الحسن القائم في وسطهم كانه كوكب درى قلت: رب من هؤلاء؟ قال: هؤلاء الائمه وهذا القائم الذي يحل حلالى ويحرم حرامي وبه انتقم من اعدائي وهو راحه لاوليائي وهو الذي يشفى قلوب شيعتك من الظالمين والجاحدين والكافرين فيخرج اللات والعزى طريين فيحرقهما فلفتنه الناس بهما يومئذ اشد من فتنه العجل والسامري

اس روایت کے مطابق ائمہ اہل تشیع کی شکلیں رسول اللہ کو دکھائی گئیں۔ اس کی سند المُفَضَّل بنُ عُمَر، الجُعفيّ، اِبُو عَبدُاللّٰہ کی وجہ سے سخت ضعیف ہے - الرجال لابن الغضائری کے مطابق یہ غالی ہے اور اس کی روایت لکھنا بھی جائز نہیں ہے

ضَعِيفٌ، مُتَهَافِتٌ، مُرْتَفِعِ القول، خَطّابِيٌّ وقد زِيْدَ عليهِ شَيْءٌ كَثِيْرٌ، وحَمَلَ الغُلاةُ في حديثِهِ حَمْلاً عَظيماً. ولا يَجُوزُ أنْ يُكْتَبَ حديثُهُ. وروى عن أبي عَبْدالله، وأبي الحَسَن

موسی علیہ السلام قبر میں نماز پڑھ رہے تھے

موسی علیہ السلام کی وفات اس تمنا پر ہوئی کہ وہ ارض مقدس میں داخل ہوں لیکن قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا اپنی زندگی میں موسی ارض مقدس میں داخل نہ ہو سکے پھر وفات کے وقت گزارش کی کہ وہ ارض مقدس کی جانب پتھر پھینکیں گے اور جہاں تک وہ جائے گا ان کی قبر وہیں کر دی جائے - صحیح بخاری میں أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ موسی علیہ السلام کی قبر ارض مقدس کے رخ پر سرخ ٹیلے کے پاس ہے

صحیح مسلم ۔ جلد سوم ۔ فضائل کا بیان ۔ حدیث 1646 موسیٰ علیہ السلام کے فضائل کے بیان میں ۔

و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ أَنْبَأَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَام رَجُلًا حَيِيًّا قَالَ فَكَانَ لَا يُرَى مُتَجَرِّدًا قَالَ فَقَالَ بَنُو أَسْرَائِيلَ أَنَّهُ آدَرُ قَالَ فَاغْتَسَلَ عِنْدَ مُوَيْهٍ فَوَضَعَ ثَوْبَهُ عَلَى حَجَرٍ فَانْطَلَقَ الْحَجَرُ يَسْعَى وَاتَّبَعَهُ بِعَصَاهُ يَضْرِبُهُ ثَوْبِي حَجَرُ ثَوْبِي حَجَرُ حَتَّى وَقَفَ عَلَى مَلَأٍ مِنْ بَنِي أَسْرَائِيلَ وَنَزَلَتْ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ آذَوْا مُوسَى فَبَرَّأَهُ اللَّهُ مِمَّا قَالُوا وَكَانَ عِنْدَ اللَّهِ وَجِيهًا

یحیٰ بن حبیب حارثی، یزید بن زریع خالد حذاء عبداللہ بن شقیق ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام ایک حیاء والے آدمی تھے اور کبھی برہنہ نہیں دیکھے گئے راوی کہتے ہیں کہ بنی اسرائیل نے کہا کہ موسیٰ علیہ السلام کو فتق کی بیماری ہے ایک مرتبہ موسیٰ علیہ السلام نے کسی پانی کے پاس غسل کرتے وقت ایک پتھر پر اپنے کپڑے رکھے تو وہ پتھر موسیٰ علیہ السلام کے کپڑے لے کر دوڑ پڑا موسیٰ علیہ السلام اپنی لاٹھی مارتے ہوئے اس کے پیچھے چلے اور کہتے ہوئے جا رہے تھے میرے کپڑے اے پتھر میرے کپڑے اے پتھر اور جب آپ بنی اسرائیل کی ایک جماعت کے پاس سے گزرے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اے ایمان والو تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ کہ جنہوں نے موسیٰ علیہ السلام کو تکلیف دی تھی پھر اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو ان کی تہمت سے بری کر دیا اور موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت عزت والے ہیں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

روایت ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کی طرف ملک الموت موت کا فرشتہ بھیجا گیا تو جب وہ ان کے پاس آیا تو موسیٰ علیہ السلام نے ملک الموت کے ایک تھپڑ مار دیا جس سے ملک الموت کی آنکھ نکل گئ تو ملک الموت اپنے ربّ کی طرف لوٹا اور اس نے کہا اے پروردگار! آپ نے مجھے ایک ایسے بندے کی طرف بھیجا ہے کہ جو مرنا نہیں چاہتا اللہ تعالیٰ نے اس کی آنکھ لوٹا دی اور فرمایا دوبارہ موسیٰ علیہ السلام کی طرف جا اور ان سے کہہ کہ اپنا ہاتھ مبارک ایک بیل کی پشت پر رکھیں موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ کے نیچے جتنے بال آئیں گے موسیٰ علیہ السلام کی اتنی عمر بڑھا دی جائے گی موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے میرے پروردگار پھر کیا ہوگا اللہ تعالیٰ نے فرمایا پھر موت آ جائے گی موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا پھر ابھی سہی اور پھر موسیٰ نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ اے اللہ مجھے ارض مقدس سے ایک پتھر پھینکے جانے کے فاصلے پر کر دے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں اس جگہ ہوتا تو میں تمہیں کثیب احمر کے نیچے ایک راستہ کی جانب موسیٰ علیہ السلام کی قبر دکھاتا[8]۔

معراج پر بیان کیا جاتا ہے کہ مکہ سے بیت المقدس کے سفر کے دوران اثنائے سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے موسی کو قبر میں دیکھا۔ صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے موسی علیہ السلام کو معراج کی رات ایک الكثيبِ الأحمر سرخ ٹیلے کے پاس قبر میں دیکھا اور اس میں ہے وہ نماز پڑھ رہے تھے

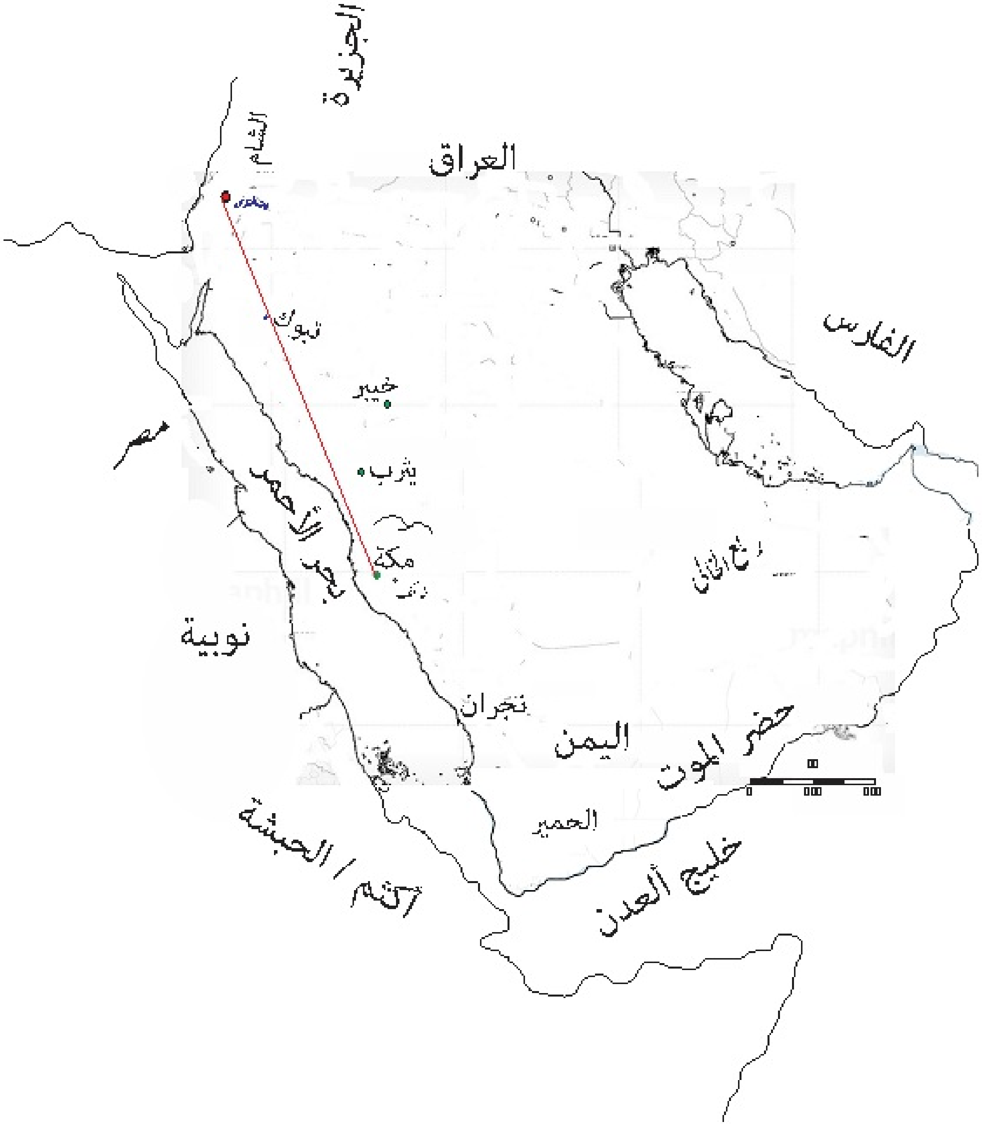

یہ روایت حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ البصری ، وَسُلَيْمَانَ سلیمان بن طرخان التَّيْمِيِّ البصری ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ کی سند سے آئی ہے۔ یعنی سلیمان بن طرخان التیمی البصری اور ثابت البنانی البصری دونوں سے یہ منقول ہے

کتاب المعجم الأوسط از الطبرانی میں اس کی ایک سند ابو سعید الخدری سے بھی ہے لیکن وہ ضعیف ہے

حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ مُحَمَّدٍ، نا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ، نا صِلَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ عَوْفٍ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي مَرَرْتُ بِمُوسَى وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي قَبْرِهِ عِنْدَ الْكَثِيبِ الْأَحْمَرِلَمْ يَرْوِ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَوْفٍ إِلَّا صِلَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، تَفَرَّدَ بِهِ: مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ

صِلَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ نے بیان کیا کہ عَوْفٌ الأَعْرَابِيُّ البصری نے عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ کی سند سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے موسی علیہ السلام کو معراج کی رات ایک الكثيبِ الأحمر سرخ ٹیلے کے پاس قبر میں دیکھا اور اس میں ہے وہ نماز پڑھ رہے تھے

امام بخاری تاریخ الکبیر میں لکھتے ہیں

صِلَةَ بْن سُليمان. لَيسَ بذلك القوي

قَالَ أَبو الأَسود: حدَّثنا صِلَة بْن سُليمان، أَبو زَيد الواسِطِيّ، سَمِعَ عَوفًا، مُرسلٌ

صِلَةَ بْن سُليمان قوی نہیں ابو الاسود نے کہا عوف سے سنا (پر) مرسل ہے

اس سلسلے کی صحیح سمجھے جانے والی روایت سلیمان بن طرخان التیمی المتوفی ۱۴۳ ھ اور ثابت بن اِسلم البنانی المتوفی ۱۲۳ ھ یا ۱۲۷ھ کی سند سے ہے یہ دونوں بصرہ کے ہیں اور ایک طرح اس میں بصریوں کا تفرد بنتا ہے کیونکہ اس کی کوئی اور صحیح سند نہیں ہے بلکہ ضعیف والی بھی ایک بصری عوف الأَعْرَابِيُّ سے ہے یعنی یہ موسی علیہ السلام کا قبر میں نماز پڑھنا صرف بصریوں نے روایت کیا ہے انس رضی اللہ عنہ کے دیگر شاگرد اور اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس کو بیان نہیں کرتے۔ کسی ایک ہی علاقہ میں روایت کا پروان چڑھنا عجیب بات ہے جبکہ یہ عقیدہ کی بات ہے۔ بحر الحال چونکہ یہ روایت ایک خاص معجزاتی رات کے حوالے سے ہے– امام مسلم نے اس کو فضائل موسی علیہ السلام میں سے سمجھا ہے اور فضائل کسی ذات پر مخصوص ہوتے ہیں اگر تمام پر مانا جائے تو خصوصیت ختم ہو جائے گی لہذا قرین قیاس ہے کہ امام مسلم اس کو صرف موسی علیہ السلام کا ایک خاص واقعہ کہنا چاہتے ہیں ورنہ اس کو فضائل انبیاء میں سب کے

باب میں لکھا جانا چاہیے تھا- اب جب یہ خاص ہے تو دلیل نہ رہا کیونکہ یہ کوئی عموم نہیں

ابن حبان اس کے قائل تھے کہ یہ خاص ہے لیکن ان کے نزدیک موسی علیہ السلام کو زندہ کیا گیا چناچہ ابن حبان صحیح میں تبصرہ میں کہتے ہیں

قَالَ أَبُو حَاتِمٍ: اللَّهُ جَلَّ وَعَلَا قَادِرٌ عَلَى مَا يَشَاءُ، رُبَّمَا يَعِدُ الشَّيْءَ لِوَقْتٍ مَعْلُومٍ، ثُمَّ يَقْضِي كَوْنَ بَعْضِ ذَلِكَ الشَّيْءِ قَبْلَ مَجِيءِ ذَلِكَ الْوَقْتِ، كَوَعْدِهِ إِحْيَاءَ الْمَوْتَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَجَعْلِهِ مَحْدُودًا، ثُمَّ قَضَى كَوْنَ مِثْلِهِ فِي بَعْضِ الْأَحْوَالِ، مِثْلَ مَنْ ذَكَرَهُ اللَّهُ وَجَعَلَهُ اللَّهُ جَلَّ وَعَلَا فِي كِتَابِهِ، حَيْثُ يَقُولُ: {أَوْ كَالَّذِي مَرَّ عَلَى قَرْيَةٍ وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَى عُرُوشِهَا قَالَ أَنَّى يُحْيِي هَذِهِ اللَّهُ بَعْدَ مَوْتِهَا فَأَمَاتَهُ اللَّهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهُ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ قَالَ بَلْ لَبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ} إِلَى آخِرِ الْآيَةِ، وَكَإِحْيَاءِ اللَّهِ جَلَّ وَعَلَا لِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ بَعْضَ الْأَمْوَاتِ، فَلَمَّا صَحَّ وجودُ كَوْنِ هَذِهِ الْحَالَةِ فِي الْبَشَرِ، إِذَا أَرَادَهُ اللَّهُ جَلَّ وَعَلَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ، لَمْ يُنْكَرْ أَنَّ اللَّهَ جَلَّ وَعَلَا أَحْيَا مُوسَى فِي قَبْرِهِ حَتَّى مَرَّ عَلَيْهِ الْمُصْطَفَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ، وَذَاكَ أَنَّ قَبْرَ مُوسَى بِمَدْيَنَ بَيْنَ الْمَدِينَةِ وَبَيْنَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ، فَرَآهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُو فِي قَبْرِهِ إِذِ الصَّلَاةُ دُعَاءٌ، فَلَمَّا دَخَلَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتَ الْمَقْدِسِ وَأُسْرِيَ بِهِ، أُسْرِيَ بِمُوسَى حَتَّى رَآهُ فِي السَّمَاءِ السَّادِسَةِ

ابو حاتم ابن حبان کہتے ہیں اللہ جل و علا جو چاہے کرنے پر قادر ہے ، کبھی وہ چیز کو گنتا ہے ایک مقررہ وقت کے لئے اور حکم کرتا ہے کسی چیز پر قبل از وقت جسے مردوں کو زندہ کرنے کا وعدہ قیامت کے دن اور اس کو محدود کرتا ہے پھر اسی طرح کا حکم کرتا ہے جیسا اس نے کتاب میں ذکر کیا ہے {اَوْ كَالَّذِي مَرَّ عَلٰى قَرْيَةٍ وَّهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا قَالَ اَنّٰى يُحْيِيْ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ} اور اسی طرح اللہ کا عیسیٰ کے لئے مردوں کو زندہ کرنا پس جب بشر کی اس حالت کی خبر صحیح ہے اور اللہ نے اس کا ارادہ قیامت سے پہلے کیا تو اس کا انکار نہیں کریں گے کہ اللہ نے موسی کو قبر میں زندہ کیا معراج کی رات پر جب رسول اللہ ان پر گزرے اور یہ موسی کی قبر مدینہ اور بیت المقدس کے درمیان ہے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہوں قبر میں دعائیں کرتے دیکھا پس جب بیت المقدس میں داخل ہوئے تو معراج ہوئی تو موسی کو بھی ہوئی اور ان کو چھٹے آسمان پر دیکھا

لیکن اس سے مسئلہ حل نہیں ہوتا سوال پیدا ہوا کہ موسی علیہ السلام کس طرح قبر میں، بیت المقدس میں اور چھٹے آسمان پر تھے – بہت سے لوگوں نے مثلا السبکی اور ابن تیمیہ نے اس سے یہ نکالا کہ روح سریع الحرکت ہوتی ہے لہٰذا موسی علیہ السلام، براق کے بغیر یکایک ایک مقام سے دوسرے مقام تک چلے گئے - ابن قیم کے مطابق روحیں قبروں میں اتی جاتی رہتی ہیں ، نہ صرف یہ بلکہ نیک لوگوں کی روحیں تو بہت پاور فل ہیں کتاب الروح میں لکھتے ہیں

وَقد رأى رَسُول اللّٰه مُوسَى قَائِما يصلى فِي قبر وَرَآهُ فِي السَّمَاء السَّادِسَة وَالسَّابِعَة فإمَّا أَن تكون سريعة الْحَرَكَة والانتقال كلمح الْبَصَر وَإِمَّا أَن يكون الْمُتَّصِل مِنْهَا بالقبر وفنائه بِمَنْزِلَة شُعَاع الشَّمْس وجرمها فِي السَّمَاء وَقد ثَبت أَن روح النَّائِم تصعد حَتَّى تخترق السَّبع الطباق وتسجد لله بَين يَدي الْعَرْش ثمَّ ترد إِلَى جسده فِي أيسر زمَان وَكَذَلِكَ روح الْمَيِّت تصعد بهَا الْمَلَائِكَة حَتَّى تجاوز السَّمَوَات السَّبع وتقف بَين يَدي اللّٰه فتسجد لَهُ وَيقْضى فِيهَا قَضَاء ويريها الْملك مَا أعد اللّٰه لَهَا فِي الْجنَّة ثمَّ تهبط فَتشهد غسله وَحمله وَدَفنه وَقد تقدم فِي حَدِيث الْبَراء بن عَازِب أَن النَّفس يصعد بهَا حَتَّى توقف بَين يَدي اللّٰه فَيَقُول تَعَالَى اكتبوا كتاب عبدى فِي عليين ثمَّ أعيدوه إِلَى الأَرْض فيعاد إِلَى الْقَبْر وَذَلِكَ فِي مِقْدَار تَجْهِيزه وتكفينه فقد صرح بِهِ فِي حَدِيث ابْن عَبَّاس حَيْثُ قَالَ فيهبطون على قدر فَرَاغه من غسله وأكفانه فَيدْخلُونَ ذَلِك الرّوح بَين جسده وأكفانه

اور بے شک رسول اللہ نے موسیٰ کو اپنی قبر میں نماز پڑھتے دیکھا اور ان کو چھٹے اور ساتویں آسمان پر بھی دیکھا پس یہ روح سریع الحرکت اور ٹرانسفر ہوتی ہے جیسا کہ پلک جھپکتے میں ہوتا ہے اور یا پھر یہ قبر سے متصل ہوتی ہے جس طرح سورج کی کرن (کہ زمین پر بھی پڑتی ہے) اور آسمان میں بھی ہوتی ہے اور بے شک یہ ثابت ہے کہ سونے والے کی روح آسمان میں چڑھتی ہے اور ساتوں طبق میں جاتی ہے اور اللہ کو عرش کے سامنے سجدہ کرتی ہے پھر اسکو جسد میں لوٹایا جاتا ہے آسان اوقات میں (یعنی صبح ہونے پر) اور اسی طرح میت کی روح کہ فرشتے اس کو آسمان پر چڑھاتے ہیں حتی کہ سات آسمان پار کر جاتی ہے اور اللہ کے سامنے رکتی ہے اور سجدہ کرتی ہے اور اس کا فیصلہ کیا جاتا ہے بادشاہ نے جو مقرر کیا ہوتا اس کے مطابق جنت کی سیر کرتی ہے پھر یہ اترتی ہے اور اپنا غسل اور (جنازہ) اٹھانا اور دفنانا دیکھتی ہے … اور یہ روح جسد اور کفن کے درمیان داخل کی جاتی ہے

امام بخاری اس کے برعکس اس موسی علیہ السلام کا قبر میں نماز پڑھنے والی روایت کو صحیح میں نہیں لکھتے اور روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گھر کو قبریں نہ بناو ان میں نماز پڑھو یعنی قبر میں نماز نہیں ہے

یہ روایت حماد بن سلمہ کے علاوہ دیگر رآویوں سے اس طرح بھی آئی ہے

مَرَرْتُ عَلَى مُوسَى وَهُوَ يُصَلِّي فِي قَبْرِهِ

میں موسی پر گزرا اور وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے

قبر میں یعنی برزخ میں ان کو ان کے مقام میں دیکھا- یہ رائے ابن حزم کی ہے ابن حزم الملل و النحل میں لکھتے ہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ نے شب معراج میں موسی علیہ السلام کو انکی قبر میں کھڑے نماز پڑھتے دیکھا آپ نے یہ بھی خبر دی کہ آپ نے انھیں چھٹے یا ساتویں آسمان میں دیکھا کوئی شک نہیں کہ آپ نے محض انکی روح دیکھی ان کا جسم بلا شبہ خاک میں پوشیدہ ہے لہذا اس بنا پر روح کا مقام قبر کہلاتا ہے وہیں اس پر عذاب ہوتا ہے اور وہیں اس سے سوال ہوتا ہے جہاں وہ ہوتی ہے

موسی علیہ السلام صاحب شریعت و کتاب نبی تھے آج کی رات نماز کے بارے میں ان سے گفتگو بھی ہونی ہے لہذا ان کی نماز کا طریقہ دکھایا گیا جو برزخ میں دیکھا گیا - الفاظ الْكَثِيبِ الأَحْمَرِ یا سرخ ٹیلہ صرف حماد بن سلمہ بن دینار کی سند سے آئے ہیں اور یہ الفاظ اشارہ کرتے ہیں کہ قبر زمین میں تھی اب یہ بات ہے تو ممکن ہے یہ حماد بن سلمہ البصری کی غلطی ہو کیونکہ آخری عمر میں حماد بن سلمہ اختلاط کا شکار تھے- امام بخاری کو ان سے خطرہ تھا لہذا ان سے کوئی روایت نہیں

لی ابن سعد کہتے ہیں ثقة كثير الحديث وربما حدث بالحديث المنكر، حماد ثقہ ہیں لیکن کبھی منکر روایت بھی بیان کرتے ہیں

الغرض روایت ایک خاص واقعہ کے بارے میں ہے- لہٰذا دلیل نہیں

دوم اس میں سرخ ٹیلے کے الفاظ میں حماد بن سلمہ البصری کا تفرد ہے جو اختلاط کا شکار تھے

سوم حماد بن سلمہ کی کوئی بھی روایت امام بخاری نے نہیں لکھی

کتاب سؤالات أبي داود للإمام أحمد بن حنبل فی جرح الرواۃ وتعدیلھم کے مطابق

قَالَ ابو داود عَن حَمَّاد بن سَلمَة قَالَ قلت هَذَا قَامَ لِثَابِت فَجعلت أقلب عَلَيْهِ الْأَحَادِيث فَأَقُول أنس فَيَقُول لَا إِنَّمَا حَدثنَا بِهِ ابْن ابي ليلى لَا إِنَّمَا حَدثنَا بِهِ أنس يَعْنِي لما يذكرهُ أَيْضا لَهُ عَن غير أنس مَا هُوَ لأنس

امام ابو داود نے امام احمد سے حماد بن سلمہ پر پوچھا احمد نے کہا کہ یہ ثابت سے روایت کرنے میں احادیث کو اِلٹ پلٹ کرتے پس کہتے انس نے کہا پھر کہتے نہیں ابن ابی لیلیٰ نے کہا – نہیں ایسا انس نے کہا

یعنی جو انس نے نہیں کہا ہوتا اس کو بھی انس کا قول بنا دیتے

طبقات ابن سعد کے مطابق اس روایت کے راوی ثابت البنانی دعا کرتے تھے

أَخْبَرَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ قَالَ: إِنْ كُنْتَ أَعْطَيْتَ أَحَدًا الصَّلاةَ فِي قَبْرِهِ فَأَعْطِنِي الصَّلاةَ فِي قَبْرِي

کہ اے اللہ اگر تو نے کسی کو قبر میں نماز کی اجازت دی تو مجھے بھی یہ دے

اگر موسی علیہ السلام قبر میں نماز پڑھتے ہوتے تو ثابت کہتے جس طرح موسی علیہ السلام کو

اجازت دی اسی طرح مجھے بھی دے لیکن وہ کہتے ہیں اگر کسی کو یہ چیز ملی[9]

- بخاری کی حدیث میں ہے کہ موسی اور آدم علیہما السلام کا تقدیر کے بارے میں کلام ہوا متقدمین شارحین نے اس کو عالم البرزخ میں بتایا ہے اگر موسی قبر میں ہیں تو آدم کی ان سے کیسے ملاقات ہو گئی

فرشتے جہنم میں لے گئے

صحیح احادیث جو بخاری و مسلم میں ہیں ان کے مطابق معراج میں صرف جنتوں کا سفر ہوا –
بعض دیگر کتب میں معراج کی رات جہنم دکھائے جانے پر چند روایات ہیں –

:

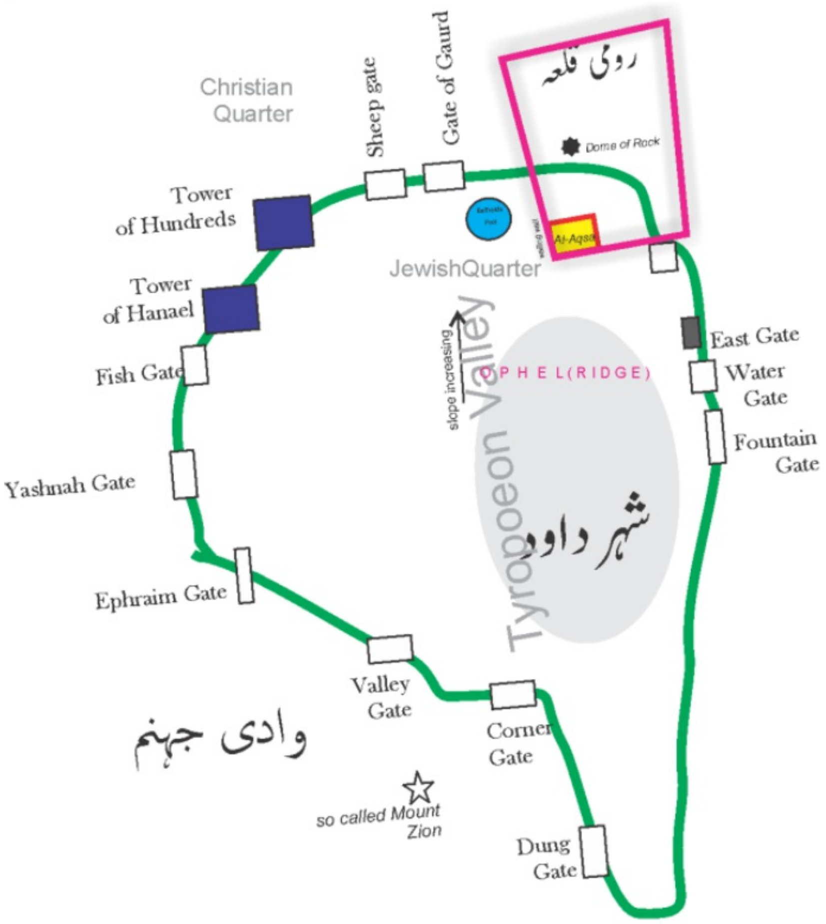

وادی جہنم یروشلم کے جنوب میں ہے جہاں کوہ صیحون ہے – نیچے مشرقی جانب میں وادی الربابۃ ہے

اہل سنت میں ایک روایت پیش کی جاتی ہے – صحیح ابن خزیمہ میں ہے

نَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْمُرَادِيُّ وَبَحْرُ بْنُ نَصْرٍ الْخَوْلَانِيُّ، قَالَا: ثَنَا بِشْرُ بْنُ بَكْرٍ، نَا ابْنُ جَابِرٍ، عَنْ سُلَيْمِ بْنِ عَامِرٍ أَبِي يَحْيَى الْكَلَاعِيِّ حَدَّثَنِي أَبُو أُمَامَةَ الْبَاهِلِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - يَقُولُ: "بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أَذْ أَتَانِي رَجُلَانِ، فَأَخَذَا بِضَبْعَيَّ، فَأَتَيَا بِي جَبَلًا وَعْرًا، فَقَالَا: اصْعَدْ. فَقُلْتُ: أَنِّي لَا أُطِيقُهُ. فَقَالَا: أَنَّا سَنُسَهِّلُهُ لَكَ. فَصَعِدْتُ حَتَّى أَذَا كُنْتُ فِي سَوَاءِ الْجَبَلِ أَذَا بِأَصْوَاتٍ شَدِيدَةٍ، قُلْتُ: مَا هَذِهِ الْأَصْوَاتُ؟ قَالُوا: هَذَا عُوَاءُ أَهْلِ النَّارِ. ثُمَّ انْطُلِقَ بِي فَأَذَا أَنَا بِقَوْمٍ مُعَلَّقِينَ بِعَرَاقِيبِهِمْ، مُشَقَّقَةٍ أَشْدَاقُهُمْ تَسِيلُ أَشْدَاقُهُمْ دَمًا، قَالَ: قُلْتُ: مَنْ هَؤُلَاءِ؟ قَالَ: هَؤُلَاءِ الَّذِينَ يُفْطِرُونَ قَبْلَ تَحِلَّةِ صَوْمِهِمْ. فَقَالَ: خَابَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى! " فَقَالَ سُلَيْمَانُ: مَا أَدْرِي أَسَمِعَهُ أَبُو أُمَامَةَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -، أَمْ شَيْءٌ مِنْ رَأْيِهِ،- "ثُمَّ انْطَلَقَ فَأَذَا بِقَوْمٍ أَشَدَّ شَيْءٍ انْتِفَاخًا، وَأَنْتَنِهِ رِيحًا، وَأَسْوَأِهِ مَنْظَرًا، فَقُلْتُ: مَنْ هَؤُلَاءِ؟ فَقَالَ: هَؤُلَاءِ قَتْلَى الْكُفَّارِ، ثُمَّ انْطَلَقَ بِي فَأَذَا بِقَوْمٍ أَشَدَّ انْتِفَاخًا وَأَنْتَنِهِ رِيحًا كَأَنَّ رِيحَهُمُ الْمَرَاحِيضُ. قُلْتُ: مَنْ هَؤُلَاءِ؟ قَالَ: هَؤُلَاءِ الزَّانُونَ وَالزَّوَانِي. ثُمَّ انْطَلَقَ بِي، فَأَذَا أَنَا بِنِسَاءٍ تَنْهَشُ ثُدِيَّهُنَّ الْحَيَّاتُ. قُلْتُ: مَا بَالُ هَؤُلَاءِ؟ قَالَ: هَؤُلَاءِ يَمْنَعْنَ أَوْلَادَهُنَّ أَلْبَانَهُنَّ. ثُمَّ انْطَلَقَ بِي فَأَذَا أَنَا بِغِلْمَانٍ يَلْعَبُونَ بَيْنَ نَهْرَيْنِ، قُلْتُ: مَنْ هَؤُلَاءِ؟ قَالَ: هَؤُلَاءِ ذَرَارِي الْمُؤْمِنِينَ، ثُمَّ شَرَفَ شَرَفًا فَأَذَا أَنَا بِنَفَرٍ ثَلَاثَةٍ يَشْرَبُونَ مِنْ خَمْرٍ لَهُمْ، قُلْتُ: مَنْ هَؤُلَاءِ؟ قَالَ: هَؤُلَاءِ جَعْفَرٌ، وَزَيْدٌ، وَابْنُ رَوَاحَةَ. ثُمَّ شَرَفَنِي شَرَفًا آخَرَ، فَأَذَا أَنَا بِنَفَرٍ ثَلَاثَةٍ، قُلْتُ: مَنْ هَؤُلَاءِ: قَالَ: هَذَا أَبْرَاهِيمُ، وَمُوسَى، وَعِيسَى، وَهُمْ يَنْظُرُونِي". هَذَا حَدِيثُ الرَّبِيعِ.

ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب میں سو رہا تھا کہ میرے پاس دو لوگ آئے، انہوں نے میرے بازوؤں سے مجھے پکڑا اور ایک پہاڑ پر لے آئے۔ کہنے لگے: اس پر چڑھئے، میں نے کہا: مجھ میں اتنی طاقت نہیں۔ انہوں نے کہا: ہم آپ کی مدد کرتے ہیں۔ میں اوپر چڑھ گیا اور پہاڑ کی چوٹی پر پہنچ گیا۔ اچانک میں نے شدید چیخ و پکار سنی، میں نے کہا: یہ کیسی آوازیں ہیں؟ انہوں نے کہا: یہ جہنمیوں کی لہ و بکا ہے، پھر وہ مجھے لے کر چل پڑے، میرے سامنے کچھ لوگ تھے جو الٹے لٹکے ہوئے تھے، ان کی باچھیں چیری ہوئی تھیں، ان کی باچھوں سے خون بہہ رہا تھا۔ میں نے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟انہوں

نے کہا : یہ روزے کا وقت ہونے سے پہلے ہی روزہ افطار کر لیا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا: یہود ونصاریٰ ہلاک ہو گئے۔ سلیمان نے کہا: مجھے نہیں معلوم کہ یہ جملہ ابو امامہ نے آپ سے سنا ہے یا ان کی اپنی رائے ہے۔ پھر وہ (مجھے) لے کر ایسی قوم کے پاس گئے جن کے پیٹ پھولے ہوئے تھے، انتہائی بدبو اٹھ رہی تھی اور سیاہ ہو چکے تھے۔ میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا: یہ کفار کے مقتولین ہیں، پھر وہ مجھے لے کر ایسی قوم کے پاس گئے، جو پھولے ہوئے تھے ، گویا ان کی بدبو پاخانے کی طرح تھی، میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ اس نے کہا کہ زانی مرد اور عورتیں ہیں۔ پھر مجھے لے کر ایسی عورتوں کے پاس گئے جن کے پستانوں کو سانپ ڈس رہے تھے۔ میں نے پوچھا : ان کا کیا معاملہ ہے؟ اس نے کہا : یہ وہ عورتیں ہیں جو اپنے بچوں کو دودھ نہیں پلاتی تھیں۔ پھر مجھے لے کر ایسے بچوں کے پاس گئے جو دو نہروں کے درمیان کھیل رہے تھے ، میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا: یہ مومنین کی (بچپن میں فوت ہوجانے والی) اولاد ہیں۔ پھر مجھے ایک اونچی جگہ لے گئے۔ میں نے تین لدمیوں کی ٹولی دیکھی جو شراب سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ میں نے پوچھا : یہ کون لوگ ہیں؟ اس نے کہا: جعفر، زیداور ابنِ رواحہ رضی اللہ عنہم ہیں پھر مجھے ایک دوسرے ٹیلے پر لے گئے۔ میں نے تین لدمی دیکھے، میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ اس نے کہا: یہ ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام ہیں جو آپ کے منتظر ہیں۔

اس روایت میں سُلَيْمِ بْنِ عَامِرٍ أَبِي يَحْيَى الْكَلَاعِي کا تفرد ہے۔ متن کو صدی بن عجلان ابو إمامة الباہلی المتوفی ۸۶ ہجری سے روایت کیا گیا ہے - صحیح ابن خزیمہ ، مسند الشامیین از طبرانی، صحیح ابن حبان، مستدرک حاکم میں اس کی سند ہے

عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ عَنْ سُلَيْمِ بْنِ عَامِرٍ أَبِي يَحْيَى الْكَلَاعِي حَدَّثَنِي أَبُو أُمَامَةَ الْبَاهِلِيُّ

المعجم الکبیر از طبرانی و صحیح ابن خزیمہ میں ہے

ثُمَّ انْطَلَقَ بِي حَتَّى أَشْرَفْتُ عَلَى ثَلَاثَةِ نَفَرٍ يَشْرَبُونَ مِنْ خَمْرٍ لَهُمْ، قُلْتُ: مَنْ هَؤُلَاءِ؟ قَالَ: هَذَا زَيْدٌ، وَجَعْفَرٌ، وَابْنُ

رَوَاحَةَ.

پھر مجھے لے کرچلے یہاں تک کہ میں تین پر سے گزرا جو شراب پی رہے تھے – میں نے کہا یہ تین کون ہیں ؟ فرمایا زید اور جعفر اور عبد اللہ بن رواحہ

روایت کے الفاظ سے پتا چلتا ہے کہ یہ یروشلم کی بات ہے جب معراج ہوئی

اول اس میں پہاڑ کا ذکر ہے اور عذاب کا ذکر ہے جو یہود کے مطابق وادی جہنم میں جہنم کا دروزہ ہے

یہود کا قول ہے کہ جہنم زمین میں ہے اور اس کا ایک دروازہ ارض مقدس میں ہے

The statement that Gehenna is situated in the valley of Hinnom near Jerusalem, in the "accursed valley" (Enoch, xxvii. 1 et seq.), means simply that it has a gate there. It was in Zion, and had a gate in Jerusalem (Isa. xxxi. 9). It had three gates, one in the wilderness, one in the sea, and one in Jerusalem (ʿEr. 19a).

Jewish Encyclopedia, GEHENNA

http://www.jewishencyclopedia.com/articles/6558-gehenna

یہ عبارت کہ جہنم ہنوم کی وادی میں یروشلم کے پاس ہے ، پھٹکار کی وادی میں (انوخ ۲۷ ، ۱) کا سادہ مطلب ہے کہ وہاں اس (جہنم) کا دروازہ ہے- یہ (جہنم) صیہون (بیت المقدس کا ایک پہاڑ) میں تھی اور دروازہ یروشلم میں تھا (یسیاہ باب ۳۱: 9) . اس کے تین دروازے (کھلتے) تھے ایک صحرا میں، ایک سمندر میں، ایک یروشلم میں

دوم اس روایت میں ہے کہ تین انبیاء وہاں پہنچ بھی گئے تھے جو ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام تھے اور یہ تینوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کر رہے تھے –

روایت میں مسائل ہیں -یہ روایت متنا معلول ہے

اول : جن اصحاب رسول کا ذکر ہے ان میں عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی شہادت واقعہ معراج کے بہت بعد جنگ موتہ میں مدنی دور میں ہوئی اور کسی روایت میں نہیں کہ ان کی پیشگی شہادت کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہو چکا تھا بلکہ جس حدیث میں شہادت کا منظر دکھائے جانے کا ذکر ہے اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ کا منظر دیکھ کر رو رہے تھے

دوم : روایت میں ہے بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ إِذْ أَتَانِي رَجُلَانِ میں سویا ہوا تھا کہ دو شخص آئے - اس کا مطلب ہے کہ یہ خواب کا معاملہ ہے جبکہ معراج جسمانی تھی خواب نہ تھا – انہی الفاظ سے حدیث سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ ہے جو صحیح بخاری میں ہے اور آخری دور نبوی کی خبر ہے – اس میں ان عذابات کو خواب میں دکھایا گیا ہے

متن غیر واضح ہے کہ یہ خبر خواب کی ہے یا واقعہ معراج جسمانی کی ہے – دوم عذاب پہاڑ پر ہے تو یہ حقیقی جہنم بھی ممکن ہے سورہ مدثر میں ہے

سَأُرْهِقُهُ صَعُودًا

ہم اس کو صَعُود پر چڑھائیں گے

البتہ یہ معلوم ہے کہ جہنم اس زمین پر نہیں ہے کیونکہ اس کی وسعت زمین سے بڑھ کر متعدد احادیث میں بیان ہوئی ہے

صحیحین کی روایات میں صرف جنت دیکھنے کا ذکر ہے – چند روایات میں معراج پر جہنم میں جانے کا ذکر ہے جن کا درجہ صحیح تک نہیں جاتا البتہ کتاب واقعہ معراج از صلاح الدین یوسف میں ان کو صحیح سمجھ کر درج کر دیا گیا ہے مثلا سنن ابو داود میں ہے

حدَّثنا محمَّد بنُ المصفى، حدَّثنا بقيةُ وابو المغيرة، قالا: حدَّثنا صفوانُ، حدثني راشدُ بنُ سعدٍ وعبدُ الرحمن بنُ جبير عن انسِ بنِ مالك، قال: قال رسولُ الله -صلى الله عليه وسلم-: "لما عُرج بي مررتُ بقوم لهم اظفارٌ من نُحاسٍ يخمُشونَ بها (1) وجوهَهُم وصدُورَهُم، فقلت: مَن هؤلاء يا جبريلُ؟ قال: هؤلاء الذين ياكلُون لحومَ الناس، ويقعونَ في اعراضِهم

''معراج کے موقع پر میرا گزر ایسے لوگوں کے پاس سے ہوا جن کے ناخن پیتل کے تھے، وہ اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے، میں نے پوچھا: ''جبریل! یہ کون لوگ ہیں''؟ جبریل علیہ السلام نے کہا: یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھایا کرتے تھے اور ان کی بے عزتی کرتے تھے۔'' (1)

اس کی سند حسن ہے - صفوان بن عمرو بن ہرم کا درجہ اعتبار والا ہے

قال الدارقطني: يُعتبر به

یعنی اس کی حدیث لکھ لو حتی کہ کوئی اور صحیح طرق ملے

کتاب الزہد از ابن مبارک میں ہے

أَخْبَرَكُمْ أَبُو عُمَرَ بْنُ حَيَوَيْهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " رَأَيْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي رِجَالًا تُقْرَضُ شِفَاهُهُمْ بِمَقَارِيضَ مِنْ نَارٍ، قُلْتُ: مَنْ هَؤُلَاءِ يَا جِبْرَئِيلُ ؟ قَالَ: خُطَبَاءُ أُمَّتِكَ الَّذِينَ يَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَيَنْسَوْنَ أَنْفُسَهُمْ، وَهُمْ يَتْلُونَ الْكِتَابَ أَفَلَا يَعْقِلُونَ

’’میں نے معراج کی رات کچھ لوگوں کو دیکھا کہ ان کے منہ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جارہے ہیں۔ میں نے پوچھا، جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ جبریل علیہ السلام نے کہا: یہ آپ کی امت کے وہ خطیب لوگ ہیں جو لوگوں کو تو بھلائیوں کا حکم دیتے ہیں اور خود ان پر عمل نہیں کرتے، حالانکہ وہ کتاب بھی پڑھتے ہیں، پس وہ نہیں سمجھتے؟‘‘[1]

سند عَلِيّ بْنِ زَيْدِ بْنِ جُدْعَانَ کی وجہ سے ضعیف ہے

مسند ابو یعلی ۴۰۶۹ میں ہے

حَدَّثَنَا أَسْحَاقُ بْنُ أَبِي أَسْرَائِيلَ، حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: «لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي رَأَيْتُ قَوْمًا تُقْرَضُ أَلْسِنَتُهُمْ بِمَقَارِضَ مِنْ نَارٍ»، أَوْ قَالَ: " مِنْ حَدِيدٍ، قُلْتُ: مَنْ هَؤُلَاءِ يَا جِبْرِيلُ؟ قَالَ: خُطَبَاءُ مِنْ أُمَّتِكَ

اس میں مُعْتَمِرٌ کے باپ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيّ ہیں اور ان کا اس متن کو انس سے روایت کرنے میں تفرد ہے اور سلیمان التیمی مشہور بالتدلیس ہیں اس کی تمام اسناد میں ان کا عنعنہ ہے

بیہقی کی شعب الایمان 4612 میں ہے

وَأَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ الْفَقِيهُ، أنا أَبُو طَاهِرٍ الْمُحَمَّدُ آبَادِي، نا الْبُوشنْجِيُّ يَعْنِي أَبَا عَبْدِ اللهِ، نا النَّضْرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْمِنْهَالِ، نا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ أَبِي عَبْدِ اللهِ، عَنِ الْمُغِيرَةِ، خَتَنِ مَالِكِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " أَتَيْتُ عَلَى سَمَاءِ الدُّنْيَا لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي، فَأذَا فِيهَا رِجَالٌ تُقْطَعُ أَلْسِنَتُهُمْ وَشِفَاهُهُمْ بِمَقَارِضَ مِنْ نارٍ، فَقُلْتُ: يَا جِبْرِيلُ مَنْ هَؤُلَاءِ؟ قَالَ: خُطَبَاءُ أُمَّتِكَ

اسی طرح سے صحیح ابن حبان میں ہے

أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ سُفْيَانَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمِنْهَالِ الضَّرِيرُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ الدَّسْتُوَائِيُّ حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ خَتَنُ مَالِكِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وسلم: "رَأَيْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي رِجَالًا تُقْرَضُ شِفَاهُهُمْ بِمَقَارِضَ مِنْ نَارٍ فَقُلْتُ مَنْ هَؤُلَاءِ يَا جِبْرِيلُ فَقَالَ الْخُطَبَاءُ مِنْ أُمَّتِكَ يَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَيَنْسَوْنَ أَنْفُسَهُمْ وَهُمْ يَتْلُونَ الْكِتَابَ أَفَلَا يعقلون

سند میں مُغيرة بْن حَبِيب خَتَنِ مالک بْن دِينار ہے جس پر محدث الأزدی کا حکم ہے کہ یہ منکر

الحدیث ہے

مسند احمد میں ہے کہ بیت المقدس میں جہنم کو دیکھا

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَسَمِعْتُهُ أَنَا مِنْهُ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ قَابُوسَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: " لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِنَبِيِّ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، دَخَلَ الْجَنَّةَ، فَسَمِعَ مِنْ جَانِبِهَا وَجْسًا، قَالَ: يَا جِبْرِيلُ مَا هَذَا؟ قَالَ: هَذَا بِلَالٌ [ص:167] الْمُؤَذِّنُ "، فَقَالَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ جَاءَ إِلَى النَّاسِ: «قَدْ أَفْلَحَ بِلَالٌ، رَأَيْتُ لَهُ كَذَا وَكَذَا،» قَالَ: " فَلَقِيَهُ مُوسَى صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَحَّبَ بِهِ، وَقَالَ: مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الْأُمِّيِّ، فَقَالَ: وَهُوَ رَجُلٌ آدَمُ طَوِيلٌ، سَبِطٌ شَعَرُهُ مَعَ أُذُنَيْهِ، أَوْ فَوْقَهُمَا فَقَالَ: مَنْ هَذَا يَا جِبْرِيلُ؟ قَالَ: هَذَا مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ، قَالَ: فَمَضَى فَلَقِيَهُ عِيسَى، فَرَحَّبَ بِهِ، وَقَالَ: مَنْ هَذَا يَا جِبْرِيلُ؟ قَالَ: هَذَا عِيسَى قَالَ: فَمَضَى فَلَقِيَهُ شَيْخٌ جَلِيلٌ مَهِيبٌ فَرَحَّبَ بِهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ وَكُلُّهُمْ يُسَلِّمُ عَلَيْهِ، قَالَ: مَنْ هَذَا يَا جِبْرِيلُ؟ قَالَ: هَذَا أَبُوكَ إِبْرَاهِيمُ، قَالَ: فَنَظَرَ فِي النَّارِ فَإِذَا قَوْمٌ يَأْكُلُونَ الْجِيَفَ، قَالَ: مَنْ هَؤُلَاءِ يَا جِبْرِيلُ؟ قَالَ: هَؤُلَاءِ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ لُحُومَ النَّاسِ، وَرَأَى رَجُلًا أَحْمَرَ أَزْرَقَ جَعْدًا شَعِثًا إِذَا رَأَيْتَهُ قَالَ: مَنْ هَذَا يَا جِبْرِيلُ؟

ایک جھلک دیکھی تو اس میں آپ نے اس قاتل کا بھی مشاہدہ کیا۔ آپ نے ایک سرخ رنگ، نیلگوں آنکھوں والا، گھونگریالے بالوں والا، پراگندہ حال شخص دیکھا۔ آپ نے پوچھا: ''جبریل! یہ کون شخص ہے؟'' جبریل علیہ السلام نے کہا: ''یہ اونٹنی کا قاتل ہے۔''[2]

سند

میں قَابُوسِ بْنِ إِلي ظَبْيَانَ ضعیف ہے

صحیح مسلم میں ہے کہ مالک فرشتہ جہنم سے ملاقات ہوئی سند ہے

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ، قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الْعَالِيَةِ، يَقُولُ: حَدَّثَنِي ابْنُ عَمِّ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَعْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ، قَالَ: ذَكَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ أُسْرِيَ بِهِ، فَقَالَ: «مُوسَى آدَمُ، طُوَالٌ، كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوءَةَ»، وَقَالَ: «عِيسَى جَعْدٌ مَرْبُوعٌ»، وَذَكَرَ مَالِكًا خَازِنَ جَهَنَّمَ، وَذَكَرَ الدَّجَّالَ

سند ابو العالیہ کی وجہ سے ضعیف ہے – امام شافعی نے اس کی روایت کو ریح قرار دیا ہے اور یہ قصہ غرانیق کی تہمت رسول اللہ پر لگاتا تھا – صحیح بخاری میں اسی سند سے ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، ح وقَالَ لِي خَلِيفَةُ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي العَالِيَةِ، حَدَّثَنَا ابْنُ عَمِّ نَبِيِّكُمْ يَعْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ قَالَ: " رَأَيْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي مُوسَى رَجُلًا آدَمَ طُوَالًا جَعْدًا، كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوءَةَ، وَرَأَيْتُ عِيسَى رَجُلًا مَرْبُوعًا، مَرْبُوعَ الخَلْقِ إِلَى الحُمْرَةِ وَالبَيَاضِ، سَبِطَ الرَّأْسِ، وَرَأَيْتُ مَالِكًا خَازِنَ النَّارِ، وَالدَّجَّالَ فِي آيَاتٍ أَرَاهُنَّ اللَّهُ إِيَّاهُ: {فَلَا تَكُنْ فِي مِرْيَةٍ مِنْ لِقَائِهِ} [السجدة: 23]، قَالَ أَنَسٌ، وَأَبُو بَكْرَةَ: عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «تَحْرُسُ المَلَائِكَةُ المَدِينَةَ مِنَ الدَّجَّالِ»

صحیح حدیث سَمُرَةُ بْنُ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سے مروی ہے کہ خواب میں خازن جہنم کو دیکھا

صحیح مسلم میں ہے کہ بیت المقدس میں ہی داروغہ جہنم مالک پہنچے ہوئے تھے لہذا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بیت المقدس میں سلام کیا

هَذَا مَالِكٌ صَاحِبُ النَّارِ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ , فَالْتَفَتُّ إِلَيْهِ , فَبَدَأَنِي بِالسَّلَامِ

راقم اس امامت انبیاء والی روایت کو منکر قرار دیتا

مستخرج ابو عوانہ میں اس کی اسناد جمع کی گئیں ہیں

اسِمِ بْنُ أَحْمَدَ نَا مُطَّلِبُ بْنُ شُعَيْبٍ ثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ صَالِحٍ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ الْمَاجِشُونُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْفَضْلِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَا نَا أَبُو يَعْلَى نَا أَبُو خَيْثَمَةَ ثَنَا حُجَيْنُ بْنُ الْمُثَنَّى نَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْفَضْلِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ حُبَيْشٍ ثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا ثَنَا مُحَمَّدٌ ابْنُ الْمُثَنَّى نَا أَبُو دَاوُدَ ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْفَضْلِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

ان سندوں میں ثقہ ہیں لیکن ثقہ غلطی بھی کر دیتا ہے

اہل تشیع کی روایات

الأمالی – از الصدوق – ص 534 – 538 کی روایت ہے

حدثنا الحسن بن محمد بن سعيد الهاشمي ، قال : حدثنا فرات بن إبراهيم بن فرات الكوفي ، قال : حدثنا محمد بن أحمد بن علي الهمداني ، قال : حدثنا الحسن بن علي الشامي ، عن أبيه ، قال : حدثنا أبو جرير ، قال : حدثنا عطاء الخراساني ، رفعه ، عن عبد الرحمن بن غنم ، ..... ثم مضى حتى إذا كان بالجبل الشرقي من بيت

المقدس ، وجد ريحا حارة ، وسمع صوتا قال : ما هذه الريح يا جبرئيل التي أجدها ، وهذا الصوت الذي أسمع ؟ قال : هذه جهنم ، فقال النبي (صلى الله عليه وآله) : أعوذ بالله من جهنم . ثم وجد ريحا عن يمينه طيبة ، وسمع صوتا ، فقال : ما هذه الريح التي أجدها ، وهذا الصوت الذي أسمع ؟ قال : هذه الجنة . فقال : أسأل الله الجنة . قال : ثم مضى حتى انتهى إلى باب مدينة بيت المقدس ، وفيها هرقل ، وكانت أبواب المدينة تغلق كل ليلة ، ويؤتى بالمفاتيح وتوضع عند رأسه ، فلما كانت تلك الليلة امتنع الباب أن ينغلق فأخبروه ، فقال : ضاعفوا عليها من الحرس . قال : فجاء رسول الله (صلى الله عليه وآله) فدخل بيت المقدس ، فجاء جبرئيل عليه السلام إلى الصخرة فرفعها ، فأخرج من تحتها ثلاثة أقداح : قدحا من لبن ، وقدحا من عسل ، وقدحا من خمر ، فناوله قدح اللبن فشرب ، ثم ناوله قدح العسل فشرب ، ثم ناوله قدح الخمر ، فقال : قد رويت يا جبرئيل . قال : أما إنك لو شربته ضلت أمتك وتفرقت عنك . قال : ثم أم رسول الله (صلى الله عليه وآله) في مسجد بيت المقدس بسبعين نبيا . قال : وهبط مع جبرئيل (عليه السلام) ملك لم يطأ الأرض قط ، معه مفاتيح خزائن الأرض ، فقال : يا محمد ، إن ربك يقرئك السلام ويقول : هذه مفاتيح خزائن الأرض ، فإن شئت فكن نبيا عبدا ، وإن شئت فكن نبيا ملكا . فأشار إليه جبرئيل (عليه السلام) أن تواضع يا محمد . فقال : بل أكون نبيا عبدا . ثم صعد إلى السماء ، فلما انتهى إلى باب السماء استفتح جبرئيل (عليه السلام) ، ‹ صفحة 536 › فقالوا : من هذا ؟ قال : محمد . قالوا : نعم المجئ جاء فدخل فما مر على ملا من الملائكة إلا سلموا عليه ودعوا له ، وشيعه مقربوها ، فمر على شيخ قاعد تحت شجرة وحوله أطفال ، فقال رسول الله (صلى الله عليه وآله) : من هذا الشيخ يا جبرئيل ؟ قال : هذا أبوك إبراهيم . قال : فما هؤلاء الأطفال حوله ؟ قال : هؤلاء أطفال المؤمنين حوله يغذوهم

عبد الرحمٰن بن غنم سے مروی ہے کہ جبریل آئے اور نبی کو بیت المقدس لے کر گئے یہاں تک کہ بیت المقدس کے ایک مشرقی پہاڑ پر سے گزرے جہاں کی ہوا گرم تھی اور آواز سنی رسول اللہ نے پوچھا جبریل ! یہ کیسی بو ہے جو آئی اور جو آواز سنی؟ جبریل نے کہا یہ جہنم ہے – رسول اللہ صلی اللہ علیہ و الہ نے فرمایا اس سے اللہ کی پناہ – پھر ایک خوشبو آئی اور آواز آئی پوچھا یہ کیا ہے ؟ جبریل نے کہا یہ جنت ہے – آپ صلی اللہ علیہ و الہ نے فرمایا میں اللہ سے جنت کا سوال کرتا ہوں – پھر چلے یہاں تک کہ بیت المقدس کے شہر کے دروازے تک پہنچے اور وہاں ہرقل تھا اور شہر کے دروازے تمام رات کو بند رہتے- ... پس رسول اللہ بیت المقدس میں داخل ہوئے اور جبریل صخرہ تک آئے اس کو اٹھایا اور اس کے نیچے سے تین قدح نکالے – ایک قدح دودھ کا تھا ایک شہد کا ایک شراب کا – پس رسول اللہ نے دودھ پسند کیا اور پیا – پس کہا کہ جبریل بیان کرو- انہوں نے کہا اگر آپ اس شراب سے پی لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی اور

اس میں تفرقہ ہوتا – پھر رسول اللہ نے ستر انبیاء کی امامت کی اور کہا جبریل کے ساتھ اترا ایک فرشتہ جو اس سے پہلے زمین پر نہیں آیا تھا ..... پھر آپ آسمان پر پہنچے اور ایک شیخ پر سے گزرے جن کے ساتھ بچے تھے پوچھا یہ کون شیخ ہیں ؟ کہا گیا ابراہیم آپ کے باپ – رسول اللہ نے فرمایا اور ان کے ارد گرد یہ بچے ؟ جبریل نے کہا یہ مومنوں کی اولاد ہیں

اہل تشیع و اہل سنت میں اس طرح بعض راوی بیان کر رہے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جہنم کو زمین پر یروشلم میں کسی پہاڑ پر ہی پا لیا تھا – یہود کہتے ہیں کہ جہنم یروشلم میں وادی جہنم میں ہے – اہل کتاب کے محققین میں سے بعض کا کہنا ہے کہ وادی جہنم مشرق تک میں ہے جس کو اب وادی الربابة بھی کہا جاتا ہے[10] اہل اہل تشیع کی روایت سے مطابقت رکھتا ہے کہ جہنم کا یہ حصہ مشرق یروشلم میں تھا – شیعوں کے مطابق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عذابات جس پہاڑ پر دکھائے گیے وہ یروشلم کے مشرق میں تھا – اس پہاڑ پر آجکل فلسطینی آباد ہیں

https://www.aljazeera.net/news/alquds/2017/3/16/وادی-الربابة-حی-مقدسی-یغزوه-الاحتلال-ویلاحق-سکانه

فرشتے مدینہ ، کوہ طور ، بیت لحم لے گئے

سنن نسائی ۴۵۰ یا ۴۵۱ میں ہے نبی نے مدینہ ، طور پہاڑ ، بیت لحم میں نماز پڑھی

أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مَخْلَدٌ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي مَالِكٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " أُتِيتُ بِدَابَّةٍ فَوْقَ الْحِمَارِ وَدُونَ الْبَغْلِ خَطْوُهَا عِنْدَ مُنْتَهَى طَرْفِهَا، فَرَكِبْتُ وَمَعِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَسِرْتُ فَقَالَ: انْزِلْ فَصَلِّ فَفَعَلْتُ. فَقَالَ: أَتَدْرِي أَيْنَ صَلَّيْتَ؟ صَلَّيْتَ بِطَيْبَةَ وَأَلَيْهَا الْمُهَاجِرُ، ثُمَّ قَالَ: انْزِلْ فَصَلِّ فَصَلَّيْتُ، فَقَالَ: أَتَدْرِي أَيْنَ صَلَّيْتَ؟ صَلَّيْتَ بِطُورِ سَيْنَاءَ حَيْثُ كَلَّمَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ، ثُمَّ قَالَ: انْزِلْ فَصَلِّ فَنَزَلْتُ فَصَلَّيْتُ. فَقَالَ: أَتَدْرِي أَيْنَ صَلَّيْتَ؟ صَلَّيْتَ بِبَيْتِ لَحْمٍ حَيْثُ وُلِدَ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ. ثُمَّ دَخَلْتُ بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَجُمِعَ لِيَ الْأَنْبِيَاءُ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ , فَقَدَّمَنِي جِبْرِيلُ حَتَّى أَمَمْتُهُمْ، ثُمَّ صُعِدَ بِي أَلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا , فَأَذَا فِيهَا آدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، ثُمَّ صُعِدَ بِي أَلَى السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ , فَأَذَا فِيهَا ابْنَا الْخَالَةِ عِيسَى وَيَحْيَى عَلَيْهِمَا السَّلَامُ، ثُمَّ صُعِدَ بِي أَلَى السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ فَأَذَا فِيهَا يُوسُفُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، ثُمَّ صُعِدَ بِي أَلَى السَّمَاءِ الرَّابِعَةِ , فَأَذَا فِيهَا هَارُونُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، ثُمَّ صُعِدَ بِي أَلَى السَّمَاءِ الْخَامِسَةِ فَأَذَا فِيهَا أَدْرِيسُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، ثُمَّ صُعِدَ بِي أَلَى السَّمَاءِ السَّادِسَةِ فَأَذَا فِيهَا مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ، ثُمَّ صُعِدَ بِي أَلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ , فَأَذَا فِيهَا أَبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ. ثُمَّ صُعِدَ بِي فَوْقَ سَبْعِ سَمَاوَاتٍ فَأَتَيْنَا سِدْرَةَ الْمُنْتَهَى، فَغَشِيَتْنِي ضَبَابَةٌ , فَخَرَرْتُ سَاجِدًا , فَقِيلَ لِي: أَنِّي يَوْمَ خَلَقْتُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فَرَضْتُ عَلَيْكَ وَعَلَى أُمَّتِكَ خَمْسِينَ صَلَاةً، فَقُمْ بِهَا أَنْتَ وَأُمَّتُكَ، فَرَجَعْتُ أَلَى أَبْرَاهِيمَ فَلَمْ يَسْأَلْنِي عَنْ شَيْءٍ، ثُمَّ أَتَيْتُ عَلَى مُوسَى فَقَالَ: كَمْ فَرَضَ اللَّهُ عَلَيْكَ وَعَلَى أُمَّتِكَ؟ قُلْتُ: خَمْسِينَ صَلَاةً , قَالَ: فَأَنَّكَ لَا تَسْتَطِيعُ أَنْ تَقُومَ بِهَا أَنْتَ وَلَا أُمَّتُكَ , فَارْجِعْ أَلَى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيفَ، فَرَجَعْتُ أَلَى رَبِّي فَخَفَّفَ عَنِّي عَشْرًا، ثُمَّ أَتَيْتُ مُوسَى فَأَمَرَنِي بِالرُّجُوعِ فَرَجَعْتُ فَخَفَّفَ عَنِّي عَشْرًا، ثُمَّ رُدَّتْ أَلَى خَمْسِ صَلَوَاتٍ. قَالَ: فَارْجِعْ أَلَى رَبِّكَ , فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيفَ؛ فَأَنَّهُ فَرَضَ عَلَى بَنِي أَسْرَائِيلَ صَلَاتَيْنِ , فَمَا قَامُوا بِهِمَا. فَرَجَعْتُ أَلَى رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ , فَسَأَلْتُهُ التَّخْفِيفَ , فَقَالَ: أَنِّي يَوْمَ خَلَقْتُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فَرَضْتُ عَلَيْكَ وَعَلَى أُمَّتِكَ خَمْسِينَ صَلَاةً فَخَمْسٌ بِخَمْسِينَ، فَقُمْ بِهَا أَنْتَ وَأُمَّتُكَ. فَعَرَفْتُ أَنَّهَا مِنَ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى صِرَّى، فَرَجَعْتُ أَلَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ

فَقَالَ: ارْجِعْ فَعَرَفْتُ أَنَّهَا مِنَ اللَّهِ صِرَّى - أَيْ: حَتْمٌ - فَلَمْ أَرْجِعْ "

یزید بن ابي مالک کہتے ہیں کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میرے پاس گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا ایک جانور لایا گیا، اس کا قدم وہاں پڑتا تھا جہاں تک اس کی نگاہ پہنچتی تھی، تو میں سوار ہو گیا، اور میرے ہمراہ جبرائیل علیہ السلام تھے، میں چلا، پھر جبرائیل نے کہا: اتر کر نماز پڑھ لیجئیے، چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا، انھوں نے پوچھا: کیا آپ جانتے ہیں کہ آپ نے کہاں نماز پڑھی ہے؟ آپ نے طیبہ میں نماز پڑھی ہے، اور اسی کی طرف ہجرت ہو گی، پھر انھوں نے کہا: اتر کر نماز پڑھئے، تو میں نے نماز پڑھی، انھوں نے کہا: کیا جانتے ہیں کہ آپ نے کہاں نماز پڑھی ہے؟ آپ نے طور سینا پر نماز پڑھی ہے، جہاں اللہ عزوجل نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا تھا، پھر کہا: اتر کر نماز پڑھئے، میں نے اتر کر نماز پڑھی، انھوں نے پوچھا: کیا آپ جانتے ہیں کہ آپ نے کہاں نماز پڑھی ہے؟ آپ نے بیت اللحم میں نماز پڑھی ہے، جہاں عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش ہوئی تھی، پھر میں بیت المقدس میں داخل ہوا، تو وہاں میرے لیے انبیاء علیہم السلام کو اکٹھا کیا گیا، جبرائیل نے مجھے آگے بڑھایا یہاں تک کہ میں نے ان کی امامت کی، پھر مجھے لے کر جبرائیل آسمان دنیا پر چڑھے، تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہاں آدم علیہ السلام موجود ہیں، پھر وہ مجھے لے کر دوسرے آسمان پر چڑھے، تو دیکھتا ہوں کہ وہاں دونوں خالہ زاد بھائی عیسیٰ اور یحییٰ علیہما السلام موجود ہیں، پھر تیسرے آسمان پر چڑھے، تو دیکھتا ہوں کہ وہاں یوسف علیہ السلام موجود ہیں، پھر چوتھے آسمان پر چڑھے تو وہاں ہارون علیہ السلام ملے، پھر پانچویں آسمان پر چڑھے تو وہاں ادریس علیہ السلام موجود تھے، پھر چھٹے آسمان پر چڑھے وہاں موسیٰ علیہ السلام ملے، پھر ساتویں آسمان پر چڑھے وہاں ابراہیم علیہ السلام ملے، پھر ساتویں آسمان کے اوپر چڑھے اور ہم سدرۃ المنتہیٰ تک آئے، وہاں مجھے بدلی نے ڈھانپ لیا، اور میں سجدے میں گر پڑا، تو مجھ سے کہا گیا: جس دن میں نے زمین و آسمان کی تخلیق کی تم پر اور تمہاری امت پر میں نے پچاس نمازیں فرض کیں، تو تم اور تمہاری امت انہیں ادا کرو، پھر میں لوٹ کر ابراہیم علیہ السلام کے پاس آیا، تو انھوں نے مجھ سے کچھ نہیں پوچھا، میں پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا، تو انھوں نے پوچھا: تم پر اور

تمہاری امت پر کتنی (نمازیں) فرض کی گئیں؟ میں نے کہا: پچاس نمازیں، تو انہوں نے کہا: نہ آپ اسے انجام دے سکیں گے اور نہ ہی آپ کی امت، تو اپنے رب کے پاس واپس جایئے اور اس سے تخفیف کی درخواست کیجئے، چنانچہ میں اپنے رب کے پاس واپس گیا، تو اس نے دس نمازیں تخفیف کر دیں، پھر میں موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس آیا، تو انہوں نے مجھے پھر واپس جانے کا حکم دیا، چنانچہ میں پھر واپس گیا تو اس نے (پھر) دس نمازیں تخفیف کر دیں، میں پھر موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس آیا انہوں نے مجھے پھر واپس جانے کا حکم دیا، چنانچہ میں واپس گیا، تو اس نے مجھ سے دس نمازیں تخفیف کر دیں، پھر (باربار درخواست کرنے سے) پانچ نمازیں کر دی گئیں، (اس پر بھی) موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا: اپنے رب کے حضور واپس جایئے اور تخفیف کی گزارش کیجئے، اس لیے کہ بنی اسرائیل پر دو نمازیں فرض کی گئیں تھیں، تو وہ اسے ادا نہیں کر سکے، چنانچہ میں اپنے رب کے حضور واپس آیا، اور میں نے اس سے تخفیف کی گزارش کی، تو اس نے فرمایا: جس دن میں نے زمین و آسمان پیدا کیا، اسی دن میں نے تم پر اور تمہاری امت پر پچاس نمازیں فرض کیں، تو اب یہ پانچ پچاس کے برابر ہیں، انہیں تم ادا کرو، اور تمہاری امت (بھی)، تو میں نے جان لیا کہ یہ اللہ عزوجل کا قطعی حکم ہے، چنانچہ میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس واپس آیا، تو انہوں نے کہا: پھر جایئے، لیکن میں نے جان لیا تھا کہ یہ اللہ کا قطعی یعنی حتمی فیصلہ ہے، چنانچہ میں پھر واپس نہیں گیا

تخریج رواہ النسائی فی "سننہ" (450) من طریق مَخْلَدِ بْنِ یَزِیدَ الْحَرَّانِی، عَنْ سعید بن عبد العزیز، عَنْ یَزِیدَ بْنِ أَبِی مَالِكٍ، عن أنس ... فذکر حدیث الإسراء بطولہ، وفیہ: «فأتینا سدرة المنتهى، فغشیتنی ضبابة، فخررت ساجدًا ... »، الحدیث. وبنحوہ إخرجہ الطبرانی فی "مسند الشامیین" (341و 1614) من طریق عبد اللہ بن صالح ویحیٰ بن صالح الوُحاظی، وإبو الشیخ فی "العظمة" (567) من طریق مروان بن محمد، جمیعهم عن سعید بن عبد العزیز، بہ. ومن طریق الطبرانی إخرجہ ابن عساکر فی "تاریخ دمشق" (65/281-282)

حکم : البانی نے اس کو منکر قرار دیا ہے

راقم کہتا ہے علل الحديث از ابن ابی حاتم میں ہے

عَمرو ابن أبي سَلَمة، عَنْ سَعيد بْنِ عبد العزيز، عَنْ يزيدَ بنِ أبي مالِكٍ؛ قَالَ: حدَّثَنا بعضُ إصحاب إنسٍ، عَنْ إنسٍ - يَعْني: عَنِ النَّبيِّ (ص) (3) - قال: فَرَجَعتُ فأَتَيْتُ السِّدرَةَ المُنتَهَى (4) ، فخَرَرْتُ سَاجِداً.

یزید بن مالک نے انس کے بعض اصحاب سے حدیث معراج سنی ہے - اس کا براہ راست سماع انس رضی اللہ عنہ سے نہیں ہے

راوی پر امام الذھبی کا قول ہے

وہو صاحب تدلیس وإرسال عمن لم يدرك.

یہ تدلیس و ارسال ان سے کرتا ہے جن سے نہ ملا ہو

معلوم ہوا کہ یزید بن ابی مالک کی تدلیس قبیح قسم کی ہے اس کا سنن نسائی میں **حدثنا انس** کہنا محل نظر ہے - صحیح سند کے مطابق اس کا سماع انس کے بعض اصحاب سے ہے – امام **ابو زرعة** نے اس متن کو اصح کہا ہے جس میں صرف اتنا ہے کہ میں سجدے میں گر گیا اور سند بھی الگ ہے

ابو زرعة دمشقی کی تاریخ میں ہے

سمعت إبا مسهر قال: رإيت إصحابنا يعرضون على سعيد بن عبد العزيز حديث المعراج، عَنْ يَزِيدَ بْنِ إبي مَالِكٍ، عن إنس، فقلت: يا إبا محمد، إليس حدثتنا عَنْ يَزِيدَ بْنِ إبي مَالِكٍ، قال: حدثنا إصحابنا، عن

إنس؟ قال: نعم، إنمایقرؤون علی إنفسهم

ابو مسہر سے سنا کہا میں نے ہمارے اصحاب کو دیکھ وہ سعید بن عبد العزیز پر حدیث معراج پیش کر رہے تھے جو یزید بن ابی مالک نے انس سے روایت کی تھی - پس پوچھا اے ابو محمد آپ نے اسی حدیث کو کیا ہم سے اس طرح روایت نہیں کیا تھا کہ یزید بن ابی مالک نے انس کے اصحاب سے روایت کیا اور انہوں نے انس ہے ؟ سعید نے کہا ہاں کیا تھا وہ اس روایت کو اپنے آپ پر ہی پڑھ رہے تھے

اس روایت کو یزید بن ابی مالک نے انس کے اصحاب سے لیا اور یہ اس کو سنائی نہیں جا رہی تھی بلکہ اصحاب انس کا اپس میں مذاکرہ ہو رہا تھا - راقم کو سنن نسائی کی اس روایت کے متن پر اطمینان قلب نہیں ہے کہ اس کو صحیح کا درجہ دے –بیت لحم نصرانیوں کے نزدیک عیسیٰ کی پیدائش کا مقام ہے اور وہاں چرچ میں سجدے ہوتے ہیں جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے

کیا انبیاء کو نماز پڑھائی؟

اس میں اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اختلاف تھا- سب سے پہلے تو یہ بات ذہن میں رکھیں یہ سب ایک کرشمہ الہی اور معجزاتی رات ہے اس میں جو بھی ہو گا وہ عام نہیں ہے خاص ہے

امام طحآوی نے مشکل الاثار میں اس بات پر بحث کی ہے اور ان کی رائے میں نماز پڑھائی ہے

وہاں انہوں نے عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ایک روایت دی ہے

عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ایک روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے براق کو باندھا اور وہاں تین انبیاء ابراہیم علیہ السلام ، موسی علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی بشمول دیگر انبیاء کے جن کا نام قرآن میں نہیں ہے

واضح رہے کہ مسجد الاقصی داود یا سلیمان علیہ السلام کے دور میں بنی اس میں نہ موسی علیہ السلام نے نماز پڑھی نہ ابراہیم علیہ السلام نے نماز پڑھی لہذا روایت میں ہے انبیاء نے نماز پڑھی فَصَلَّيْتُ بِهِمْ إِلَّا هَؤُلَاءِ النَّفَرَ سوائے ان تین کے جن میں إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى وَعِيسَى عَلَيْهِمُ السَّلَامُ ہیں ـ اسکی سند میں مَيْمُون أَبُو حَمْزَةَ الْقَصَّاب الأعور کوفی. کا تفرد ہے جو متروک الحدیث ہے حیرت ہے امام حاکم اس روایت کو اسی سند سے مستدرک میں پیش کرتے ہیں

الہیثمی اس ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت کو کتاب المقصد العلی فی زوائد إبي يعلى الموصلی میں پیش کرتے ہیں کہتے ہیں

قُلْتُ: لابْنِ مَسْعُودٍ حَدِيثٌ فِي الإِسْرَاءِ فِي الصَّحِيحِ غَيْرُ هَذَا

میں کہتا ہوں صحیح میں اس سے الگ روایت ہے

مسند احمد میں انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے براق کو باندھا ثُمَّ دَخَلْتُ، فَصَلَّيْتُ فِيهِ رَكْعَتَيْنِ میں اس مسجد میں داخل ہوا اور دو رکعت پڑھی-

لیکن انبیاء کی امامت کا ذکر نہیں – اس روایت میں حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ البصری کا تفرد بھی ہے جو آخری عمر میں اختلاط کا شکار تھے اور بصرہ کے ہیں

مشکل آثار میں الطحاوی نے اس بات کے لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انبیاء کی امامت کی کچھ اور روایات پیش کی ہیں مثلا

حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الزُّهْرِيُّ , عَنْ أَبِيهِ , عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ هَاشِمِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا جَاءَ بَيْتَ الْمَقْدِسِ فِي اللَّيْلَةِ الَّتِي أُسْرِيَ بِهِ أَلْفِهِ فِيهَا، بُعِثَ لَهُ آدَمُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَنْ دُونَهُ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ، وَأَمَّهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ هَاشِمِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ ، انس سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس معراج کی رات پہنچے وہاں آدم علیہ السلام دیگر انبیاء کے ساتھ آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امامت کی

اس کی سند میں عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ هَاشِمِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ ہیں جو مجھول ہیں دیکھئے المعجم الصغیر لرواۃ الإمام ابن جریر الطبری از إکرم بن محمد زیادۃ الفالوجی الاثری

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

قَالَ: فَلَمَّا دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ الْمَسْجِدَ الْأَقْصَى قَامَ يُصَلِّي، ثُمَ الْتَفَتَ فَأَذَا النَّبِيُّونَ أَجْمَعُونَ يُصَلُّونَ مَعَهُ

جس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد اقصی میں داخل ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر نماز ادا کرنے لگے، پھر آپ نے ادھر ادھر دیکھا تو تمام انبیائے کرام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز ادا کر رہے تھے

امام احمد (4 / 167) نے اس کو ابن عباس سے روایت کیا ہے، لیکن اس کی سند بھی کمزور ہے سند میں قَابُوسُ بْنُ أَبِي ظَبْيَانَ الْجُنْبِيُّ ہے جس کے لئے ابن سعد کہتے ہیں وَفِيهِ ضَعْفٌ لَا يُحْتَجُّ بِهِ اس میں کمزوری ہے نا قابل دلیل ہے البتہ ابن کثیر نے اس روایت کو تفسیر میں صحیح کہا ہے شعیب الأرنؤوط اس کو اسنادہ ضعیف اور احمد شاکر صحیح کہتے ہیں

صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بیت المقدس میں فَحَانَتِ الصَّلَاةُ فَأَمَمْتُهُمْ نماز کا وقت آیا تو میں نے انبیاء کی امامت کرائی

سنداً یہ بات صرف أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمنِ بنِ عَوْفٍ الزُّهْرِيُّ المتوفی ۱۱۰ ھ ، أَبِي هُرَيْرَةَ سے نقل کرتے ہیں

یہ روایت صحیح نہیں کیونکہ اس وقت — وقت نہیں ہے — وقت ختم چکا ہے اور کسی نماز کا وقت نہیں آ سکتا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کی نماز پڑھ کر سوتے تھے انکو سونے کے بعد جگایا گیا اور اسی رات میں آپ مکہ سے یروشلم گئے وہاں سے سات آسمان اور پھر انبیاء سے مکالمے ہوئے — جنت و جنہم کے مناظر، سدرہ المنتہی کا منظر یہ سب دیکھا تو کیا وقت ڈھلتا رہا؟ نہیں

صحیح بخاری کی کسی بھی حدیث میں معراج کی رات انبیاء کی امامت کا ذکر نہیں ہے جبکہ بخاری میں أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْہُمَا کی سند سے روایات موجود ہیں — لہٰذا

انس رضی اللہ عنہ کی کسی بھی صحیح روایت میں انبیاء کی امامت کا ذکر نہیں ہے

الغرض یہ قول اغلبا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت المقدس میں انبیاء کی امامت کی بقیہ اصحاب رسول اس کو بیان نہیں کرتے

روایات کا اضطراب آپ کے سامنے ہے ایک میں ہے باقاعدہ نماز کے وقت جماعت ہوئی جبکہ صحیح بخاری کی حدیث میں ہے کہ رات کے وقت سونے کی حالت میں آپ کو جگایا گیا دوسری میں ہے رسول اللہ نے خود دو رکعت پڑھی امامت کا ذکر نہیں تیسری میں ہے رسول اللہ نماز پڑھ رہے تھے جب سلام پھیرا تو دیکھا انبیا ساتھ ہیں یعنی یہ سب مضطرب روایات ہیں

صحیح ابن حبان اور مسند احمد کی روایت ہے

حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ، حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ قَالَ: أَتَيْتُ عَلَى حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ وَهُوَ يُحَدِّثُ عَنْ لَيْلَةِ أُسْرِيَ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقُولُ: " فَانْطَلَقْتُ - أَوْ انْطَلَقْنَا - حَتَّى أَتَيْنَا عَلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ "، فَلَمْ يَدْخُلَاهُ، قَالَ: قُلْتُ: بَلْ دَخَلَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَتَئِذٍ وَصَلَّى فِيهِ، قَالَ: مَا اسْمُكَ يَا أَصْلَعُ؟ فَأَنِّي أَعْرِفُ وَجْهَكَ، وَلَا أَدْرِي مَا اسْمُكَ قَالَ: قُلْتُ: أَنَا زِرُّ بْنُ حُبَيْشٍ، قَالَ: فَمَا عِلْمُكَ بِأَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى فِيهِ لَيْلَتَئِذٍ؟ قَالَ: قُلْتُ: الْقُرْآنُ يُخْبِرُنِي بِذَلِكَ، قَالَ: مَنْ تَكَلَّمَ بِالْقُرْآنِ فَلَجَ، اقْرَأْ، قَالَ: فَقَرَأْتُ: {سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ} [الإسراء: 1] ، قَالَ: فَلَمْ أَجِدْهُ صَلَّى فِيهِ، قَالَ: يَا أَصْلَعُ، هَلْ تَجِدُ صَلَّى فِيهِ؟ قَالَ: قُلْتُ: لَا، قَالَ: وَاللهِ مَا صَلَّى فِيهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَتَئِذٍ، لَوْ صَلَّى فِيهِ لَكُتِبَ عَلَيْكُمْ صَلَاةٌ فِيهِ، كَمَا كُتِبَ عَلَيْكُمْ صَلَاةٌ فِي الْبَيْتِ الْعَتِيقِ، وَاللهِ مَا زَايَلَا الْبُرَاقَ حَتَّى فُتِحَتْ لَهُمَا أَبْوَابُ السَّمَاءِ، فَرَأَيَا الْجَنَّةَ وَالنَّارَ، وَوَعْدَ الْآخِرَةِ أَجْمَعَ، ثُمَّ عَادَا عَوْدَهُمَا عَلَى بَدْئِهِمَا، قَالَ: ثُمَّ ضَحِكَ حَتَّى رَأَيْتُ نَوَاجِذَهُ، قَالَ: وَيُحَدِّثُونَ أَنَّهُ رَبَطَهُ أَلِيَفِرَّ مِنْهُ؟، وَإِنَّمَا سَخَّرَهُ لَهُ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، قَالَ: قُلْتُ: أَبَا عَبْدِ اللهِ، أَيُّ دَابَّةٍ الْبُرَاقُ؟ قَالَ: دَابَّةٌ أَبْيَضُ طَوِيلٌ هَكَذَا خَطْوُهُ مَدُّ الْبَصَرِ

إِبُو النَّضرِ کہتے ہیں ہم سے شَيْبَانُ نے روایت کیا ان سے عَاصِمٍ نے ان سے زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ نے کہا میں حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا اور وہ معراج کی رات کا بیان کر رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں چلا یا ہم چلے (یعنی جبریل و نبی) یہاں تک کہ بیت المقدس پہنچے لیکن اس میں داخل نہ ہوئے۔ میں (زر بن حبیش) نے کہا بلکہ وہ داخل ہوئے اس رات اور اس میں نماز پڑھی – حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ نے کہا اے گنجے تیرا نام کیا ہے ؟ میں تیرا چہرہ جانتا ہوں لیکن نام نہیں – میں نے کہا زر بن حبیش۔ حُذَيْفَةَ نے کہا تمہیں کیسے پتا کہ اس رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز بھی پڑھی ؟ میں نے کہا قرآن نے اس پر

خبر دی – حُذَيْفَةَ نے کہ جس نے قرآن کی بات کی وہ حجت میں غالب ہوا – پڑھ ! میں نے پڑھا پاک ہے وہ جو لے گیا رات کے سفر میں اپنے بندے کو مسجد الحرام سے مسجد الاقصی .. حُذَيْفَةَ نے کہا مجھے تو اس میں نہیں ملا کہ نماز بھی پڑھی – انہوں نے کہا اے گنجے کیا تجھے اس میں ملا کہ نماز بھی پڑھی ؟ میں نے کہا نہیں – حُذَيْفَةَ نے کہا اللہ کی قسم کوئی نماز نہ پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رات اگر پڑھی ہوتی تو فرض ہو جاتا جیسا کہ بیت الحرام کے لئے فرض ہے اور اللہ کی قسم وہ براق سے نہ اترے حتی کہ آسمان کے دروازے کھلے اور جنت و جہنم کو دیکھا اور دوسری باتوں کو دیکھا جن کا وعدہ ہے پھر وہ آسمان ویسا ہی ہو گیا جسے کہ پہلے تھا- زر نے کہا پھر حُذَيْفَةَ ہنسے اور کہا اور لوگ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اس کو (براق کو) باندھا کہ بھاگ نہ جائے، جبکہ اس کو تو عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مسخر کیا

صحیح ابن حبان میں ہے

أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ هِشَامٍ الْبَزَّارُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ أَبِي النَّجُودِ عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ قَالَ: أَتَيْتُ حُذَيْفَةَ فَقَالَ: مَنْ أَنْتَ يَا أَصْلَعُ؟ قُلْتُ: أَنَا زِرُّ بْنُ حُبَيْشٍ حَدِّثْنِي بِصَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِ الْمَقْدِسِ حِينَ أُسْرِيَ بِهِ قَالَ: "مَنْ أَخْبَرَكَ بِهِ يَا أَصْلَعُ؟ قُلْتُ: الْقُرْآنُ قَالَ: الْقُرْآنُ؟ فَقَرَأْتُ: {سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ مِنَ اللَّيْلِ} وَهَكَذَا هِيَ قِرَاءَةُ عَبْدِ اللَّهِ أَلَى قَوْلِهِ: {أَنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ} فَقَالَ: هَلْ تَرَاهُ صَلَّى فِيهِ؟ قُلْتُ: لَا قَالَ: "أَنَّهُ أُتِيَ بِدَابَّةٍ" قَالَ حَمَّادٌ وَصَفَهَا عَاصِمٌ لَا أَحْفَظُ صِفَتَهَا قَالَ: فَحَمَلَهُ عَلَيْهَا جِبْرِيلُ أَحَدُهُمَا رَدِيفُ صَاحِبِهِ فَانْطَلَقَ مَعَهُ مِنْ لَيْلَتِهِ حَتَّى أَتَى بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَأُرِيَ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ثُمَّ رَجَعَا عَوْدَهُمَا عَلَى بَدْئِهِمَا فَلَمْ يُصَلِّ فِيهِ وَلَوْ صلى لكانت سنة

زِرّ بْنِ حُبَيْشٍ نے کہا میں حُذَيْفَةَ کے پاس پہنچا انہوں نے پوچھا تو کون ہے گنجے ؟ میں نے عرض کیا زِرّ بْنِ حُبَيْشٍ ، مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس نماز کی خبر دیں جو انہوں نے معراج پر پڑھی - حُذَيْفَةَ نے پوچھا : تجھ کو کس نے اس کی خبر دی گنجے ؟ میں نے عرض کیا قرآن نے – حُذَيْفَةَ نے کہا قرآن ! پس پڑھا {سُبْحَانَ الَّذِی اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ مِنَ اللَّیْلِ} پاک ہے وہ جو لے گیا بندے کو رات کے سفر میں ، اور ایسا ہی عبد اللہ ابن مسعود کی قرات ہے ، یہاں

تک کہ قول {إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ} پر پہنچے – پھر حُذَيْفَةَ نے کہا اس میں تجھ کو نماز نظر آئی ؟ میں نے کہا نہیں – حُذَيْفَةَ نے فرمایا وہ جانور پر سوار ہو کر گئے تھے – (راوی حماد نے کہا عاصم نے اس جانور کی تعریف بیان کی تھی جو ابھی یاد نہیں) – حُذَيْفَةَ نے کہا اس جانور نے نبی علیہ السلام کو اٹھائے رکھا ، جبریل ان کے رَدِيفُ (سواری کے ساتھ) تھے – پس یہ چلے بیت المقدس پہنچے اور دیکھا آسمانوں اور زمین کو پھر لوٹ آئے جہاں سے شروع کیا تھا ، پس نماز نہ پڑھی ، اگر پڑھ لیتے تو سنت ہو جاتی

مسند احمد میں حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ، حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ کی سند سے ہے

قَالَ: قُلْتُ: أَبَا عَبْدِ اللَّهِ، أَيُّ دَابَّةٍ الْبُرَاقُ؟ قَالَ: دَابَّةٌ أَبْيَضُ طَوِيلٌ هَكَذَا خَطْوُهُ مَدُّ الْبَصَرِ

زر نے إبو عبد الله العبسى حُذَيْفَةَ بن اليمان سے پوچھا یہ البراق کیا تھا؟ فرمایا سفید رنگ کا ایک طویل جانور تھا – اس کی ٹاپوں کے درمیان حد نگاہ تک کا فاصلہ تھا

راقم کے نزدیک حذیفہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث صحیح ہے اور صوآب ہے- یہ صحابہ کا اختلاف ہے – حذیفہ رضی اللہ عنہ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یروشلم گئے آپ کو مسجد الاقصی فضا سے ہی دکھائی گئی – واضح رہے براق سے اترنے کا صحیح بخاری میں بھی کوئی ذکر نہیں ہے- محدث ابن حبان کے نزدیک حذیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت صحیح ہے اور انہوں نے اسکو صحیح ابن حبان میں بیان کیا ہے لیکن ساتھ ہی انہوں نے دوسرے اصحاب کے اقوال بھی نقل کیے ہیں جن میں براق سے اترنے کا ذکر ہے[11]

ابن حجر فتح الباری ج ۷ ص ۲۰۹ میں واقعہ معراج پر لکھتے ہیں

وَأَمَّا الَّذِينَ صَلَّوْا مَعَهُ فِي بَيْتِ الْمَقْدِسِ فَيَحْتَمِلُ الْأَرْوَاحَ خَاصَّةً وَيَحْتَمِلُ الْأَجْسَادَ بِأَرْوَاحِهَا

اور بیت المقدس میں وہ انبیاء جنہوں نے نماز ادا کی ان کے بارے میں احتمال ہے وہ ارواح تھیں

اور احتمال ہے کہ جسم تھے انکی روحوں کے ساتھ

اہل حدیث عالم اسمٰعیل سلفی المتوفی ۱۹۶۸ع نے بھی برزخی جسد کا کتاب مسئلہ حیات النبی میں ذکر کیا

آنحضرت ﷺ نے حضرت یونس علیہ السلام کو احرام باندھے شتر سوار تلبیہ کہتے سنا۔ دجال کو بحالتِ احرام حج کے لیے جاتے دیکھا۔ عمرو بن لحی کو جہنم میں دیکھا۔ یہ برزخی اجسام ہیں اور کشفی رویت ہیں۔ اگر اسے دنیوی حیات سے تعبیر کیا جائے جو دجال ایسے خبیث لوگوں کو بھی حاصل ہوئی تو انبیا کی فضیلت کیا باقی رہی۔ انبیا کی حیات اہل سنت کے نزدیک شہدا سے بھی بہتر اور قوی تر ہے۔ برزخ میں عبادت، تسبیح، تہلیل اور رفعت درجات ان کو حاصل ہے اور بعض واقعات صرف مثالی ہیں جو آنحضرت ﷺ کو آیاتِ کبریٰ کے طریق پر دکھائے گئے۔ ان

اسمٰعیل سلفی نے یہ بھی رائے دی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج پر انبیاء کی امامت کی اور انبیاء برزخی جسموں کے ساتھ تھے

دوسرا مسلک یہ ہے کہ برزخ سے ان ارواح کو مماثل اجسام دیے گئے اور ان اجسام نے بیت المقدس میں شب اسراء میں ملاقات فرمائی

"آنحضرت ﷺ نے بیت المقدس میں ملائکہ کو نماز پڑھائی اور وہاں انبیا علیہم السلام کی روحیں لائی گئیں۔" دنیوی زندگی کا یہ غلط دعوی مصیبت ہو گیا ہے اور احادیث میں تطبیق ناممکن۔

دوسرا مسلک یہ ہے کہ برزخ میں ان ارواح کو مماثل اجسام دیے گئے اور ان اجسام نے بیت المقدس میں یا شب اسراء میں ملاقات فرمائی ان کا ذکر بھی حافظ ابن حجر فتح الباری (پ ۱۵ ص ۴۰۹ جلد ۳) میں فرماتے ہیں:

((ان ارواحهم مشكلة بشكل اجسادهم كما جزم به ابو الوفا ابن عقيل۔)) اھ

اسی جسم کو بعض لوگ مثالی جسم بولتے ہیں مثلا مولانا ثناء اللہ فتوی میں کہتے ہیں

۴ر مارچ ۱۹۳۲ء

کیا۔

سوال : فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دیکھا میں نے چند ایسے لوگوں کو جن کے منہ میں خون بھرا ہوا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ نیز فرمایا کہ جہنم میں زیادہ تر عورتوں کو دیکھا۔ اب سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حشر کے دن تمام مخلوق سے حساب وکتاب لینے کے بعد اپنے اپنے اعمال کے مطابق دوزخ یا جنت میں بھیجے گا۔ تو یہ لوگ جن کو آپ نے معراج میں دیکھا تھا۔ کون تھے جو ابھی سے دوزخ میں بھیجے گئے اور اپنے بد اعمال کا نتیجہ بھگت رہے ہیں۔ نیز اگر دوزخ میں گنہگار ہیں تو جنت میں بس نیک لوگ بھیجے گئے ہوں گے جو ابھی تک وہاں آرام سے بسر کرتے ہوں گے۔

جواب : جس روز آنحضرتؐ نے دیکھا۔ اس سے پہلے جو لوگ ایسے گذر چکے تھے۔ ان کو دیکھا تھا۔ بعض اکابر (مثل شاہ ولی اللہؒ قدس سرہ) عالم مثال کے قائل ہیں۔ ان کے نزدیک عالم مثال میں ہر چیز کی تمثال ہے۔ وہ بعینہٖ اصل کی طرح ہے۔ آنحضرتؐ نے اس تمثال کو دیکھا تھا۔ اس کی حکایت فرمائی ہے جو اصل کے حکم میں ہے۔ اللہ اعلم۔

۱۱ر مارچ ۱۹۳۲ء

جنت میں انبیاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے برزخی جسم میں ملے اور عیسیٰ اصلی جسم میں ۔ کسی نبی کی شکل شنوہ قبیلے جیسی تھی ۔ کسی کے بال گیلے معلوم ہوتے تھے اس میں موسی کی شکل عربوں جیسی شنوہ قبیلے جیسی تھی ۔ لہٰذا یہ دلیل ہے کہ برزخی جسم ایک جسم ہے اور انبیاء کی روحوں کی حالت میں نبی سے ملاقات نہیں ہوئی جسم کی حالت میں ہوئی جس کے نقوش انسانوں جیسے ہی تھے

راقم کہتا ہے اگر یہ مان لیں کہ انبیاء کو نماز پڑھائی تو وہاں بیت المقدس میں عیسیٰ علیہ السلام بھی تھے ان کا بھی جسد عنصری تھا کیونکہ ان پر ابھی موت واقع نہیں ہوئی ۔ یعنی امام مسلم کا عقیدہ تھا کہ دو انبیا کو جسد عنصری کے ساتھ اس رات معراج ہوئی ایک نبی علیہ السلام اور

دوسرے عیسیٰ علیہ السلام – راقم کہتا ہے یہ موقف کیسے درست ہے ؟ اس طرح تو نزول مسیح معراج پر ہو چکا لہٰذا انبیاء زمین پر نہیں آئے نہ نماز ہوئی

ملتان میں ۱۹۸٦ میں وفات سے پہلے ایک سوال کے جواب میں ڈاکٹر عثمانی نے فرمایا

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سب کو نماز پڑھا کر گئے ہیں - بڑے بڑے انبیاء کو نماز میں پہچان گئے ہیں اور پھر بخاری و مسلم بیان کرتے ہیں کہ نبی جب پہلے آسمان پر پہنچے تو آدم علیہ السلام کو دیکھا مگر پہچان نہ پائے : کہا انہوں نے من ہذا یا جبریل ؟ کہ اے جبریل یہ کون ہیں ؟ کہا یہ آدم ہیں دوسرے آسمان پر گئے تو عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی خالہ کے بیٹے یحیٰی - تیسرے پر پہنچے - حضرت یوسف کو نماز پڑھا کر آئے ہیں لیکن پھر پوچھتے ہیں یہ کون ہے ؟ .... کیا معلوم ہوا کہ آسمان پر جو لوگ ہیں وہ نیچے نہیں گئے بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت ثابت کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ان سب کو دنیاوی شکلوں میں جمع کر دیا معجزانہ طور پر- اگر وہ آسمان سے آئے ہوتے تو آسمان پر جا کر پوچھنا نہ پڑتا یہ کون ہے - معلوم ہوا کہ کوئی نبی نیچے نہیں آیا ہے بلکہ سب معجزہ ہے یہ ساری رات معجزہ کی ہے

راقم کہتا ہے کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے کلام کو رد کیا ہے کہ اس رات بیت المقدس میں کوئی نماز پڑھی گئی اور یہ سمجھنے کے لئے کافی ہے

اہل تشیع کے مطابق انبیاء میں سے صرف ستر کو نماز پڑھائی اور جنت جہنم بیت المقدس میں ہی ہے یا للعجب[12]

بعض لوگوں نے قرآن سورہ ال عمران کی آیت پیش کی

وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُم مِّن كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنصُرُنَّهُ ۚ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ إِصْرِي ۖ قَالُوا أَقْرَرْنَا ۚ قَالَ

فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُم مِّنَ الشَّاهِدِينَ

اور جب اللہ نے نبیوں سے عہد لیا کہ جو کچھ میں تمہیں کتاب اور علم سے دوں پھر تمہارے پاس پیغمبر آئے جو اس چیز کی تصدیق کرنے والا ہو جو تمہارے پاس ہے تو اس پر ایمان لے آنا اور اس کی مدد کرنا، فرمایا کیا تم نے اقرار کیا اور اس شرط پر میرا عہد قبول کیا، انہوں نے کہا ہم نے اقرار کیا، اللہ نے فرمایا تو اب تم گواہ رہو میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔

فَمَنْ تَوَلَّى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ 82

پھر جو کوئی اس کے بعد پھر جائے تو وہی لوگ نافرمان ہیں۔

اس آیت سے استخراج کیا گیا کہ تمام انبیاء کو زمین منتقل کیا گیا تاکہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول تسلیم کریں-جبکہ اس آیت کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر خاص کسی نے نہیں کیا - یہ تو تمام انبیاء پر لازم ہے کہ ایک دوسرے کو تسلیم کریں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی فرض تھا کہ وہ موسی کو عیسیٰ کو رسول اللہ تسلیم کریں

اس آیت کا خاص تعلق ان انبیاء سے ہے جن کی زندگی میں ملاقات ہوئی اور پھر انہوں نے ایک دوسرے کی مدد کی مثلا موسی علیہ السلام کو ہارون علیہ السلام کو مدد ملی - عیسیٰ علیہ السلام کو یحیٰی علیہ السلام کی مدد ملی - اسمٰعیل و اسحاق علیہما السلام نے ایک ہی دور دیکھا اور مدد کی - یعقوب و یوسف علیہما السلام نے ایک دوسرے کی مدد کی

اس آیت کا شان نزول بتا رہا ہے کہ یہ اہل کتاب کا رد ہے- اہل کتاب میں یہود کے نزدیک ابراہیم علیہ السلام کے بعد انبیاء تو نسل ابراہیم میں آئے دیگر اقوام میں مبعوث نہیں ہوئے لہٰذا یہود کا رد کیا گیا

تفسیر ابن ابی حاتم میں ہے

عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ قَالَ: أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ أَنْ يُصَدِّقَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا

طاؤس نے کہا اللہ نے میثاق لیا نبیوں سے کہ ایک دوسرے کی تصدیق کریں گے

یہ قول کہ معراج پر انبیاء کی امامت اس وجہ سے کروائی گئی کہ انبیاء کو میثاق یاد دلایا گیا کہ رسول اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کریں گے قرآن کے متن میں تحریف کے مترادف ہے - اصلا یہ قول شیعوں کا ہے - شیعہ تفسیر التبیان فی تفسیر القرآن از إبي جعفر محمد بن الحسن الطوسی میں ہے

إنما أخذ الله ميثاق النبيين الماضين بتصديق محمّد صلى الله عليه وآله، هذا قول علي

بے شک اللہ تعالی نے ماضی کے انبیاء سے میثاق لیا کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کریں گے یہ علی کا قول ہے

شیعہ تفسیر قمی میں یہ بھی ہے علی کی مدد کا میثاق لیا گیا ہے

حدثني ابي عن ابن ابي عمير عن ابن مسكان عن ابي عبدالله عليه السلام قال ما بعث الله نبيا من لدن آدم فهلم جرا إلا ويرجع إلى الدنيا وينصر امير المؤمنين عليه السلام وهو قوله " لتؤمنن به " يعني رسول الله صلى الله عليه وآله " ولتنصرنه " يعني امير المؤمنين عليه السلام ثم قال لهم في الذر (ء اقررتم وأخذتم على ذلكم

ابو عبد اللہ سے روایت ہے کہ فرمایا اللہ تعالی نے کوئی نبی مبعوث نہیں کیا جو بنی آدم میں ہے نہ ہو اور اس کو پھر دنیا میں نہ بھیجا جائے اور وہ امیر المومنین علی کی مدد کرے اور یہ اللہ تعالی کے قول لتؤمنن بہ میں ہے کہ تم کو ایمان لانا ہو گا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و الہ پر اورولتنصرنہ میں ہے کہ مدد کرنی ہو گی یعنی امیر المومنین علی کی

الکافی از کلینی میں ہے

محمد بن يحيى، عن أحمد بن محمد، عن الحسن بن محبوب، عن صالح بن سهل عن أبي عبدالله عليه السلام أن بعض قريش قال لرسول الله صلى الله عليه وآله: بأي شئ سبقت الانبياء(5) وأنت بعثت آخرهم وخاتمهم؟ فقال: إني كنت أول من آمن بربي وأول من أجاب حيث أخذ الله ميثاق النبيين وأشهدهم على أنفسهم ألست بربكم فكنت أنا أول نبي قال: بلى، فسبقتهم بالاقرار بالله عزوجل.

ابو عبد اللہ نے روایت کیا کہ بعض قریش نے رسول اللہ سے پوچھا کیا ایسی بات ہے کہ تم سے پہلے انبیاء آئے اور تم ان سب میں آخر میں آئے اور ان کے سلسلے کو ختم کرنے والے ہو ؟ رسول اللہ نے فرمایا میں ان سب میں اول ہوں جو رب پر ایمان لایا اور جس نے جواب دیا جب اللہ نے میثاق انبیاء سے لیا اور ان کو ان کے نفسوں پر گواہ کیا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ؟ پس میں اول نبی ہوں

فرشتے مکہ سے کوفہ لے گئے

الکافی از کلینی باب مساجد الکوفۃ کی روایت ہے

مُحَمَّد بن الحسن، وعلي بن مُحَمَّد، عن سهل بن زياد، عن عمرو بن عثمان، عن مُحَمَّد بن عبدالله الخزاز، عن هارون بن خارجة، عن أبي عبدالله (عليه السلام) قال: قال لي: ياهارون بن خارجة كم بينك وبين مسجد الكوفة يكون ميلا؟ قلت: لا، قال: فتصلي فيه الصلوات كلها؟ قلت: لا، فقال: أما لو كنت بحضرته لرجوت ألا تفوتني فيه صلاة وتدري ما فضل ذلك الموضع؟ ما من عبد صالح ولا نبي إلا وقد صلى في مسجد كوفان حتى أن رسول الله (صلى الله عليه وآله) لما أسرى الله به قال له جبرئيل (عليه السلام): تدري أين أنت يا رسول الله الساعة أنت مقابل مسجد كوفان، قال: فاستأذن لي ربي حتى آتيه فاصلي فيه ركعتين فاستأذن الله عزوجل فأذن له وإن ميمنته لروضة من رياض الجنة وإن وسطه لروضة من رياض الجنة وإن مؤخره لروضة من رياض الجنة

ہارون بن خارجہ سے روایت کی ہے کہ امام جعفر صادق نے مجھ سے ارشاد فرمایا: اے ہارون: تمہارے گھر اور مسجد کوفہ کے مابین کتنا فاصلہ ہے، آیا ایک میل ہو گا؟ میں نے عرض کی نہیں حضور، حضرت نے فرمایا کہ کیا تم اپنی تمام نمازیں وہاں پڑھتے ہو؟ میں نے کہا نہیں- آپ نے فرمایا کہ اگر میں مسجد کوفہ کے نزدیک رہتا ہوتا تو میں توقع کرتاہوں کہ وہاں میری ایک نماز بھی فوت نہ ہوتی- کیا تم جانتے ہو کہ اس مسجد کی فضیلت کیا ہے؟ کوئی عبد صالح اور پیغمبر ایسا نہیں گزرا مگر یہ کہ اس نے یہاں نماز ادا کی ہے یہاں تک کہ جب شبِ معراج رسول (ص) کو لے جا رہے تھے تو جبرائیل (ع) نے آپ سے عرض کی کہ کیا آپ کو معلوم ہے کہ اس وقت آپ کس جگہ پر ہیں؟ اس وقت آپ مسجد کوفہ کے سامنے سے گزر رہے ہیں اس پر آپ (ص) نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ سے اجازت مانگو تاکہ میں وہاں جا کر دو رکعت نماز ادا کروں' تب جبرائیل (ع) نے حق تعالیٰ سے اجازت طلب کی اور اس نے اجازت عطا فرمائی پس رسول اللہ (ص) وہاں اترے اور دو رکعت نماز ادا کی بے

شک اس مسجد کے دائیں طرف جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اسکے درمیان میں اور اسکے عقب میں بھی جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے

اس روایت کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ سے کوفہ لے گئے وہاں اپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت نمازپڑھی- اس سند میں محمد بن عبد اللہ الخزار مجھول ہے جس پر الخوئی بھی معجم الرواۃ میں کوئی کلمہ توثیق پیش کر سکے

براق کو بیت المقدس میں کھونٹے سے باندھا گیا ؟

صحیح مسلم کی ایک حدیث میں ہے

حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «أُتِيتُ بِالْبُرَاقِ، وَهُوَ دَابَّةٌ أَبْيَضُ طَوِيلٌ فَوْقَ الْحِمَارِ، وَدُونَ الْبَغْلِ، يَضَعُ حَافِرَهُ عِنْدَ مُنْتَهَى طَرْفِهِ»، قَالَ: «فَرَكِبْتُهُ حَتَّى أَتَيْتُ بَيْتَ الْمَقْدِسِ»، قَالَ: «فَرَبَطْتُهُ بِالْحَلْقَةِ الَّتِي يَرْبِطُ بِهِ الْأَنْبِيَاءُ»،

انس بن مالک نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم براق پر سوار بیت المقدس پہنچے اور اسکو اس حلقہ سے باندھا جس پر انبیاء باندھتے تھے

ان الفاظ پر حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ کا تفرد ہے جو آخری عمر میں مختلط ہوئے ہیں

ابن سعد: كان ثقة كثير الحديث، وربما حدث بالحديث المنكر

ابن سعد کا قول ہے یہ ثقہ ہیں لیکن کبھی حدیث منکر روایت کرتے ہیں

ترمذی میں ہے

حدیث نمبر: 3132

حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو تُمَيْلَةَ، عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ جُنَادَةَ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ،

عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " لَمَّا انْتَهَيْنَا إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ، قَالَ جِبْرِيلُ: بِإِصْبَعِهِ فَخَرَقَ بِهِ الْحَجَرَ وَشَدَّ بِهِ الْبُرَاقَ "، قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "(معراج کی رات) جب ہم بیت المقدس پہنچے تو جبرائیل علیہ السلام نے اپنی انگلی کے اشارے سے پتھر میں شگاف کر دیا اور براق کو اس سے باندھ دیا۔

امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

تخریج دارالدعوہ: تفرد بہ المؤلف (تحفة الأشراف : ۱۹۷۵) (صحیح) (تراجع الالبانی۳۵، السراج المنیر ۴۱۲۰)

قال الألباني: صحيح الإسناد

راقم کہتا ہے اس کی سند میں الزبیر بن جنادۃ مجہول ہے۔ دیوان الضعفاء والمتروکین وخلق من المجھولین وثقات فیھم لین میں مؤلف شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان بن قايْماز الذہبی نے لکھا ہے

الزبير بن جنادة: عن عطاء، فيه جهالة

دوسری طرف الذھبی ہی نے میزان میں اس کے ترجمہ میں لکھا ہے

وأخطأ من قال: فيه جهالة

راقم کہتا ہے صحیح بات یہی ہے کہ یہ مجہول ہے – اس پر صرف ابو حاتم نے شیخ لیس بالمشہور کہا ہے۔ ابو حاتم نے اس کو شیخ کہا ہے جو وہ ان راویوں پر بولتے ہیں جن سے کسی نے روایت لی ہو اور اس کو غیر مشہور کہا ہے۔ البتہ اس پر نہ جرح کی نہ تعدیل اور متقدمین میں سے اس راوی کی جرح و تعدیل کسی کی نہیں ملی – متاخرین میں ابن حبان نے اس کو ثقہ کہہ دیا ہے

یروشلم میں پیالے پیش کیے گئے یا آسمان میں ؟

صحیح بخاری حدیث نمبر: 5576 میں ہے

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ ، عَنْ الزُّهْرِيِّ ، أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أُتِيَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ بِإِيلِيَاءَ بِقَدَحَيْنِ مِنْ خَمْرٍ، وَلَبَنٍ فَنَظَرَ إِلَيْهِمَا، ثُمَّ أَخَذَ اللَّبَنَ، فَقَالَ جِبْرِيلُ: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَاكَ لِلْفِطْرَةِ، وَلَوْ أَخَذْتَ الْخَمْرَ، غَوَتْ أُمَّتُكَ"، تَابَعَهُ مَعْمَرٌ ، وَابْنُ الْهَادِ ، وعُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ ، وَالزُّبَيْدِيُّ ، عَنْ الزُّهْرِيِّ

.ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے، کہا مجھ کو سعید بن مسیب نے خبر دی اور انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ جس رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کرائی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو (بیت المقدس کے شہر) ایلیاء میں شراب اور دودھ کے دو پیالے پیش کئے گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ کا پیالہ لے لیا۔ اس پر جبرائیل علیہ السلام نے کہا اس اللہ کے لیے تمام تعریفیں ہیں جس نے آپ کو دین فطرت کی طرف چلنے کی ہدایت فرمائی۔ اگر آپ نے شراب کا پیالہ لے لیا ہوتا تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔ شعیب کے ساتھ اس حدیث کو معمر، ابن الہاد، عثمان بن عمر اور زبیدی نے زہری سے نقل کیا ہے۔

اس کی سند میں أبو اليمان الحكم بن نافع البهراني الحمصي جو شُعَيْبِ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ سے روایت کر

رہے ہیں جن کے لئے الذھبی کتاب سیر اِعلام النبلاء میں لکھتے ہیں

سَعِيْدُ بنُ عَمْرٍو البَرْذَعِيُّ: عَنْ أَبِي زُرْعَةَ الرَّازِيِّ، قَالَ: لَمْ يَسْمَعْ أَبُو اليَمَانِ مِنْ شُعَيْبٍ إِلاَّ حَدِيْثاً وَاحِداً، وَالبَاقِي أَجَازَةً

سَعِيْدُ بنُ عَمْرٍو البَرْذَعِيُّ نے أَبِي زُرْعَةَ الرَّازِيِّ سے روایت کیا انہوں نے کہا ابو اليَمَانِ نے شُعَيْبٍ سے صرف ایک ہی حدیث روایت کی اور باقی اجازہ ہے

تہذیب الکمال کے مطابق احمد کہتے ہیں

فَكَانَ وَلَدُ شُعَيْبٍ يَقُوْلُ: إِنَّ أَبَا اليَمَانِ جَاءنِي، فَأَخَذَ كُتُبَ شُعَيْبٍ مِنِّي بَعْدُ، وَهُوَ يَقُوْلُ: أَخْبَرَنَا. فَكَأَنَّهُ اسْتَحَلَّ ذَلِكَ، بِأَنْ سَمِعَ شُعَيْباً يَقُوْلُ لِقَوْمٍ: ارْوُوْهُ عَنِّي.

قَالَ إِبْرَاهِيْمُ بنُ دَيْزِيْلَ: سَمِعْتُ أَبَا اليَمَانِ يَقُوْلُ: قَالَ لِي أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: كَيْفَ سَمِعْتَ الكُتُبَ مِنْ شُعَيْبٍ؟ قُلْتُ: قَرَأْتُ عَلَيْهِ بَعْضَهُ، وَبَعْضُهُ قَرَأَهُ عَلَيَّ، وَبَعْضُهُ أَجَازَ لِي، وَبَعْضُهُ مُنَاوَلَةً. قَالَ: فَقَالَ فِي كُلِّهِ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ

شُعَيْبٍ کے بیٹے کہتے تھے کہ أَبَا اليَمَانِ میرے پاس آیا اور مجھ سے والد کی کتب لیں اور کہنے لگا اخبرنا! پس اس نے اس کو جائز سمجھا اور میرے والد ایک قوم سے کہتے یہ مجھ سے روایت (کیسے) کرتا ہے- إِبْرَاهِيْمُ بنُ دَيْزِيْلَ نے کہا میں نے أَبَا اليَمَانِ کو کہتے سنا وہ کہتے مجھ سے امام احمد نے کہا تم شُعَيْبٍ سے کتاب کیسے سنتے ہو ؟ میں نے کہا بعض میں اس پر پڑھتا ہوں اور بعض وہ مجھ کو سناتا ہے اور بعض کی اس نے اجازت دی اور بعض کا مناولہ کہا میں نے اس سب پر کہا اخبرنا شُعَيْبٌ

یعنی أَبَا اليَمَانِ الحکم بن نافع اس کا کھلم کھلا اقرار کرتے تھے کہ ہر بات جس پر وہ اخبرنا شُعَيْبٌ کہتے ہیں اس میں سے ہر حدیث ان کی سنی ہوئی نہیں ہے - راقم کہتا ہے اس روایت میں غلطی ہے یہ پیالے عالم بالا میں پیش کیے گئے تھے ایلیاء میں نہیں – اس روایت ابو ہریرہ کو امام زہری سے کافی لوگوں نے نقل کیا ہے لیکن یہ کہنے میں تین کا تفرد ملا ہے کہ یہ پیالے زمین

پر بیت المقدس میں پیش کیے گئے

اس روایت کو یونس بن یزید نے بھی امام الزہری سے روایت کیا ہے لیکن کبھی انہوں نے ایلیاء کے لفظ سے اس کو روایت کیا ہے اور کبھی نہیں کیا ہے۔

دوسری طرف صحیح بخاری میں ہی انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ پیالے آسمان میں بیت المعمور کے پاس پیش کیے گئے اور ان میں دودھ اور شہد تھا

صحیح بخاری: کتاب: انصار کے مناقب (باب: معراج کا بیان)

حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أ .....پھر بیت المعمور کو میرے سامنے لایا گیا۔ پھر میرے سامنے ایک پیالہ شراب کا، ایک پیالہ دودھ کا اور ایک پیالہ شہد کا لایا گیا تو میں نے دودھ کا پیالہ لے لیا۔ جبریل علیہ السلام نے کہا: یہ فطرت اسلام ہے جس پر آپ اور آپ کی امت قائم ہے۔ پھر مجھ پر شب و روز میں پچاس نمازیں فرض کی گئیں

ایلیاء میں قدح پیش کیے گئے	ایلیاء کا ذکر نہیں ہے
يونس بن يزيد	مَعْمَرٌ بن راشد
شُعَيْبِ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ	شُعَيْبِ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ
عثمان بن عمر بن موسى بن عبيد الله التيمي[13]	محمد بن الوليد بن عامر أبو الهذيل الحمصي الزُّبَيْدِيّ
	عبد الوهّاب بن أبي بكر رُفَيْع المدنيّ
	هَمَّامُ بْنُ يَحْيَى

	یونس بن یزید (سنن الکبری نسائی ٥١٤٧) صَالِحِ بْنُ أَبِي الْأَخْضَرِ

مسند احمد میں ہے کہ سدرہ المنتہی کے پاس ایک شراب اور ایک دودھ کا پیالہ پیش کیا گیا

حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، أَنَّ مَالِكَ بْنَ صَعْصَعَةَ حَدَّثَهُمْ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «بَيْنَمَا أَنَا عِنْدَ الْكَعْبَةِ بَيْنَ النَّائِمِ، وَالْيَقْظَانِ» ، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ، قَالَ: " ثُمَّ انْطَلَقْنَا إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ، فَقِيلَ: مَنْ هَذَا؟ قِيلَ: جِبْرِيلُ قِيلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ قِيلَ: أَوَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَفُتِحَ لَهُ، قَالُوا: مَرْحَبًا بِهِ وَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ، فَأَتَيْنَا [ص:374] عَلَى إِبْرَاهِيمَ، قُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ جِبْرِيلُ: هَذَا أَبُوكَ إِبْرَاهِيمُ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَقَالَ: مَرْحَبًا بِالِابْنِ الصَّالِحِ، وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ، ثُمَّ رُفِعَتْ لِي سِدْرَةُ الْمُنْتَهَى، فَإِذَا وَرَقُهَا مِثْلُ آذَانِ الْفُيُولِ، وَإِذَا نَبْقُهَا مِثْلُ قِلَالِ هَجَرَ، وَإِذَا أَرْبَعَةُ أَنْهَارٍ يَخْرُجْنَ مِنْ أَصْلِهَا نَهَرَانِ ظَاهِرَانِ، وَنَهَرَانِ بَاطِنَانِ، فَقُلْتُ مَا هَذَا يَا جِبْرِيلُ قَالَ: أَمَّا النَّهْرَانِ الظَّاهِرَانِ فَالنِّيلُ وَالْفُرَاتُ، وَأَمَّا الْبَاطِنَانِ فَنَهَرَانِ فِي الْجَنَّةِ، قَالَ: فَأُتِيتُ بِإِنَاءَيْنِ أَحَدُهُمَا خَمْرٌ وَالْآخَرُ لَبَنٌ، قَالَ: فَأَخَذْتُ اللَّبَنَ، فَقَالَ جِبْرِيلُ: أَصَبْتَ الْفِطْرَةَ "

مسند احمد 17835 میں ہے کہ هَمَّامُ بْنُ يَحْيَى نے بیان کیا

قَالَ قَتَادَةُ: وَحَدَّثَنَا الْحَسَنُ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ رَأَى الْبَيْتَ الْمَعْمُورَ يَدْخُلُهُ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ، ثُمَّ لَا يَعُودُونَ فِيهِ، ثُمَّ رَجَعَ إِلَى حَدِيثِ أَنَسٍ قَالَ: ثُمَّ أُتِيتُ بِإِنَاءٍ مِنْ خَمْرٍ، وَإِنَاءٍ مِنْ لَبَنٍ، وَإِنَاءٍ مِنْ عَسَلٍ، قَالَ: فَأَخَذْتُ اللَّبَنَ، قَالَ: «هَذِهِ الْفِطْرَةُ أَنْتَ عَلَيْهَا وَأُمَّتُكَ»

قتادہ نے حسن بصری سے انہوں نے ابو ہریرہ سے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ ان کو بیت المعمور دکھایا گیا .... پھر انس کی حدیث قتادہ نے ذکر کی کہ وہاں دو پیالے لائے گئے ایک میں دودھ تھا اور ایک میں شہد تھا

صحیح بخاری میں ہی یہ بھی ہے کہ تین پیالے جنت میں پیش کیے گئے

وَقَالَ أَبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ: عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " رُفِعْتُ أَلَى السِّدْرَةِ، فَأَذَا أَرْبَعَةُ أَنْهَارٍ: نَهَرَانِ ظَاهِرَانِ وَنَهَرَانِ بَاطِنَانِ، فَأَمَّا الظَّاهِرَانِ: النِّيلُ وَالفُرَاتُ، وَأَمَّا البَاطِنَانِ: فَنَهَرَانِ فِي الجَنَّةِ، فَأُتِيتُ بِثَلاَثَةِ أَقْدَاحٍ: قَدَحٌ فِيهِ لَبَنٌ، وَقَدَحٌ فِيهِ عَسَلٌ، وَقَدَحٌ فِيهِ خَمْرٌ، فَأَخَذْتُ الَّذِي فِيهِ اللَّبَنُ فَشَرِبْتُ، فَقِيلَ لِي: أَصَبْتَ الفِطْرَةَ أَنْتَ وَأُمَّتُكَ " قَالَ هِشَامٌ، وَسَعِيدٌ، وَهَمَّامٌ: عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فِي الأَنْهَارِ نَحْوَهُ. وَلَمْ يَذْكُرُوا: «ثَلاَثَةَ أَقْدَاحٍ»

الغرض قرائن اشارہ کرتے ہیں کہ یہ پیالے جنت میں پیش کیے گئے[14]

دوسری بحث یہ ہے کہ شراب سن ۹ ہجری میں سورہ المائدہ کے نزول میں حرام ہوئی اس سے قبل تمام مکی دور میں اور مدینہ میں بھی سن ۹ ہجری تک شراب مباح تھی - جبکہ حدیث معراج میں اس کا ذکر ہے کہ شراب پی لیتے تو امت گمراہ ہو جاتی۔

شراب تین ہجری میں غزوہ احد کے بعد حرام ہوئی	شراب سن ۹ ہجری میں حرام ہوئی
. قال القرطبي :امَّا الْخَمْرُ فَكَانَتْ لَمْ تُحَرَّمْ بَعْدُ ، وَإِنَّمَا نَزَلَ تَحْرِيمُهَا فِي سَنَةِ ثَلَاثٍ بَعْدَ وَقْعَةِ أُحُدٍ ، وَكَانَتْ وَقْعَةُ أُحُدٍ فِي شَوَّالٍ سَنَةَ ثَلَاثٍ مِنَ الهجرة " انتهى تفسير القرطبي (6/285) قال ابن تيمية : وكان تحريمها [يعني : الخمر] بعد غزوة أحد في السنة الثالثة من الهجرة انتهى مجموع الفتاوى	محمد بن علي بن آدم : لا خلاف بين علماء المسلمين ، أن سورة المائدة نزلت بتحريم الخمر انتهى مسلمانوں کے علماء کا اس میں اختلاف نہیں کہ شراب سورہ مائدہ میں حرام ہوئی شرح سنن النسائي (40/104)

(34/187)	

ظاہر ہے معراج کی خبر مکی دور میں ہی اصحاب رسول کو ہو گئی ہو گی کہ اس میں شراب اور امت کی گمراہی کو اپس میں جوڑا گیا ہے اس کے باوجود اصحاب احد یعنی حمزہ رضی اللہ عنہ شراب پیتے تھے اور صحیح بخاری کے مطابق انہوں نے اس حالت میں علی رضی اللہ عنہ کی اوٹنی کو ذبح کر دیا

صحیح مسلم میں ہے إبي سعيد الخدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا جو انہوں نے سنا

أبي سعيد الخدري رضي اللّه عنه قال : " سمعت رسول اللّه صلى اللّه عليه وسلم يخطب بالمدينة ، قال : (يَا أَيُّهَا النَّاسُ ، إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يُعَرِّضُ بِالْخَمْرِ ، وَلَعَلَّ اللَّهَ سَيُنْزِلُ فِيهَا أَمْرًا ، فَمَنْ كَانَ عِنْدَهُ مِنْهَا شَيْءٌ ، فَلْيَبِعْهُ وَلْيَنْتَفِعْ بِهِ) ، قال : فَمَا لَبِثْنَا إِلَّا يَسِيرًا ، حَتَّى قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : (إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى حَرَّمَ الْخَمْرَ ، فَمَنْ أَدْرَكَتْهُ هَذِهِ الْآيَةُ وَعِنْدَهُ مِنْهَا شَيْءٌ فَلَا يَشْرَبْ ، وَلَا يَبِعْ) ، قَالَ: فَاسْتَقْبَلَ النَّاسُ بِمَا كَانَ عِنْدَهُ مِنْهَا فِي طَرِيقِ الْمَدِينَةِ ، فَسَفَكُوهَا "

اے لوگوں اللہ تعالی نے تمھارے شراب پینے سے اعراض کیا اور ممکن ہے عنقریب وہ اس پر حکم نازل کرے تو جس کے پاس یہ ہے وہ اس سے جلدی فائدہ لے لے – پھر زیادہ دور نہ گزرا کہ اس پر حکم نازل ہوا (سورہ مائدہ)

یعنی سن ۹ ہجری تک شراب کی حرمت نازل نہیں ہوئی تھی - اس اشکال کا جواب ہے کہ معراج پر اشارتا شراب کی قباحت کا ذکر کیا لیکن اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر حرام نہیں کیا گیا تھا یہاں تک کہ سن ۹ ہجری میں اس کو حرام کیا گیا

واقعہ معراج اور آسمان پر انبیاء سے ملاقات

مسند البزار	صحیح مسلم	صحیح بخاری	صحیح بخاری	صحیح بخاری	صحیح بخاری	کہاں تک گئے؟
حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ کی روایت	حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ بصری کی روایت	شریک بن عبد اللہ کی روایت	قتادہ بصری کی روایت	امام الزہری کی روایت		
٣	٣	x	٢	١		
حَدَّثنا حَمَّادٌ، عَنْ ثابتٍ الْبُنَانِيِّ، عَن أَنس بْنِ مَالِكٍ	حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ	حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ، عَنْ شَرِيكِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّهُ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ،	حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا	حَدَّثَنَا يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ كَانَ أَبُو ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يُحَدِّثُ	حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَ أَبُو ذَرٍّ يُحَدِّثُ	
السِّدْرَةِ الْمُنْتَهَى تک پہنچے	السِّدْرَةِ الْمُنْتَهَى تک پہنچے	سِدْرَةَ الْمُنْتَهَى تک پہنچے	سِدْرَةُ الْمُنْتَهَى تک پہنچے			سِدْرَةُ الْمُنْتَهَى
ابراہیم	ابراہیم - الْبَيْتِ الْمَعْمُورِ	مُوسَى	إِبْرَاهِيمُ			ساتواں آسمان
موسی	موسی	إِبْرَاهِيمَ	مُوسَى	ابراہیم	ابراہیم	چھٹا آسمان
هَارُونَ	هَارُونَ		هَارُونُ			پانچواں آسمان
ادریس	إِدْرِيسَ	هَارُونَ	إِدْرِيسَ			چوتھا آسمان
یوسف	يُوسُفَ		يُوسُفُ			تیسرا آسمان
عِيسَى وَيَحْيَى	عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ، وَيَحْيَى بْنِ زَكَرِيَّاءَ	إِدْرِيسَ	يَحْيَى وَعِيسَى			دوسرا آسمان
آدم	آدم	آدَمَ	آدم	آدم	آدم	پہلا آسمان

http://mohaddis.com/View/Muslim/411
http://mohaddis.com/View/Sahi-Bukhari/3887
http://mohaddis.com/View/Sahi-Bukhari/7517
http://mohaddis.com/View/Sahi-Bukhari/3342

واقعہ معراج صحیح احادیث سے ثابت ہے لیکن ان میں اضطراب موجود ہے اور راویوں نے مختلف آسمانوں پر الگ الگ انبیاء کا ذکر کر دیا ہے

العلل از دارقطنی میں معراج کی روایت پر تبصرہ ہے – دارقطنی نے کہا

وروى هذا الحديث الزهري، عن أنس، فخالف قتادة، أسنده عن أنس، عن أبي ذر الغفاري. واختلف عن الزهري: فرواه عقيل، ويونس، عن الزهري، عن أنس، عن أبي ذر. قال ذلك ابن وهب عن يونس، وَقَالَ أَبُو ضَمْرَةَ: عَنْ يُونُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أبي ووهم فيه، وأحسبه سقط من كتابه أنس، عن فظن أنه: عن أبي بن كعب. ورواه أبو صفوان عبد الله بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أنس لم يجاوز به.

اس (صحیح بخاری کی) حدیث کو زہری نے انس بن مالک سے روایت کیا ہے اور قتادہ کی اس متن میں مخالفت کی ہے جو قتادہ نے انس سے اور انہوں نے ابوذر سے روایت کیا ہے اور امام زہری سے اس کو روایت کرنے میں قتادہ نے اختلاف کیا ہے - اس کو عقیل اور یونس نے زہری عن انس عن ابو ذر کی سند سے روایت کیا ہے اور ایسا ابن وھب نے کہا ہے اور اُبُو ضَمْرَةَ: عَنْ يُونُسَ، عَنِ الزُّہْرِيِّ، عَنْ اِبی بن کعب کی سند سے روایت کیا ہے اور گمان ہے کہ اس کی کتاب میں رہ گیا کہ انس نے کس سے روایت لی تھی تو ابو ضمرہ نے اس کو گمان کیا کہ ابی بن کعب سے لی ہو گی – اور اس کو اِبو صفوان عبد اللہ بْنُ سَعِيد، عَنْ يُونُسَ، عَنِ الزُّہْرِيِّ، عَنْ اِنس کی سند سے روایت کیا ہے اور آگے نہیں کیا ہے (یعنی یہ نہیں بتایا کہ انس نے کس سے روایت لی

المستدرک علی الصحیحین میں امام حاکم نے لکھا ہے

قَالَ الْحَاكِمُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: " قُلْتُ لِشَيْخِنَا أَبِي عَبْدِ اللَّهِ لِمَ لَمْ يُخَرِّجَا هَذَا الْحَدِيثَ؟ قَالَ: لِأَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ لَمْ يَسْمَعْهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا سَمِعَهُ مِنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ "، قَالَ الْحَاكِمُ: «ثُمَّ نَظَرْتُ فَإِذَا الْأَحْرُفُ الَّتِي سَمِعَهَا مِنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ غَيْرُ هَذِهِ وَلِيَعْلَمْ طَالِبُ هَذَا الْعِلْمِ أَنَّ حَدِيثَ الْمِعْرَاجِ قَدْ سَمِعَ أَنَسٌ بَعْضَهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَعْضَهُ مِنْ أَبِي ذَرٍّ الْغِفَارِيِّ، وَبَعْضَهُ مِنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ غَيْرُ هَذِهِ،

وَبَعْضَهُ مِنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

ہم نے اپنے شَيْخ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ الْحَافِظُ سے پوچھا اس حدیث کی تخریہ کیوں کی ؟ کہا اس بنا پر اس کو انس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا انہوں نے اس کو مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ سے سنا – امام حاکم نے کہا پھر اس پر غور کرو کہ … حدیث معراج کو انس نے بعض رسول اللہ سے سنا بعض ابو ذر سے اور بعض مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ سے اور بعض ابو ہریرہ سے

امام دارقطنی اور امام حاکم کا اس سند پر اختلاف واضح ہے کہ انس نے اس کو کس سے سنا

روایات کی صحت کے درجات کے حوالے سے راقم کے نزدیک

نمبر ۱ پر امام الزہری کی سند ہے

نمبر ۲ پر قتادہ کی انس سے روایت ہے

نمبر ۳ پر حماد بن سلمہ کی ثابت سے ان کی انس سے روایت ہے

شریک بن عبد اللہ کی روایت معلول و منکر ہے –

ابن حجر نے فتح الباری ج ۱۳ ص ۴۸۴ پر لکھا ہے

زَادَ فِيهِ يَعْنِي شَرِيكًا زِيَادَةً مَجْهُولَةً وَأَتَى فِيهِ بِأَلْفَاظٍ غَيْرِ مَعْرُوفَةٍ وَقَدْ رَوَى الْإِسْرَاءَ جَمَاعَةٌ مِنَ الْحُفَّاظِ فَلَمْ يَأْتِ أَحَدٌ مِنْهُمْ بِمَا أَتَى بِهِ شَرِيكٌ وَشَرِيكٌ لَيْسَ بِالْحَافِظِ

اس روایت میں شریک کی زیادت مجہول ہے اور وہ غیر معروف الفاظ لایا ہے اور واقعہ معراج کو حفاظ کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے جن میں کوئی بھی وہ الفاظ نہیں لایا جو شریک لایا ہے اور شریک حافظ نہیں ہے

انبیاء سے فتنہ دجال پر بات ہوئی ؟

صحیح ابن ماجہ کے مطابق انبیاء میں فتنہ دجال پر بات ہوئی- سنن ابن ماجہ کی روایت ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْعَوَّامُ بْنُ حَوْشَبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي جَبَلَةُ بْنُ سُحَيْمٍ، عَنْ مُؤْثِرِ بْنِ عَفَازَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: " لَمَّا كَانَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَقِيَ أبْرَاهِيمَ، وَمُوسَى، وَعِيسَى فَتَذَاكَرُوا السَّاعَةَ، فَبَدَءُوا بِأبْرَاهِيمَ فَسَأَلُوهُ عَنْهَا، فَلَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ مِنْهَا عِلْمٌ، ثُمَّ سَأَلُوا مُوسَى، فَلَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ مِنْهَا عِلْمٌ، فَرُدَّ الْحَدِيثُ أَلَى عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ، فَقَالَ: قَدْ عُهِدَ أَلَيَّ فِيمَا دُونَ وَجْبَتِهَا، فَأَمَّا وَجْبَتُهَا فَلَا يَعْلَمُهَا أَلَّا اللَّهُ، فَذَكَرَ خُرُوجَ الدَّجَّالِ، قَالَ: فَأَنْزِلُ، فَأَقْتُلُهُ فَيَرْجِعُ النَّاسُ أَلَى بِلَادِهِمْ فَيَسْتَقْبِلُهُمْ يَأْجُوجُ، وَمَأْجُوجُ وَهُمْ {مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ} [الأنبياء: 96] ، فَلَا يَمُرُّونَ بِمَاءٍ أَلَّا شَرِبُوهُ، وَلَا بِشَيْءٍ أَلَّا أَفْسَدُوهُ، فَيَجْأَرُونَ أَلَى اللَّهِ، فَأَدْعُو اللَّهَ أَنْ يُمِيتَهُمْ، فَتَنْتُنُ الْأَرْضُ مِنْ رِيحِهِمْ، فَيَجْأَرُونَ أَلَى اللهِ، فَأَدْعُو اللَّهَ، فَيُرْسِلُ السَّمَاءَ بِالْمَاءِ، فَيَحْمِلُهُمْ فَيُلْقِيهِمْ فِي الْبَحْرِ، ثُمَّ تُنْسَفُ الْجِبَالُ، وَتُمَدُّ الْأَرْضُ مَدَّ الْأَدِيمِ، فَعُهِدَ أَلَيَّ مَتَى كَانَ ذَلِكَ، كَانَتِ السَّاعَةُ مِنَ النَّاسِ، كَالْحَامِلِ الَّتِي لَا يَدْرِي أَهْلُهَا مَتَى تَفْجَؤُهُمْ بِوِلَادَتِهَا " قَالَ الْعَوَّامُ: " وَوُجِدَ تَصْدِيقُ ذَلِكَ فِي كِتَابِ اللَّهِ تَعَالَى: حَتَّى أَذَا فُتِحَتْ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ وَهُمْ {مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ} [الأنبياء: 96]

جس رات نبی ﷺ کو معراج ہوئی تو آپ کی ملاقات ابراہیم علیہ السلام ، موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام سے ہوئی وہ لوپس میں قیامت کے بارے میں بات چیت کرنے لگے (ا) سب سے پہلے ابراہیم علیہ السلام سے اس بابت پوچھا مگر انہیں اس کے بابت علم نہ تھا پھر موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا انہیں بھی اس کا علم نہ تھا پھر عیسیٰ علیہ السلام سے اس متعلق بات کرنے کو کہا گیا مجھے قیامت قائم ہونے سے قبل کی باتیں بتائی گئی ہیں مگر اس کا قائم ہونا اللہ کے سواء کوئی نہیں جانتا ہے پھر انہوں نے دجال کے ظاہر ہونے کا ذکر کیا اور فرمایا میں نازل ہو کر اسے قتل کروں گا اور لوگ اپنے گھروں کو واپس لوٹ رہے ہوں گے پھر ان کو یاجوج ماجوج ملیں گے وہ ہر ٹیلے سے اتر رہے ہوں گے اور جس (نہر یا چشمے) پر سے گزریں گے تو اس کو ختم کردیں گے اور کوئی چیز ایسی نہ بچے گی جس کو برباد نہ کر دیں پس پھر لوگ اللہ سے فریاد کریں گے اور

میں بھی اللہ سے دعا کروں گا کہ ان کو ہلاک کر دے پھر ساری زمین میں ان کے جسموں کی بو بھیل جائے گی پھر لوگ اللہ سے فریاد کریں گے اور میں بھی دعا کروں گا پس اللہ بارش برسائے گا جو ان کو بہا کر سمندر میں پھینک دے گی پھر پہاڑوں کو ریزہ ریزہ کر دیا جائے گا اور زمین کو چمڑے کی طرح کر دیا جائے گا اور مجھے بتایا گیا ہے کہ جب یہ واقع ہو جائے گا تو قیامت اتنی قریب ہو گی کہ جیسے حاملہ عورت (جس کا وقت قریب ہو) کے گھر والوں کو پتا نہیں ہوتا کہ کس وقت زچگی ہو جائے گی

اس کی سند میں مسائل ہیں - شعیب الأرنؤوط اور البانی دونوں اس روایت کو ضعیف قرار دیتے ہیں - اس میں مؤثر بن عفازة الشیبانی کو مجھول کہا گیا ہے - اس راوی کو عجلی اور ابن حبان نے ثقہ کہا ہے جو ان کا طریقہ ہے کہ مستور راویوں کو بھی ثقہ شمار کرتے ہیں

روایت کا متن منکر ہے - اس کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام جب یاجوج و ماجوج کو قتل کر دیں گے تو پھر پہاڑوں کو ریزہ ریزہ کر دیا جائے گا اور زمین کو چمڑے کی طرح کر دیا جائے گا اور مجھے بتایا گیا ہے کہ جب یہ واقع ہو جائے گا تو قیامت اتنی قریب ہو گی کہ جیسے حاملہ عورت (جس کا وقت قریب ہو) کے گھر والوں کو پتا نہیں ہوتا کہ کس وقت زچگی ہو جائے گی

قتل زکریا علیہ السلام کا قصہ

روایات میں ہے کہ ابو یحییٰ زکریا علیہ السلام سے بھی ملاقات ہوئی - تاریخ دمشق از ابن عساکر کی روایت ہے

أخبرنا أبو الحسن بركات بن عبد العزيز وأبو محمد عبد الكريم بن حمزة قالا أنا أبو بكر أحمد بن علي بن ثابت أنا أبو الحسن بن رزقويه أنا أحمد بن سندي الحداد أنا الحسن بن علي أنا إسماعيل بن عيسى نا إسحاق بن بشر أنا يعقوب الكوفي عن عمرو (2) بن ميمون عن أبيه عن ابن عباس (3) أن رسول الله (صلى الله عليه وسلم) ليلة أسري به رأى زكريا في السماء فسلم عليه فقال له يا أبا يحيى خبرني عن قتلك كيف كان .... قالت بنو إسرائيل قد غضب إله زكريا لزكريا فتعالوا حتى نغضب لملكنا فنقتل زكريا قال فخرجوا في طلبي ليقتلوني فجاءني النذير فهربت منهم وإبليس أمامهم يدلهم علي فلما أن تخوفت أن لا أعجزهم عرضت لي شجرة فنادتني فقالت إلي وانصدعت لي فدخلت فيها قال وجاء إبليس حتى أخذ طرف ردائي والتأمت الشجرة وبقي طرف ردائي خارجا من الشجرة وجاءت بنو إسرائيل فقال إبليس أما رأيتموه دخل هذه الشجرة هذا طرف ردائه دخلها بسحره فقالوا نحرق هذه الشجرة فقال إبليس شقوها بالمنشار شقا قال فشققت مع الشجرة بالمنشار فقال له النبي (صلى الله عليه وسلم) يا زكريا هل وجدت له مسا أو وجعا قال لا إنما وجدت ذلك الشجرة جعل الله روحي فيها

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جس رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی انہوں نے زکریا علیہ السلام کو آسمان پر دیکھا ان کو سلام کیا اور پھر ان سے کہا اے ابو یحییٰ آپ کا قتل کیسے ہوا اسکی مجھ کو خبر دیں - زکریا علیہ السلام نے قصہ ذکر کیا .... نبی اسرائیل نے کہا کہ زکریا کا الہ اس پر غضب ناک ہے چلو چل کر زکریا کا قتل کریں پس وہ میرے قتل کے ارادہ سے نکلے اور ایک ڈرانے والا میرے پاس آیا اور میں نے وہاں سے فرار کیا اور ابلیس بنی اسرائیل کے اگے تھا ان کو بتا رہا تھا پس جب مجھ کو خوف ہوا کہ میں ان کو عاجز نہ کر سکوں گا

تو ایک درخت مجھ پر پیش کیا گیا اس درخت نے مجھ کو پکارا اور کہا میری طرف آو اور درخت چیر گیا - پس میں درخت میں داخل ہوا اور ابلیس بھی آیا اس نے میری چادر کو پکڑ لیا حتی کہ درخت بند ہوا اور میری چادر کا کونہ باہر تھا اور بنی اسرائیل وہاں پہنچ گئے پس ابلیس نے کہا کیا تم سمجھتے ہو کہ زکریا اس درخت میں ہے اپنے جادو سے اور یہ اس کی چادر کا حصہ باہر رہ گیا ہے پس بنی اسرائیل نے کہا ہم اس درخت کو جلا دیں گے - ابلیس نے کہا اس کو بیچ میں سے کاٹ دو - نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زکریا سے پوچھا کیا آپ کو تکلیف ہوئی ؟ زکریا علیہ السلام نے فرمایا نہیں - میں نے اس درخت کو پایا کہ اللہ نے میری روح اس میں کر دی

سند میں أَبُو حُذَيْفَةَ إِسْحَاقُ بنُ بِشْرِ بنِ مُحَمَّدٍ الهَاشِمِيُّ ضعیف ہے – الذھبی کہتے ہیں

مُصَنِّفُ كِتَابِ (المُبْتَدَأُ) ، وَهُوَ كِتَابٌ مَشْهُوْرٌ فِي مُجَلَّدَتَيْنِ، يَنْقُلُ مِنْهُ ابْنُ جَرِيْرٍ فَمَنْ دُوْنَهُ، حَدَّثَ فِيْهِ بِبَلاَيَا وَمَوْضُوْعَاتٍ.

یہ کتاب مبتدا کے مصنف ہیں جو دو جلدوں میں مشہور کتاب ہے ... اس میں فضول اور گھڑی ہوئی روایات روایت کی ہیں

امام مسلم و دارقطنی اس کو متروک قرار دیتے ہیں

تاریخ دمشق میں اس کی ایک سند اور ہے

أخبرنا أبو القاسم علي بن إبراهيم أنا أبو الحسن رشأ بن نظيف أنا الحسن بن إسماعيل نا أحمد بن مروان نا أحمد بن محمد البغدادي نا عبد المنعم يعني ابن إدريس عن أبيه عن وهب بن منبه أن زكريا هرب ودخل جوف شجرة فوضع على الشجرة المنشار وقطع بنصفين فلما وقع المنشار على ظهره أن فأوحى الله تبارك وتعالى يا زكريا إما أن تكف عن أنينك أو أقلب الأرض ومن عليها قال فسكت حتى قطع بنصفين

اس میں عبد المنعم یعنی ابن إدریس ضعیف ہے

ابن کثیر نے **البدایۃ والنہایۃ** میں تبصرہ کیا ہے

هَذَا سِيَاقٌ غَرِيبٌ جدا وَحَدِيثٌ عَجِيبٌ وَرَفْعُهُ مُنْكَرٌ وَفِيهِ مَا يُنْكَرُ على كل حال

اس سیاق و سبق کی حدیث عجیب و غریب ہے اس کو مرفوع روایت کیا گیا ہے اور اس میں متن ہے جو ہر حال میں منکر ہے

الدر المنثور 4/264 از سیوطی میں مروی ہے

عن ابن جدعان عن ابن المسيب الرواية ان زكريا حين قتل ابنه انطلق هاربا منهم واتبعوه حتى اتى على شجرة ساق فدعته ليها فانطوت عليه ولقيت من ثوبه هدبة تلعبها الريح فانطلقو الى الشجرة فلم يجدوا اثره عندها فنظروا تلك الهدبة فدعوا المنشار فقطعوا الشجرة فقطعوه فيها

یہ ابن مسیب کا قول ہے اور یہ سب نصرانیات میں سے ہے –

ایک قصہ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے

دشمنوں نے زکریا کا تعاقب کیا آپ نے درخت کے تنے میں جا کر پناہ لی۔اسی وقت شیطان نے انسان کی صورت میں ان کافروں کو بتایا کہ حضرت زکریا علیہ السلام درخت کے تنے میں چھپے ہوئے ہیں اور تم لوگ آرے کی مدد سے یہ درخت کاٹ ڈالو۔ یہ سنتے ہی ان کافروں نے ایک بڑا آرا لے کر اس درخت کو کاٹنے لگے۔اور حضرت زکریا علیہ السلام کے سر کے نزدیک جب آرا آیا تو حضرت زکریا علیہ السلام اف کراٹھے۔تو اسی وقت رب کائنات نے فرمایا: "اے زکریا علیہ السلام! تکلیف اور مصائب پر پہلے صبر کیوں نہیں کیا جواب فریاد کرتے ہو اور مجھ سے پناہ کیوں طلب نہیں کی اب اگر دوبارہ تمہارے منہ سے آہ نکلی تو صابرین سے تمہارا نام خارج کر دیا جائے گا۔پس حضرت زکریا علیہ السلام نے دوبارہ اف تک نہیں کی اور اپنی جان اسی طرح خدا کو

سونپ دی۔

اس قصہ کا مصدر حکایات اولیاء نام کی کوئی کتاب ہے جس کا مصنف نا معلوم ہے

کنز اعمال میں بلا سند ہے

خرجت بنو إسرائيل فى طلب زكريا ليقتلوه فخرج هاربا فى البرية، فانفرجت له شجرة فدخل فيها فبقيت هدبة 1 من ثوبه، فجاؤا حتى قاموا عليها فنشروه بالمنشار. "الديلمى - عن إبي هريرة

شیعوں کی روایات میں بھی اس قتل کا قصہ مذکور ہے

كتاب سليم بن قيس أن أمير المؤمنين علي بن ابي طالب (عليه السلام) بعث برسالة الى معاوية ذكر فيها : (يا معاوية ان نبي الله زكريا نشر بالمنشار ويحيى ذبح وقتله قومه وهو يدعوهم الى الله عز وجل وذلك لهوان الدنيا على الله).

وفي بحار الانوار 14/ 189 قال : (فنهى ملك زمانه عن تزويج بنت أخيه أو بنت زوجته فقتله، فلما سمع أبوه بقتله فر هاربا فدخل بستانا عند بيت المقدس فيه أشجار فأرسل الملك في طلبه، فمر زكريا عليه السلام بشجرة فنادته : هلم إلي يا نبي الله، فلما أتاها انشقت فدخل فيها فانطبقت عليه فبقي في وسطها، فأتى عدو الله إبليس فأخذ هدب ردائه فأخرجه من الشجرة ليصدقوه إذا أخبرهم، ثم لقي الطلب فقال لهم : ما تريدون ؟ فقالوا : نلتمس زكريا، فقال : إنه سحر هذه الشجرة فانشقت له فدخلها، قالوا : لا نصدقك، فأراهم طرف ردائه، فأخذوا الفأس وقطعوا الشجرة وشقوها بالمنشار فمات زكريا عليه السلام فيها، فسلط الله عليهم أخبث أهل الأرض فانتقم به منهم، وقيل : إن السبب في قتله أن إبليس جاء إلى مجالس بني إسرائيل فقذف زكريا بمريم، وقال لهم ما أحبلها غيره، وهو الذي كان يدخل عليها، فطلبوه فهرب، إلى آخر ما مر)

تفسیر میزان از **الطباطبائی** میں ہے

و لم يذكر في القرآن مآل أمره (عليه السلام) و كيفية ارتحاله لكن وردت أخبار متكاثرة من طرق العامة و الخاصة، أن قومه قتلوه و ذلك أن أعداءه قصدوه بالقتل فهرب منهم و التجأ إلى شجرة فانفرجت له فدخل جوفها ثم التأمت فدلهم الشيطان عليه و أمرهم أن ينشروا الشجرة بالمنشار ففعلوا و قطعوه نصفين فقتل (عليه السلام)

عند ذلك.

قرآن میں ذکر نہیں ہے کہ زکریا کے قتل کا ارادہ بنی اسرائیل نے کیوں کیا اور نہ ان کی وفات کا قصہ ہے لیکن بہت سے خاص و عام طرق میں ہے کہ ان کی قوم نے ان کا قتل کیا اور یہ اس وجہ سے کہ ان کے دشمنوں نے ان کے قتل کا قصد کیا وہ فرار ہوئے اور درخت سے التجا کی تو درخت کھل گیا وہ اس کے اندر داخل ہوئے اور پھر بنی اسرائیل نے درخت کا جائزہ لیا شیطان نے بتا دیا اور درخت کو کاٹ دیا گیا

بیت المعمور یا بیت المقدس ؟

اہل تشیع کی ایک روایت کے مطابق مسجد الاقصی سے مراد بیت المعمور ہے

کتاب الیقین – السید ابن طاووس – ص 294 – میں علی کی امامت پر روایت ہے جس کی سند اور متن ہے

حدثنا أحمد بن إدريس قال : حدثنا أحمد بن محمد بن عيسى قال : حدثنا الحسين بن سعيد عن فضالة بن أيوب عن أبي بكر الحضرمي عن أبي عبد الله عليه السلام قال : أتى رجل إلى أمير المؤمنين وهو في مسجد الكوفة وقد احتبى بحمائل سيفه . فقال : يا أمير المؤمنين ، إن في القرآن آية قد أفسدت علي ديني وشككتني في ديني ! قال : وما ذاك ؟ قال : قول الله عز وجل * (واسئل من أرسلنا من قبلك من رسلنا ، أجعلنا من دون الرحمان آلهة يعبدون) * ، فهل في ذلك الزمان نبي غير محمد صلى الله عليه وآله فيسأله عنه ؟ . فقال له أمير المؤمنين عليه السلام : إجلس أخبرك إنشاء الله ، إن الله عز وجل يقول في كتابه : * (سبحان الذي أسرى بعبده ليلا من المسجد الحرام إلى المسجد الأقصى الذي باركنا حوله لنريه من آياتنا) * ، فكان من آيات الله التي أريها محمد صلى الله عليه وآله أنه انتهى جبرئيل إلى البيت المعمور وهو المسجد الأقصى ، فلما دنا منه أتى جبرئيل عينا فتوضأ منها ، ثم قال يا محمد ، توضأ . ‹ صفحة 295 › ثم قام جبرئيل فأذن ثم قال للنبي صلى الله عليه وآله : تقدم فصل واجهر بالقراءة ، فإن خلفك أفقا من الملائكة لا يعلم عدتهم إلا الله جل وعز . وفي الصف الأول : آدم ونوح وإبراهيم وهو وموسى وعيسى ، وكل نبي بعث الله تبارك وتعالى منذ خلق الله السماوات والأرض إلى أن بعث محمدا صلى الله عليه وآله . فتقدم رسول الله صلى الله عليه وآله فصلى بهم غير هائب ولا محتشم . فلما انصرف أوحى الله إليه كلمح البصر : سل يا محمد * (من أرسلنا من قبلك من رسلنا أجعلنا من دون الرحمان آلهة يعبدون) * . فالتفت إليهم رسول الله صلى الله عليه وآله بجميعه فقال : بم تشهدون ؟ قالوا : نشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأنت رسول الله وأن عليا أمير المؤمنين وصيك ، وأنت رسول الله سيد النبيين وإن عليا سيد الوصيين ، أخذت على ذلك مواثيقنا لكما بالشهادة . فقال الرجل : أحييت قلبي وفرجت عني يا أمير المؤمنين

ایک شخص، علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور وہ مسجد کوفہ میں تھے اور ان کی تلوار ان کی کمر سے بندھی تھی – اس شخص نے علی سے کہا اے امیر المومنین قرآن میں آیت ہے جس نے مجھے اپنے دین میں اضطراب میں مبتلا کیا ہے انہوں نے پوچھا کون سی آیت ہے وہ شخص بولا

واسئل من أرسلنا من قبلك من رسلنا ، أجعلنا من دون الرحمان آلهة يعبدون

اور پوچھو پچھلے بھیجے جانے والے رسولوں میں سے کیا ہم نے رحمان کے علاوہ کوئی اور الہ بنایا جس کی انہوں نے عبادت کی ؟

امام علی نے کہا بیٹھ جاؤاللہ نے چاہا تو میں بتاتا ہوں- اللہ نے قرآن میں کہا متبرک ہے وہ ذات جو لے گئی اپنے بندے کو رات میں مسجد الحرام سے مسجد الاقصی جس کو با برکت بنایا تاکہ اپنی کچھ نشانیاں دکھائے- ایک نشانی جو دکھائی گئی وہ یہ تھی کہ محمد صلی اللہ علیہ و الہ کو جبریل بیت المعمور لے گئے جو مسجد الاقصی ہے وہ وضو کا پانی لائے اور جبریل نے اذان دی اور محمد کو کہا کہ آگے آیئے اور امامت کرایئے- فرشتے صفوں میں کھڑے ہوئے اور ان کی تعداد اللہ ہی جانتا ہے اور پہلی صف میں آدم، عیسیٰ اور ان سے پہلے گزرے انبیاء تھے – جب نماز سے فارغ ہوئے تو ان کو کہا گیا کہ رسولوں سے پوچھیں کہ کیا انہوں نے اللہ کے سوا دوسرے خدائوں کی عبادت کی ؟ تو جب انہوں نے پوچھا تو رسولوں نے کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی الہ نہیں، آپ اللہ کے رسول ہیں اور علی امیر المومنین آپ کے وصی ہیں – آپ سید الانبیاء ہیں اور علی، سید الوصیین ہیں اس کے بعد انہوں نے عہد کیا – وہ شخص بولا اے امیر المومنین آپ نے میرے دل کو خوشی دی اور مسئلہ کھول دیا

بحار الانوار – العلامۃ المجلسی – ج 18 – ص ۳۹۴ میں اس روایت کی سند ہے

كشف اليقين : محمد بن العباس ، عن إحمد بن إدريس ، عن ابن عيسى ، عن الأهوازي عن فضالة ، عن الحضرمي عن إبي عبد الله (عليه السلام) قال : إتى رجل إلى إمير المؤمنين (عليه السلام) وهو

فی مسجد الکوفۃ

کتاب تأویل الآیات – شرف الدین الحسینی – ج 2 – ص ۵۶۴ کے مطابق سند ہے

وروى مُحَمَّد بن العباس (رحمه الله) في سورة الإسراء عن أحمد بن إدريس عن أحمد بن مُحَمَّد بن عيسى ، عن الحسين بن سعيد ، عن فضالة بن أيوب ، عن أبي بكر الحضرمي ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : أتى رجل إلى أمير المؤمنين عليه السلام وهو في مسجد الكوفة وقد احتبى بحمائل سيفه ، فقال : يا أمير المؤمنين إن في القرآن آية قد أفسدت علي ديني وشككتني في ديني قال : وما ذاك ؟ قال : قول الله عز وجل : (وسئل من أرسلنا من قبلك من رسلنا أجعلنا من دون الرحمن آلهة يعبدون) فهل كان في ذلك الزمان نبي غير مُحَمَّد فيسأله عنه ؟

إحمد بن محمد بن عیسی الاشعری کو إحمد بن محمد إبو جعفر اور إحمد بن محمد بن عیسی الاشعری القمی بھی کہا جاتا ہے یہ الحسین بن سعید الأہوازی سے روایت کرتے ہیں مندرجہ بالا تمام کتب میں مرکزی راوی الحسین بن سعید ہیں جو فضالۃ سے روایت کرتے ہیں کتاب معجم رجال الحدیث – السید الخوئی – ج 14 – ص 290 – ۲۹۱ کے مطابق

قال لي أبو الحسن بن البغدادي السوراني البزاز : قال لنا الحسين ابن يزيد السوراني : كل شئ رواه الحسين بن سعيد عن فضالة فهو غلط ، إنما هو الحسين عن أخيه الحسن عن فضالة ، وكان يقول إن الحسين بن سعيد لم يلق فضالة ، وإن أخاه الحسن تفرد بفضالة دون الحسين ، ورأيت الجماعة تروي ‹ صفحة 291 › بأسانيد مختلفة الطرق ، والحسين بن سعيد عن فضالة ، والله أعلم

ابو الحسن نے کہا کہ الحسین بن یزید نے کہا کہ جو کچھ بھی حسین بن سعید ، فضالۃ سے روایت کرتا ہے وہ غلط ہے بے شک وہ حسین اپنے بھائی حسن سے اور وہ فضالۃ سے روایت کرتا ہے اور کہتے تھے کہ حسین کی فضالۃ سے تو ملاقات تک نہیں ہوئی اور ان کا بھائی حسن ، فضالۃ سے روایت میں منفرد ہے اور ایک جماعت اس سے روایت کرتی ہے .. و اللہ اعلم

یعنی یہ روایت شیعہ محققین کے نزدیک منقطع ہے لیکن بعض رافضی اس کو جوش و خروش سے

سناتے ہیں

اہل تشیع کی کتاب البرہان ج 2 : 401 . البحار ج 6 : 392 . الصافی ج 1 : 949 کے مطابق

عن سلام الحناط عن رجل عن ابی عبدالله علیه السلام قال : سألته عن المساجد التی لها الفضل ، فقال : المسجد الحرام ومسجد الرسول ، قلت : والمسجد الاقصی جعلت فداك ؟ فقال : ذاك في السماء ، اليه اسری رسول الله صلی الله علیه وآله ، فقلت : ان الناس يقولون : انه بيت المقدس ؟ فقال : مسجد الكوفة أفضل منه

سلام حناط نے ایک شخص سے اس نے امام جعفر سے روایت کیا کہ ان سے افضل مساجد پر سوال ہوا فرمایا مسجد الحرام اور مسجد الرسول – میں نے کہا اور مسجد الاقصی ؟ فرمایا وہ تو آسمان میں ہے اس کی طرف معراج ہوئی – میں نے کہا لوگ تو کہتے ہیں یہ بیت المقدس میں ہے – فرمایا مسجد کوفہ تو اس سے بھی افضل ہے

سلام الحناط کو کوفی کہا جاتا ہے – طرائف المقال میں علی البروجردی کے مطابق اس کا نام سلام بن غانم الحناط ہے- نجاشی کے مطابق اس کو سلام بن إبي عمرة الخراسانی بھی کہا گیا ہے اور متاخرین شیعہ نے اس کا انکار کیا ہے البتہ سند میں اس نے رجل مجہول سے روایت کیا ہے اور یہ سند ضعیف ہے

الغرض مسجد کوفہ لے جانے کے حوالے سے اہل تشیع کی بیان کردہ راویات میں خود ان کے مطابق مجہول و ضعیف راوی ہیں – ان رواۃ کی تعدیل شیعوں کی کتب میں ہی مفقود ہے لیکن اس کے باوجود تفسیر نور ثقلین اور تفسیر عیاشی میں ان روایات کا ذکر کیا گیا ہے

دوسری طرف الکافی از کلینی ہی میں ہے کہ مسجد کوفہ کا مقام عذاب الہی کا مخرج تھا – یہاں سے قوم نوح پر تنور میں سے پانی نکل آیا

مُحَمَّد بن يحيى، عن بعض أصحابنا، عن الحسن بن علي بن أبي حمزة، عن أبي بصير، عن أبي عبدالله (عليه السلام)

قال: سمعته يقول: نعم المسجد مسجد الكوفة صلى فيه ألف نبي وألف وصي ومنه فار التنور

جبریل کے پر جلنا

جلتے ہیں پر جبریل کے جس مقام پر
اسکی حقیقتوں کے شناسا تمہی تو ہو

ایک واقعہ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب سدرہ المنتہی سے آگے بڑھے تو جبریل علیہ السلام نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اگے جایئے ہمارے تو پر جلتے ہیں

تفسیر روح البیان از مفسر إسماعيل حقي بن مصطفى الإستانبولي الحنفي الخلوتي , المولى أبو الفداء (المتوفى: 1127ھـ) کے مطابق جبریل کے الفاظ تھے

لو تجاوزت لاحرقت بالنور. وفى رواية لو دنوت انملة لاحترقت

اگر میں نے تجاوز کیا تو میں نور سے جل جاؤں گا اور ایک روایت میں ہے کہ اگر ایک چیونٹی کی مقدار بہ بڑھا تو بھسم ہو جاؤں گا

ان الفاظ کو فصوص الحکم میں ابن عربی ۶۳۸ ہجری نے نقل کیا ہے اور شیعوں کی کتاب بحار الانوار از ملا باقر مجلسی (المتوفی ۱۱۱۱ ھ) میں بھی یہ الفاظ نقل ہوئے ہیں

ابن عربی کی تفسیر میں ہے

تفسیر ابن عربي – ابن العربي – ج 2 – ص 148

هو الذي يصلي عليكم) * بحسب تسبيحكم بتجليات الأفعال و الصفات دون الذات لاحتراقهم هناك بالسبحات ، كما قال جبريل عليه السلام : ' لو دنوت أنملة لاحترقت ' .

جیسا کہ جبریل نے کہا : اگر سرکوں تو بھسم ہو جاؤں

اصل میں بات کس سند سے اہل سنت کو ملی پتا نہیں

شیخ سعدی صوفی شیرازی المتوفی ٦٩٠ ھ کے اشعار ہیں

چنان گرم در تیه قربت براند ... که در سدره جبریل از و باز ماند
بدو گفت سالار بیت الحرام ... که ای حامل وحی برتر خرام
چو در دوستی مخلصم یافتی ... عنانم ز صحبت چرا تافتی
بگفتا فراتر مجالم نماند ... بماندم که نیروی بالم نماند
اگر یک سر موی برتر پرم ... فروغ تجلی بسوزد پرم
آخری شعر اسی پر ہے

لگتا ہے ساتویں صدی میں ابن عربي اور شیخ سعدی کو یہ بات کسی شیعہ سے ملی اور عالم میں پھیل گئی

تفسیر المیزان از العلامۃ الطباطبائی کے مطابق

و في أمالي الصدوق، عن أبيه عن علي عن أبيه عن ابن أبي عمير عن أبان بن عثمان عن أبي عبد الله جعفر بن محمد الصادق (عليه السلام) قال: لما أسري برسول الله (صلى الله عليه وآله وسلم) إلى بيت المقدس حمله جبرئيل على البراق فأتيا بيت المقدس و عرض عليه محاريب الأنبياء و صلى بها

...

و فيه، بإسناده عن عبد الله بن عباس قال: إن رسول الله (صلى الله عليه وآله وسلم) لما أسري به إلى السماء انتهى به جبرئيل إلى نهر يقال له النور

....

فلما بلغ إلى سدرة المنتهى و انتهى إلى الحجب، قال جبرئيل: تقدم يا رسول الله ليس لي أن أجوز هذا المكان و لو دنوت أنملة لاحترقت.

پس جب سدرہ المنتہی تک پہنچے اور حجاب تک آئے جبریل نے کہا یا رسول اللہ اپ آگے جایئے میری لئے جائز نہیں کہ آگے جاؤں اس مکان سے اور اگر ایک قدم بھی سرکوں گا میں جل جاؤں گا

یعنی یہ بات امالی صدوق المتوفی ۳۸۱ ھ کی ہے جو شیعوں کی مستند کتاب ہے

کتاب حقیقة علم آل محمد (ع) وجهاته – السيد علي عاشور – ص 44 کے مطابق

وعن أبي عبد الله (عليه السلام) : " ان هذه الآية مشافهة الله لنبيه لما أسرى به إلى السماء ، قال النبي (صلى الله عليه وآله) : انتهيت إلى سدرة المنتهى " (3) .

ومنها الحديث المستفيض : قول جبرائيل للنبي محمّد (صلى الله عليه وآله) : تقدم .

فقال النبي (صلى الله عليه وآله) : " في هذا الموضع تفارقني " .

فقال جبرائيل : لو دنوت أنملة لاحترقت

اس کتاب کے شیعہ محقق کے مطابق یہ قول ان شیعہ تفاسیر اور کتابوں میں بھی ہے

راجع تفسير الميزان : 19 / 35 ، وتفسير نور الثقلين : 5 / 155 ، وعيون الأخبار 1 / 205 باب 26 ح 22 ، وينابيع المودة : 2 / 583 ، وكمال الدين : 1 / 255 وبحار الأنوار : 26 / 337 ، وتاريخ الخميس : 1 / 311 ذكر المعراج .

اب اس قول کی سند اور متن اصل مصدر سے دیکھتے ہیں

الأمالي – الشيخ الصدوق – ص 435 – 436

ثم قال : تقدم يا محمّد .

فقال له : يا جبرئيل ، ولم لا تكون معي ؟ قال : ليس لي أن أجوز هذا المكان . فتقدم

‹ صفحة 436 ›
رسول الله (صلى الله عليه وآله) ما شاء الله أن يتقدم ، حتى سمع ما قال الرب تبارك وتعالى : أنا المحمود ، وأنت محمد ، شققت اسمك من اسمي ، فمن وصلك وصلته ومن قطعك بتلته (1) انزل إلى عبادي فأخبرهم بكرامتي إياك ، وأني لم أبعث نبيا إلا جعلت له

وزيرا ، وأنك رسولي ، وأن عليا وزيرك .

جبریل نے رسول اللہ سے کہا : اپ آگے بڑھیے -رسول اللہ نے پوچھا اے جبریل اپ نہیں جائیں گے؟

جبریل نے کہا : میرے لئے نہیں کہ اس مقام سے آگے جاؤں پس رسول اللہ خود گئے جہاں تک اللہ نے چاہا یہاں تک کہ رب تبارک و تعالی کو سنا : میں محمود ہیں اور اپ محمد ہیں میں نے اپنا نام تمہارے نام میں ملایا جس کو تم جوڑو میں جوڑوں گا جس کو تم توڑوں میں اس کو ختم کر دوں گا میرے بندوں پر نازل کرو پس ان کو خبر دو جو تمہاری کرامت میرے پاس ہے کہ میں کوئی نبی مبعوث نہیں کرتا لیکن اس کا وزیر کرتا ہوں اور تم میرے رسول ہو اور علی تمہارے وزیر

اس کی سند اس کتاب الأمالی – الشیخ الصدوق – ص 435 میں ہے

576 / 10 –

حدثنا أبي (رضي الله عنه) ، قال : حدثنا سعد بن عبد الله ، قال : حدثنا أحمد بن أبي عبد الله البرقي ، عن أبيه ، عن خلف بن حماد الأسدي ، عن أبي الحسن العبدي ، عن الأعمش ، عن عباية بن ربعي ، عن عبد الله بن عباس ، قال : إن رسول الله (صلى الله عليه وآله) لما أسري به إلى السماء ، انتهى به جبرئيل إلى نهر يقال له النور ، وهو قول الله عز وجل : (خلق الظلمات والنور....

روایت کی سند میں عباية بن ربعي ہے الذھبی میزان میں اس پر کہتے ہیں

من غلاة الشيعة.

شیعہ کے غالییوں میں سے ہیں

اس سے اعمش روایت کرتے ہیں میزان میں الذھبی لکھتے ہیں

قال العلاء بن المبارك: سمعت أبا بكر بن عياش يقول: قلت للاعمش: أنت حين تحدث عن موسى، عن عباية..فذكره، فقال: والله ما رويته إلا على وجه الاستهزاء.

ابو بکر بن عیاش نے اعمش سے کہا : تم کہاں تھے جب موسی بن طریف نے عبایة بن ربعی سے روایت کی ؟ اعمش نے کہا واللہ میں تو عبایة بن ربعی کا مذاق اڑنے کے لئے اس سے روایت کرتا ہوں

الغرض اس کی سند میں غالی شیعہ ہیں اور اعمش کھیل کھیل میں ان کی روایات بیان کرتے تھے

ما شاء اللہ

اس میں دو باتیں قابل غور ہیں کتاب الامالی از صدوق میں یہ بھی تھا کہ جبریل نے کہا میرے پر جل جائیں گے جیسا لوگ لکھتے چلے آ رہے ہیں لیکن اس کتاب میں یہ الفاظ اب نہیں ہیں[15]

دوسری اہم بات ہے کہ عبایة بن ربعی نے ایسا کیوں کہ کہ جبریل کو ہٹا دیا – ؟ اس کی وجہ ہے کہ عبایة بن ربعی یہ کہنا چاہتا ہے کہ یہ بات کہ علی وزیر ہیں الوحی کی اس قسم میں سے نہیں جو جبریل سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی لہذا علی کی امامت کا ذکر قرآن میں اس وجہ سے نہیں کیونکہ یہ تو رسول اللہ کو اللہ تعالی نے براہ راست حکم دیا تھا کہ علی وزیر ہیں اس کی خبر تک جبریل علیہ السلام کو نہ ہو سکی

شیعہ کتاب بحار الانور از مجلسی (بحار الأنوار / جزء 3 / صفحة ٣١٥) میں روایت ہے

ع: أبي، عن سعد، عن ابن عيسى، عن ابن محبوب، عن مالك بن عيينة (2) عن حبيب السجستاني قال: سألت أبا جعفرعليه السلام عن قوله عزوجل: " ثم دنى فتدلى فكان قاب قوسين أو أدنى فأوحى إلى عبدهاقرأ: ثم دنى فتدانا فكان قاب قوسين أو أدنى، فأوحى الله إلى عبده يعني رسول الله صلى الله عليه وآله ما أوحى، يا حبيب إن رسول الله صلى الله عليه وآله لما فتح مكة أتعب نفسه في عبادة الله عزوجل والشكر لنعمه في الطواف

بالبيت وكان علي عليه السلام معه فلما غشيهم الليل انطلقا إلى الصفا والمروة يريدان السعي، قال: فلما هبطا من الصفا إلى المروة وصارا في الوادي دون العلم الذي رأيت غشيهما من السماء نور فأضاءت هما جبال مكة، وخسأت أبصارهما، (1) قال: ففزعا لذلك فزعا شديدا، قال: فمضى رسول الله صلى الله عليه وآله حتى ارتفع من الوادي، وتبعه علي عليه السلام فرفع رسول الله صلى الله عليه وآله رأسه إلى السماء فإذا هو برمانتين على رأسه، قال: فتناولهما رسول الله صلى الله عليه وآله فأوحى الله عزوجل إلى محمد: يا محمد إنها من قطف الجنة فلا يأكل منها إلا أنت ووصيك علي بن أبي طالب عليه السلام، قال: فأكل رسول الله صلى الله عليه وآله إحديهما، وأكل علي عليه السلام الاخرى ثم أوحى الله عزوجل إلى محمد صلى الله عليه وآله ما أوحى. قال أبو جعفر عليه السلام: يا حبيب " ولقد رآه نزلة اخرى عند سدرة المنتهى عندها جنة المأوى " يعني عندها وافا به جبرئيل حين صعد إلى السماء، قال: فلما انتهى إلى محل السدرة وقف جبرئيل دونها وقال: يا محمد إن هذا موقفي الذي وضعني الله عزوجل فيه، ولن أقدر على أن أتقدمه، ولكن امض أنت أمامك إلى السدرة، فوقف عندها، قال: فتقدم رسول الله صلى الله عليه وآله إلى السدرة وتخلف جبرئيل عليه السلام، قال أبو جعفر عليه السلام: إنما سميت سدرة المنتهى لان أعمال أهل الارض تصعد بها الملائكة الحفظة إلى محل السدرة، و الحفظة الكرام البررة دون السدرة يكتبون ما ترفع إليهم الملائكة من أعمال العباد في الارض، قال: فينتهون بها إلى محل السدرة، قال: فنظر رسول الله صلى الله عليه وآله فرأى أغصانها تحت العرش وحوله، قال: فتجلى لمحمد صلى الله عليه وآله نور الجبار عزوجل، فلما غشي محمدا صلى الله عليه وآله النور شخص ببصره، وارتعدت فرائصه، قال: فشد الله عزوجل لمحمد قلبه و قوى له بصره حتى رأى من آيات ربه ما رأى، وذلك قول الله عزوجل: " ولقد رآه نزلة اخرى عند سدرة المنتهى عندها جنة المأوى " قال يعني الموافاة، قال: فرأي محمد صلى الله عليه وآله ما رأى ببصره من آيات ربه الكبرى، يعني أكبر الآيات

حبیب السجستانی کہتے ہیں میں نے امام جعفر سے (سورہ النجم) پر سوال کیا اپ نے فرمایا اللہ تعالی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر الوحی کی ... یعنی سدرہ المنتہی کے پاس جبریل وہاں آسمان پر چڑھے سدرہ کے پاس اور کہا جب سدرہ کے مقام پر پہنچے تو رک گئے اور کہا اے محمد یہ میرے رکنے کا مقام ہے جو اللہ تعالی نے میرے لئے بنایا ہے اور میں اس پر قدرت نہیں رکھتا کہ آگے جا سکوں لیکن اپ سدرہ سے آگے جایئے اور وہاں رک جائیں- امام جعفر نے کہا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے سدرہ سے اور جبریل کو پیچھے چھوڑ دیا ... پس وہاں عرش کے نیچے دیکھا اور اس کے گرد پس وہاں محمد صلی اللہ علیہ و الہ پر نور جبار تجلی ہوا جس سے اپ پر نیند طاری ہوئی ... پس اللہ تعالی نے اپ کا دل مضبوط کیا اور بصارت قوی کی یہاں تک کہ اپ نے آیات اللہ دیکھیں جو دیکھیں

یعنی اہل تشیع کے ہاں یہ بات قبول کی جاتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سدرہ المنتہی سے آگے گئے اور وہاں خاص الوحی ہوئی جس میں علی کا ذکر تھا

خیال رہے کہ سند میں مالک بن عیینۃ ایک مجھول ہے جس کا ذکر کتب رجال شیعہ میں نہیں ملا

لب لباب ہے کہ یہ دعوی کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سدرہ المنتہی سے آگے عرش تک گئے اور ان کے نعلین پاک نے نعوذباللہ عرش عظیم کو مس کیا سراسر بے سروپا بات ہے- اور یہ روایت کہ جبریل علیہ السلام نے کہا وہ جل جائیں گے اگر اگے قدم بڑھایا یہ اصلا رافضیوں کی روایت ہے

علی کا ذکر آسمان پر

الطرائف فی معرفۃ مذاہب الطوائف از السید ابن طاووس الحسنی میں شیعہ کی حدیث میں ہے جس رات مجھے آسمان پر لے جایا گیا تو میں نے جنت کے دروازے پر لکھا ہوا دیکھا اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمدؐ اللہ کے رسول (ص) ہیں، علی محبوب خدا ہیں اور حسن و حسین خدا کے بر گزیدہ ہیں اور فاطمہ خدا کی منتخب شدہ ہیں جو بھی ان سے بغض رکھے گا اللہ(ج) کی اس پر لعنت ہے

شواہد التنزیل ج1 ص 295 - الطرائف ص379

وروى الحافظ أبو بكر بن ثابت الخطيب ، قال : أخبرنا أبو الفتح هلال بن محمّد بن جعفر الحفار ، قال حدثني أبو الحسن علي بن أحمد بن ميمونة الحلواني المؤدب ، قال حدثني محمّد بن اسحاق المقرى ، حدثنا علي بن حماد الخشاب ، حدثنا علي بن المديني ، حدثنا وكيع بن الخراج ، حدثنا سليمان بن مهربان ، حدثنا جابر ، عن مجاهد ، عن ابن عباس قال : قال رسول الله (ص) ليلة عرج بي الى السماء رأيت على باب الجنة مكتوبا : لا اله إلا الله ، محمّد رسول الله ، علي حبيب الله ، الحسن والحسين صفوة الله ، فاطمة أمة الله ، على باغضيهم لعنة الله

علی بن حماد الخشاب مجہول ہے

اہل تشیع کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ۱۲۰ بار معراج کرائی گئی

علل الشرائع، الخصال: عن مولانا الصادق (عليه السلام) قال: عرج بالنبي (صلى الله عليه وآله) إلى السماء مائة وعشرين مرة، مامن مرة إلا وقد أوصى الله عزوجل فيها بالولاية لعلي والأئمة (عليهم السلام) أكثر مما أوصاه بالفرائض

امام جعفر نے کہا رسول اللہ کو ۱۲۰ بار معراج کرائی گئی جس میں علی اور ائمہ کی ولایت کے حوالے سے وصیت کی گئی

کتاب بحار الانوار از باقر مجلسی میں سند ہے

ابن الوليد، عن الحسن بن متيل عن سلمة بن الخطاب، عن منيع بن الحجاج، عن يونس (بن أبي وهب القصري)، عن الصباح المزني، عن أبي عبد الله (عليه السلام) قال: عرج بالنبي (صلى الله عليه وآله) إلى السماء مائة وعشرين مرة ما من مرة إلا وقد أوصى الله عزوجل فيها النبي (صلى الله عليه وآله) بالولاية لعلي والائمة عليهم السلام أكثر مما أوصاه بالفرائض

سند میں ابو محمد الصباح بن یحییٰ بن محمد المزنی، الکوفی ہے جس کو ضعیف بھی کہا گیا ہے — کتاب اصحاب الامام الصادق از عبد الحسین الشبستری کے مطابق : . من ثقات محدثي الزيدية، وقيل من الضعفاء، وله كتاب، روى عن الإمام الباقر عليه السلام إيضا.

سند میں منیع بن الحجاج مجہول ہے اور کتاب مشايخ الثقات- غلام رضا عرفانيان میں ہے لم يذكر کسی نے اس کا ذکر نہ کیا

کتاب الخصال کے محقق (علی اکبر الغفاری - منشورات جماعة المدرسين في الحوزة العلمية - قم المقدسة) نے حاشیہ میں لکھا ہے منیع بن الحجاج مہمل منیع بن الحجاج مہمل ہے

الرفرف پر سواری اور ابو بکر کی آواز سننا

بعض کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عرش تک الرفرف پر گئے - دلائل النبوة لأبي نعيم الأصبهاني از ابو نعیم احمد بن عبد اللہ الأصبہانی (المتوفى: 430ھ) میں ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ ثنا أَبُو يَعْلَى ثنا مُحَمَّدُ بْنُ بَكَّارٍ ثنا أَبُو مَعْشَرٍ، عَنْ سَعِيدٍ يَعْنِي الْمَقْبُرِيَّ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا عَائِشَةُ لَوْ شِئْتُ لَسَارَتْ مَعِي جِبَالُ الذَّهَبِ [ص:596] جَاءَنِي مَلَكٌ أَنْ حُجْزَتَهُ لَتُسَاوِي الْكَعْبَةَ فَقَالَ: أَنَّ رَبَّكَ عَزَّ وَجَلَّ يَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ أَنْ شِئْتَ عَبْدًا نَبِيًّا وَأَنْ شِئْتَ نَبِيًّا مَلِكًا فَنَظَرْتُ أَلَى جِبْرَئِيلَ فَأَشَارَ أَلَيَّ أَنْ ضَعْ نَفْسَكَ فَقُلْتُ: نَبِيًّا عَبْدًا فَأَنْ قِيلَ: فَأَنَّ سُلَيْمَانَ سُخِّرَتْ لَهُ الرِّيَاحُ فَسَارَتْ بِهِ فِي بِلَادِ اللَّهِ , وَكَانَ غُدُوُّهَا شَهْرًا وَرَوَاحُهَا شَهْرًا. قُلْنَا: أُعْطِيَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْظَمَ وَأَكْثَرَ مِنْهُ؛ لِأَنَّهُ سَارَ فِي لَيْلَةٍ وَاحِدَةٍ مِنْ مَكَّةَ أَلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ مَسِيرَةَ شَهْرٍ وَعُرِجَ بِهِ أَلَى مَلَكُوتِ السَّمَاوَاتِ مَسِيرَةَ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ فِي أَقَلَّ مِنْ ثُلُثِ لَيْلَةٍ فَدَخَلَ السَّمَاوَاتِ سَمَاءً سَمَاءً , وَرَأَى عَجَائِبَهَا , وَوَقَفَ عَلَى الْجَنَّةِ وَالنَّارِ وَعُرِضَتْ عَلَيْهِ أَعْمَالُ أُمَّتِهِ وَصَلَّى بِالْأَنْبِيَاءِ وَبِمَلَائِكَةِ السَّمَاءِ , وَخَرَقَ الْحُجُبَ وَدُلِّيَ لَهُ الرَّفْرَفُ الْأَخْضَرُ فَتَدَلَّى , وَأَوْحَى أَلَيْهِ رَبُّ الْعَالَمِينَ مَا أَوْحَى , وَأَعْطَاهُ خَوَاتِيمَ سُورَةِ الْبَقَرَةِ مِنْ كَنْزٍ تَحْتَ الْعَرْشِ , وَعَهِدَ أَلَيْهِ أَنْ يُظْهِرَ دِينَهُ عَلَى الْأَدْيَانِ كُلِّهَا حَتَّى لَا يَبْقَى فِي شَرْقِ الْأَرْضِ وَغَرْبِهَا أَلَّا دِينُهُ أَوْ يُؤَدُّونَ أَلَيْهِ وَأَلَى أَهْلِ دِينِهِ الْجِزْيَةَ عَنْ صَغَارٍ , وَفَرَضَ عَلَيْهِ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ , وَلَقِيَ مُوسَى وَسَأَلَهُ عَنْ مُرَاجَعَتِهِ رَبَّهُ فِي تَخْفِيفِهِ عَنْ أُمَّتِهِ , هَذَا كُلُّهُ فِي لَيْلَةٍ وَاحِدَةٍ. فَأَنْ قِيلَ: فَأَنَّ سُلَيْمَانَ كَانَتْ تَأْتِيهِ الْجِنُّ وَأَنَّهَا كَانَتْ تَعْتَاصُ عَلَيْهِ حَتَّى يَصْفِدَهَا وَيُقَيِّدَهَا. قِيلَ: فَأَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتِ الْجِنُّ تَأْتِيهِ رَاغِبَةً أَلَيْهِ طَائِعَةً لَهُ مُعَظِّمَةً لِشَأْنِهِ وَمُصَدِّقَةً لَهُ مُؤْمِنَةً بِهِ مُتَّبِعَةً لِأَمْرِهِ مُتَضَرِّعَةً لَهُ مُسْتَمِدِّينَ مِنْهُ [ص:597] وَمُسْتَمْنِحِينَ لَهُ زَادَهُمْ وَمَأْكَلَهُمْ فَجَعَلَ كُلَّ رَوْثَةٍ يُصِيبُونَهَا تَعُودُ عَلَفًا لِدَوَابِّهِمْ , وَكُلَّ عَظْمٍ يَعُودُ طَعَامًا لَهُمْ , وَصُرِفَتْ لِنُبُوَّتِهِ أَشْرَافُ الْجِنِّ وَعُظَمَاؤُهُمُ التِّسْعَةُ الَّذِينَ وَصَفَهُمُ اللَّهُ تَعَالَى فَقَالَ: {وَأَذْ صَرَفْنَا أَلَيْكَ نَفَرًا مِنَ الْجِنِّ} [الأحقاف: 29] الْآيَةَ وَقَوْلُهُ: {قُلْ أُوحِيَ أَلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِنَ الْجِنِّ} [الجن: 1] أَلَى قَوْلِهِ: {لَنْ يَبْعَثَ اللَّهُ أَحَدًا} [الجن: 7] وَأَقْبَلَتْ أَلَيْهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأُلُوفُ مِنْهُمْ مُبَايِعِينَ لَهُ عَلَى الصَّوْمِ وَالصَّلَاةِ وَالنُّصْحِ لِلْمُسْلِمِينَ , وَاعْتَذَرُوا بِأَنَّهُمْ قَالُوا عَلَى اللَّهِ شَطَطًا فَسُبْحَانَ مَنْ سَخَّرَهَا لِنُبُوَّتِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ أَنْ كَانَتْ شِرَارًا تَزْعُمُ أَنَّ لِلَّهِ وَلَدًا فَلَقَدْ شَمِلَ مَبْعَثُهُ مِنَ الْجِنِّ وَالْأَنْسِ مَا لَا يُحْصَى.

هَذَا أَفْضَلُ مِمَّا أُعْطِيَ سُلَيْمَانُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَدْ تَقَدَّمَ ذِكْرُ هَذَا وَبَيَانُهُ

عائشہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کے ذکر میں فرمایا

, وَخَرَقَ الْحُجُبَ وَدُلِّيَ لَهُ الرَّفْرَفُ الْأَخْضَرُ فَتَدَلَّى , وَأَوْحَى إِلَيْهِ رَبُّ الْعَالَمِينَ مَا أَوْحَى ,

اور پردے گر گئے ، ایک سبز رفرف آیا اور ٹھر گیا پس رب العالمین نے ان پر الوحی کی جو کی

راقم کہتا ہے اس کی سند میں أَبُو مَعْشَرٍ ہے جو ضعیف ہے اور اس نے سَعِيدٍ المقبری سے روایت کیا ہے جو مختلط ہو گیا تھا

ابی معشر ضعیف ہے - العلل ومعرفة الرجال از احمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن إسد الشيبانی (المتوفى: 241ھـ) کے مطابق

سَأَلت يحيى بن معِين عَن أبي معشر الْمَدِينيّ الَّذِي يحدث عَن سعيد الْمَقْبُرِي وَمُحَمّد بن كَعْب فَقَالَ لَيْسَ بِقَوي فِي الحَدِيث

ابن معین کہتے ہیں کہ إبي معشر الْمَدِینیّ جو سعید المقبری سے روایت کرتا ہے ... یہ حدیث میں قوی نہیں ہے

قسطلانی نے المواهب میں ابو الربیع سلیمان بن سبع السبتی (المتوفی قریب 520ھـ) المعروف ابن سبع کی کتاب *شفاء الصدور* فی إعلام نبوة الرسول وخصائصه کے حوالے سے ذکر کیا ہے کہ إبي الحسن بن غالب کی ایک روایت میں ہے کہ ۷۷۰ حجاب تھے اور ابن عباس سے مروی ہے کہ

وذكر أبو الحسن بن غالب، فيما تكلم فيه على أحاديث الحجب السبعين والسبعمائة والسبعين ألف حجاب وعزاها لأبى الربيع بن سبع فى شفاء الصدور من حديث ابن عباس: أن رسول الله- صلى الله عليه وسلم- قال بعد أن ذكر مبدأ حديث الإسراء، كما ورد فى الأمهات:أتانى جبريل وكان السفير بى إلى ربى، إلى أن انتهى إلى مقام ثم وقف عند ذلك، فقلت: يا جبريل، فى مثل هذا المقام يترك الخليل خليله؟ فقال:إن تجاوزته احترقت بالنور، فقال

النبی- صلى الله عليه وسلم-: يا جبريل، هل لك من حاجة؟ قال: يا مُحَمَّد، سل الله أن أبسط جناحى على الصراط لأمتك حتى يجوزوا عليه، قال النبى- صلى الله عليه وسلم-: ثم زج بى فى النور زجا، فخرق بى إلى السبعين ألف حجاب، ليس فيها حجاب يشبه حجابا، وانقطع عنى حس كل إنسى وملك، فلحقنى عند ذلك استيحاش، فعند ذلك نادانى مناد بلغة أبى بكر: قف إن ربك يصلى، فبينا أنا أتفكر فى ذلك فأقول: هل سبقنى أبو بكر؟ فإذا النداء من العلى الأعلى، ادن يا خير البرية، ادن يا مُحَمَّد ادن يا مُحَمَّد، ليدن الحبيب، فأدنانى ربى حتى كنت كما قال تعالى: ثُمَّ دَنا فَتَدَلَّى (8) فَكانَ قابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنى «2» . قال: وسألنى ربى فلم أستطع أن

ابن عباس نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : جبریل میرے پاس آئے اور کہا میں اپ کے رب کا فرشتہ ہوں یہاں تک کہ ایک مقام تک لائے اور وہاں رک گئے میں نے کہا اپ اپنے رفیق کو یہاں چھوڑ رہے ہیں ؟ پس جبریل کہنے لگے :"اگر میں انگلی کے پور برابر بھی آگے بڑھا تو جل جا ں گا۔ نبی نے کہا اپ کی کوئی گزارش ہو تو بیان کریں - جبریل نے کہا : اے محمد - اللہ سے سوال کرو کہ میں صراط (جسر جہنم) پر اپنے پر پھیلا دوں اپ کی امت کے لئے یہاں تک کہ وہ اس پر سے گزر جائیں – پھر میں نے اپنے سامنے نور دیکھا تو تیزی کے ساتھ ایک طرف دوڑا تو ستر ہزار پردے گر گئے ان پردوں جیسا کوئی پردہ نہیں اور مجھ پر تمام انس و فرشتوں کی حس منقطع ہو گئی اور مجھ پر گھبراہٹ طاری ہوئی تب ابوبکر صدیق کی لغت سے ملتی جلتی ایک آواز آئی: ٹھہریئے آپ کا رب صلوۃ پڑھتا ہے تو میں سوچ میں پڑ گیا کہ ابو بکر مجھ سے پہلے سے یہاں آ گئے ! تو العلی الاعلی (یعنی اللہ العلی) کی ندا آئی

ادن یا خیر البریۃ قریب ہو اے مخلوق میں سب سے بہتر

ادن یا محمد ادن یا محمد، لیدن الحبیب، : قریب ہو اے محمد اپنے حبیب کے پاس آو

پس میرا رب پاس آیا یہاں تک کہ ایسا ہوا جیسا اس نے کہا

ثُمَّ دَنا فَتَدَلَّى (8) فَكانَ قابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنى

وہ قریب آیا اور معلق ہوا – پس دو کمانوں ، (بلکہ) ان سے بھی کم پر تھا

اس روایت کے تحت قسطلانی نے لکھا ہے

وتكثير الحجب لم يرد فى طريق صحيح

اور بہت سے حجاب ہونے کے حوالے سے کوئی حدیث صحیح طرق سے نہیں ہے

یعنی یہ روایت قسطلانی کے نزدیک صحیح سند سے نہیں ہے کیونکہ اس میں ستر ہزار سے اوپر حجاب کا ذکر ہے

راقم کہتا ہے اس کی سند میں إبي الحسن بن غالب ہے جو مجھول ہے- افسوس قسطلانی اسی کتاب المواهب اللدنية بالمنح المحمدية میں لکھتے ہیں

فقد أعطى سيدنا محمد- صلى الله عليه وسلم- البراق الذى هو أسرع من الريح، بل أسرع من البرق الخاطف، فحمله من الفرش إلى العرش فى ساعة زمانية، وأقل مسافة ذلك سبعة آلاف سنة، وتلك مسافة السماوات، وأما إلى المستوى وإلى الرفرف فذلك ما لا يعلمه إلا الله تعالى

بے شک ہمارے نبی کو براق عطا کیا گیا جو سلیمان علیہ السلام کو ملنے والی) ہوا سے بھی تیز ہے – بلکہ بجلی سے بھی تیز اس پر وہ سوار ہوئے جو ان کو فرش سے عرش تک لے گیا ایک وقت کی ساعت میں اور یہ مسافت ۷۰۰۰ سال کی تھی اور یہ آسمانوں کے درمیان کی مسافت ہے اور وہ یا تو براق پر تھے یا رفرف پر تھے – پس اس کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا

نزہۃ المجالس ومنتخب النفائس کے مؤلف عبد الرحمن بن عبد السلام الصفوری (المتوفى: 894ھـ) نے بلا سند ایک واقعہ لکھا ہے جو پچھلی روایت کا حصہ معلوم ہوتا ہے[16]

أنت يا محمد لما كان أنسك بصاحبك أبي بكر فإنك خلقت وإياه من طينة واحدة فهو أنيسك في الدنيا والآخرة يا محمد ما أعظم شأني وأعز سلطاني يا محمد انظر في أي مكان رفعتك وفي أي مكان كلمتك يا محمد أين حاجة جبريل قلت اللهم أنت أعلم بما سألك يريد أن يمد جناحه على الصراط يوم القيامة لتمر أمتي فقل قد أجبته فيما سأل ولكن في طائفة من أمتك فقلت اللهم لمن أحبك في رواية لمن أكثر الصلاة والسلام عليك

اللہ تعالی نے فرمایا: اے محمد تجھ کو اپنے صاحب ابو بکر سے انسیت ملی کہ تجھ کو اور ابو بکر

کو میں نے ایک ہی مٹی سے خلق کیا ہے وہ دنیا و آخرت میں تیرا انیس ہو گا اے محمد (دیکھ) میری شان کیسی ہے اور میری بادشاہت کیسی ہے ؟ یہاں سے جہاں چاہو دیکھو اور جہاں چاہو بلند ہو جاؤ اور جہاں چاہو کلام کرو- اے محمد جبریل کی حاجت کہاں ہے ؟ میں نے کہا : اے رب تو جانتا ہے اس نے کیا مانگا ہے ؟ وہ چاہتا ہے کہ صراط پر اپنے پر بچھا دے کہ میری امت اس پر سے گزر جائے- فرمایا : اس سے کہو یہ قبول ہوا جو تو نے مانگا لیکن تیری امت کے ایک گروہ کے لئے – میں نے کہا جن سے اپ محبت کریں اور ایک روایت میں ہے جو کثرت سے درود و سلام تجھ پر کہیں

اہل سنت کی تفسیر روح البیان از إسماعيل حقي بن مصطفى الإستانبولي الحنفي المتوفی 1127 میں ہے

فقال عليه السلام « يا جبريل هل لك من حاجة الى ربك قال يا محمد سل الله لى ان ابسط جناحى على الصراط لامتك حتى يجوزوا عليه » قال عليه السلام « ثم زج بى فى النور فخرق بى سبعون الف حجاب ليس فيها حجاب يشبه حجابا غلظ كل حجاب خمسمائة عام وانقطع عنى حس كل ملك فلحقنى عند ذلك استيحاش فعند ذلك نادى مناد بلغة ابى بكر قف فان ربك يصلى » اى يقول سبحانى سبحانى سبقت رحمتى على غضبى وجاء نداء من العلى الاعلى (ادن يا خير البرية ادن يا احمد ادن يا محمد فادنانى ربى حتى كنت كما قال ثم دنا فتدلى فكان قاب قوسين او ادنى) - روى - انه عليه السلام عرج من السماء السابعة الى الدرة على جناح جبريل ثم منها على الرفرف وهو بساط عظيم .

قال الشيخ عبد الوهاب الشعرانى هو نظير المحفة عندنا ونادى جبريل من خلفه يا محمد ان الله يثنى عليك فاسمع واطع ولا يهولنك كلامه فبدأ عليه السلام بالثناء وهو قوله « التحيات لله والصلوات والطيبات » اى العبادات القولية والبدنية والمالية فقال تعالى « السلام عليك ايها النبى ورحمة الله وبركاته » فعمم عليه السلام سلام الحق فقال « السلام علينا وعلى عبد الله الصالحين » فقال جبريل (اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا عبده ورسوله) وتابعه جميع الملائكة .

رسول اللہ نے جبریل سے پوچھا تم کو کوئی حاجت ہے ؟ جبریل نے کہا اپنے رب سے سوال کریں

کہ میں صراط پر اپنے پر بھیلا دوں .... شیخ عبد الوہاب الشعرانی نے کہا رفرف کی مثال ہودج جیسی تھی ہمارے نزدیک – رسول اللہ نے اللہ تعالی سے کہا « التحیات للہ والصلوات والطیبات » ... اللہ تعالی نے کہا السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الشفا بتعريف حقوق المصطفىٰ میں القاضی عیاض بن موسى اليحصبی (المتوفى: 544ھ) نے بلا سند لکھا ہے

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاس هُوَ مُقَدَّمٌ وَمُؤَخَّرٌ تَدَلَّى الرَّفْرَفُ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْمِعْرَاجِ فَجَلَسَ عَلَيْهِ ثُمَّ رُفِعَ فَدَنَا مِنْ رَبِّه قَالَ فَارَقَنِي جِبْرِيلُ وَانْقَطَعَتْ عَنِّي الْأَصْوَاتُ

ابن عباس نے کہا ... الرفرف کو قریب لایا گیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے معراج کی رات پس اپ اس میں بیٹھے پھر یہ بلند ہوا اور ان کے رب کے پاس رکا انہوں نے کہا جبریل نے ان کو چھوڑ دیا اور ان پر اصوات آوازیں ہو گئیں

سورہ نجم کی تفسیر میں قرطبیؒ نے اس قول کو نقل کیا ہے

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: تَدَلَّى الرَّفْرَفُ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْمِعْرَاجِ فَجَلَسَ عَلَيْهِ ثُمَّ رُفِعَ فَدَنَا مِنْ رَبِّهِ

الرفرف کو قریب لایا گیا رسول اللہ اس میں بیٹھے پھر یہ بلند ہوا اور اللہ تعالی تک آیا

ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل کو سدرہ المنتہی کے پاس سبز رفرف میں دیکھا

الرفرف کوئی سواری تھی اس روایت پر قرطبیؒ عقل لڑاتے ہیں تفسیر میں لکھتے ہیں

وَلَا يَبْعُدُ مَعَ هَذَا أَنْ يَكُونَ فِي حُلَّةِ رَفْرَفٍ وَعَلَى رَفْرَفٍ

اور اس میں بعید نہیں کہ ہو سکتا ہے جبریل رفرف کے لباس میں ہوں یا رفرف پر ہوں

السیرۃ الحلبیۃ یا إنسان العیون فی سیرۃ الأمین المأمون از علی بن إبراہیم بن أحمد الحلبی (المتوفى:

1044ھـ) میں ہے

وفي تاريخ الشيخ العيني شارح البخاري عن مقاتل بن حيان، قال «انطلق بي جبريل حتى انتهى إلى الحجاب الأكبر عند سدرة المنتهى، قال جبريل: تقدم يا مُحمَّد، قال: فتقدمت حتى انتهيت إلى سرير من ذهب عليه فراش من حرير الجنة، فنادى جبريل من خلفي: يا مُحمَّد إن الله يثني عليك فاسمع وأطع ولا يهولنك كلامه، فبدأت بالثناء على الله عز وجل» الحديث

عینی شارح البخاری کی تاریخ میں مقاتل بن حیان سے مروی ہے کہ میں جبریل کے ساتھ چلا یہاں تک کہ الحجاب اکبر جو سدرہ المنتہی کے پاس ہے آیا- جبریل نے کہا آگے بڑھیے یہاں تک کہ ایک سونے کا ایک تحت آئے گا جس پر جنت کا ریشمی کپڑا ہو گا – پھر جبریل نے مجھ کو پیچھے سے پکار کر کہا اے محمد اللہ تعالی اپ کی تعریف کرتا ہے پس اس کو سنیں اور اطاعت کریں اور اس کے کلام سے گھبرائیں مت – پس اپ اللہ تعالی کی تعریف سے بات شروع کریں الحدیث

اس اقتباس سے معلوم ہوا کہ اس کی سند میں مقاتل بن حیان ہے- بعض محدثین نے اس کو ثقہ کہا ہے لیکن

ابْنُ خُزَيْمَةَ نے کہا : لا أَحْتَجُّ بِهِ اس سے دلیل مت لو

قال ابن معین: ضعیف.

وکیع نے اس کو کذاب بھی کہا ہے – جس پر الذھبی کا بلا دلیل خیال ہے کہ اغلبًا مقاتل بن سلیمان کو کہا

شیعہ کتاب تفسیر السراج المنیر از محمد الشربيني الخطيب میں ہے

وروي في حديث المعراج أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم لما بلغ سدرة المنتهى، جاءه الرفرف فتناوله من جبريل وطار به إلى سند العرش فذكر أنه قال طار بي يخفضني ويرفعني حتى وقف بي على ربي

اور حدیث معراج میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سدرہ المنھتی پہنچے تو الرفرف

آیا تو جبریل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر کر دیا اور پھر وہ اس کے ساتھ عرش تک گئے

اسی تفسیر میں ہے

وفي رواية أنه جاء جبريل بالبراق ... قال ثم عرج بي إلى سدرة المنتهى وأخبره جبريل أن أعمال بني آدم تنتهي إلى تلك السدرة وأنها مقر الأرواح فهي نهاية لما ينزل مما فوقها ونهاية لما يعرج إليها مما هو دونها وبها مقام جبريل عليه السلام فنزل صلى الله عليه وسلم عن البراق وجيء إليه بالرفرف وهو نظير المحفة عندنا فقعد عليه وسلمه جبريل إلى الملك النازل بالرفرف فسأله الصحبة ليأنس به فقال له: لا أقدر لو خطوت خطوة لاحترقت فما منا إلا له مقام معلوم وما أسرى الله بك يا محمد إلا ليريك من آياته فلا تغفل، فودّعه وانصرف مع ذلك الملك والرفرف، والملك يمشي به إلى أن ظهر لمستوى سمع فيه صرير الأقلام في الألواح وهي تكتب ما يجريه الله تعالى في خلقه وما تنسخه الملائكة من أعمال عباده قال تعالى: {إنا كنا نستنسخ ما كنتم تعملون} (الجاثية، 29) ثم زج بي في النور زجة فأفرده الملك الذي كان معه وتأخر عنه فلم يره معه فعلم أن الرفرف ما تدلى إلا لكون البراق له مكان لا يتعدّاه كجبريل، لما بلغ إلى المكان الذي لا يتعدّاه وقف وكذلك الرفرف لما وصل إلى مقام لا يتعدّاه زج به في النور فغمره النور من جميع نواحيه وأعطي علماً آخر لم يكن يعلمه قبل ذلك عن وحي من حيث لا يدري

وجهته »:

اور ایک روایت میں ہے جبریل براق لے کر آئے .... پھر سدرہ المنتھی تک بلند ہوا ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم براق سے اتر گئے اور رفرف پر گئے جو ایک ہودج نما تھا اس میں بیٹھے ... جبریل نے کہا میں آگے نہیں جا سکتا میں جل جاؤں گا وہ ہمارا مقام معلوم ہے ... اپ اس فرشتے کے ساتھ رفرف پر آگے جائیں – وہ فرشتہ چلا ... پھر ایک نور گزرا تو فرشتہ اس پر الگ ہوا یہاں تک کہ میں اس کو دیکھ نہ سکا - پس معلوم ہوا کہ رفرف تھا جو قریب آیا تھا کیونکہ براق کا ایک مکان تھا وہ جبریل کی طرح آگے نہیں جا سکتا تھا

الرفرف ایک اڑن تکیہ کی طرح تھا –روایات میں اس کو الرفرف کہا گیا ہے یعنی ایک تکیہ جیسا تھا – صوفیوں نے اپنے کشف سے دیکھا کہ یہ ہودج نما تھا جیسا عبد الوہاب الشعرانی نے کہا

اہل تشیع اور اہل سنت کے مفسرین نے انہی روایات کو صوفیاء کے کشفوں سے ملا کر قصے لکھے ہیں۔ راقم کہتا ہے کسی نے ابن عباس پر جھوٹ باندھا ہے اور یہ علماء بلا سند کی تحقیق کیے اس کو نقل در نقل کر رہے ہیں

قاب قوسین

سورہ النجم میں ہے

آیت نمبر	آیت	ترجمہ صحیح	غالی بریلوی ترجمہ https://www.minhajsisters.com/urdu/tid/37060/واقعہ-معراج-النبی-صلی-اللہ-علیہ-وآلہ-وسلم-قرآن-و-حدیث-اور-سیرت-کی-روشنی-میں/
٤	اِنۡ هُوَ اِلَّا وَحۡىٌ يُّوۡحٰى	یہ تو وحی ہے جو اس پر آتی ہے۔	
٥	عَلَّمَهٗ شَدِيۡدُ الۡقُوٰى	بڑے طاقتور نے اسے سکھایا ہے	
٦	ذُوۡ مِرَّةٍ ؕ فَاسۡتَوٰى	جو بڑا زور آور ہے پس وہ قائم ہوا	پھر اس (جلوہِ حُسن) نے (اپنے) ظہور کا ارادہ فرمایا۔
٧	وَهُوَ بِالۡاُفُقِ الۡاَعۡلٰى	اور وہ (آسمان کے) اونچے کنارے پر تھا	اور وہ (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شبِ معراج عالمِ مکاں کے) سب سے اونچے کنارے پر تھے (یعنی عالَمِ خلق کی انتہاء پر تھے)
٨	ثُمَّ دَنَا	پھر نزدیک ہوا پھر اور بھی قریب ہوا۔	پھر وہ (ربّ العزّت اپنے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے)

	فَتَدَلّٰى		قریب ہوا پھر اور زیادہ قریب ہوگیا۔
۹	فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى	پھر فاصلہ دو کمان کے برابر تھا یا اس سے بھی کم۔	پھر (جلوۂِ حق اور حبیبِ مکرّم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں صِرف) دو کمانوں کی مقدار فاصلہ رہ گیا یا (انتہائے قرب میں) اس سے بھی کم (ہوگیا)
۱۰	فَاَوْحٰٓى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى	پھر اس نے اللہ کے بندے کے دل میں القا کیا جو کچھ القا کیا دل نے۔	پس (اس خاص مقامِ قُرب و وصال پر) اس (اللہ) نے اپنے عبدِ (محبوب) کی طرف وحی فرمائی جو (بھی) وحی فرمائی
۱۱	مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى	جو دیکھا تھا اس کو جھوٹ دل نے نہ کیا۔	
۱۲	اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى	پھر جو کچھ اس نے دیکھا تم اس میں جھگڑتے ہو۔	
۱۳	وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى	اور اس نے اس کو ایک بار اور بھی دیکھا ہے۔	
۱۴	عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى	سدرۃ المنتہٰی کے پاس۔	
۱۵	عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى	جس کے پاس جنت الماوٰی ہے۔	

امام بخاری کا موقف

صحیح بخاری میں ہے

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ أَبِي زَائِدَةَ، عَنِ ابْنِ الأَشْوَعِ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مَسْرُوقٍ، قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: فَأَيْنَ قَوْلُهُ {ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَّى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى} [النجم: 9] قَالَتْ: «ذَاكَ جِبْرِيلُ كَانَ يَأْتِيهِ فِي صُورَةِ [ص:116] الرَّجُلِ، وَإِنَّهُ أَتَاهُ هَذِهِ المَرَّةَ فِي صُورَتِهِ الَّتِي هِيَ صُورَتُهُ فَسَدَّ الأُفُقَ

حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، {لَقَدْ رَأَى مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الكُبْرَى} [النجم: 18] قَالَ: «رَأَى رَفْرَفًا أَخْضَرَ قَدْ سَدَّ الأُفُقَ»

امام بخاری نے ابن مسعود اور عائشہ رضی اللہ عنہما کا قول بیان کیا کہ قاب قوسین میں ذکر جبریل علیہ السلام کا ہے لیکن صحیح بخاری کے آخر میں کتاب التوحید میں امام بخاری نے شریک بن عبد اللہ کی سند سے روایت لا کر اپنا ایک اور موقف بتایا ہے کہ سورہ نجم کی آیات میں قاب قوسین میں قریب آنے سے مراد اللہ تعالی کا ذکر ہے

، ثُمَّ عَلَا بِهِ فَوْقَ ذَلِكَ بِمَا لاَ يَعْلَمُهُ إِلَّا اللَّهُ، حَتَّى جَاءَ سِدْرَةَ المُنْتَهَى، وَدَنَا لِلْجَبَّارِ رَبِّ العِزَّةِ، فَتَدَلَّى، حَتَّى كَانَ مِنْهُ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى، فَأَوْحَى اللَّهُ فِيمَا أَوْحَى إِلَيْهِ خَمْسِينَ صَلاَةً عَلَى أُمَّتِكَ

پھر جبرائیل علیہ السلام انہیں لے کر اس سے بھی اوپر گئے جس کا علم اللہ کے سوا اور کسی کو نہیں یہاں تک کہ آپ کو سدرۃ المنتہی پر لے کر آئے اور جبار اللہ تبارک وتعالیٰ (دنا) قریب ہوئے اور (تدلی) معلق[17] ہو گئے ، جیسے کمان کے دونوں کنارے یا اس سے بھی قریب۔ پھر اللہ نے اور دوسری باتوں کے ساتھ آپ کی امت پر دن اور رات میں پچاس نمازوں کی وحی کی

اغلبًا امام بخاری کا مقصد ہے کہ اللہ تعالی خواب میں قریب آئے اور جبریل حقیقت میں قریب آئے پھر الوحی کی اگرچہ اللہ کو دیکھا نہیں کیونکہ الصحیح میں دوسرے مقام پر عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث نقل کی ہے کہ اللہ تعالی کو نہیں دیکھا بلکہ جبریل کو دیکھا ۔ و اللہ اعلم

راقم کے نزدیک یہ امام بخاری کی غلطی ہے شریک کی روایت صحیح نہیں ہے

البانی کا قول ہے

لكن هذه الجملة من جملة ما أُنكر على شريك هذا مما تفرد به عن جماهير الثقات الذين رووا حديث المعراج، ولم ينسبوا الدنو والتدلي لله تبارك وتعالى

لیکن یہ وہ جملہ ہے جس کی وجہ سے شریک کی حدیث کا انکار کیا جاتا ہے کہ جمہور ثقات کے مقابلے میں شریک کا اس حدیث معراج میں تفرد ہے اور دنو (نیچے انے) اور تدلی (معلق ہونے) کی نسبت اللہ کی طرف نہیں کی جاتی

امام مسلم کا موقف

امام مسلم کا موقف ایک ہے کہ قاب قوسین سے مراد جبریل کا اصلی شکل میں قریب آنا ہے زمین میں افق پر اور پھر سدرہ المنتہی کے پاس

وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ، عَنِ ابْنِ أَشْوَعَ، عَنْ عَامِرٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ: فَأَيْنَ قَوْلُهُ؟ {ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَّى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى فَأَوْحَى إِلَى عَبْدِهِ مَا أَوْحَى} [النجم: 9] قَالَتْ: " إِنَّمَا ذَاكَ جِبْرِيلُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْتِيهِ فِي صُورَةِ الرِّجَالِ، وَإِنَّهُ أَتَاهُ فِي هَذِهِ الْمَرَّةِ فِي صُورَتِهِ الَّتِي هِيَ صُورَتُهُ فَسَدَّ أُفُقَ السَّمَاءِ

اہل تشیع کی شروحات

اہل تشیع کے قدماء کے مطابق قاب قوسین سے مراد حجاب عظمت کے نور کا قریب آنا ہے –
الکافی از کلینی میں ہے

عدة من أصحابنا، عن أحمد بن محمد، عن الحسين بن سعيد، عن القاسم بن محمد الجوهري، عن علي بن أبي حمزة قال: سأل أبوبصير أبا عبدالله عليه السلام وأنا حاضر فقال: جعلت فداك كم عرج برسول الله صلى الله عليه وآله؟ فقال: مرتين فأوقفه جبرئيل موقفا فقال له: مكانك يا محمد فلقد وقفت موقفا ما وقفه ملك قط ولا نبي، إن ربك يصلي فقال: يا جبرئيل وكيف يصلي؟ قال: يقول: سبوح قدوس أنا رب الملائكة و الروح، سبقت رحمتي غضبي، فقال: اللهم عفوك عفوك، قال: وكان كما قال الله " قاب قوسين أو أدنى "، فقال له أبوبصير: جعلت فداك ما قاب قوسين أو أدنى؟ قال: ما بين سيتها(1) إلى رأسها فقال: كان بينهما حجاب يتلالا يخفق(2) ولا أعلمه إلا وقد قال: زبرجد، فنظر في مثل سم الابرة(3) إلى ما شاء الله من نور العظمة، فقال الله تبارك وتعالى: يا محمد، قال: لبيك ربي قال: من لامتك من بعدك؟ قال: الله أعلم قال: علي بن أبي طالب أمير المؤمنين وسيد المسلمين وقائد الغر المحجلين(4) قال ثم قال أبوعبدالله لابي بصير: يا أبا محمد والله ما جاء ت ولاية علي عليه السلام من الارض ولكن جاء ت من السماء مشافهة.

ابوبصیر نے امام جعفر سے سوال کیا اور میں علی بن ابی حمزہ سن رہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کو کتنی بار معراج ہوئی؟ فرمایا دو بار[18] جن میں جبریل نے ان کو روکا اور کہا یہ مکان ہے اے محمد اس مقام پر رکیں یہاں اس سے قبل کوئی نبی اور فرشتہ نہیں رکا ہے اپ کا رب نماز پڑھ رہا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے جبریل سے پوچھا کیسے نماز پڑھ رہا ہے ؟ جبریل نے کہا وہ کہتا ہے میں پاک ہوں قدوس ہوں میں فرشتوں اور الروح کا رب ہوں میری رحمت میرے غضب پر سبقت لے گئی – پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے کہا اے اللہ میں اپ کی مغفرت چاہتا ہوں – (امام جعفر نے) کہا : پھر جیسا اللہ نے ذکر کیا ہے دو کمانوں جتنا یا اس سے بھی کم- ابو بصیر نے کہا : میں اپنے اپ کو اپ پر قربان کروں! یہ دو کمانوں جتنا یا اس سے بھی کم کیا ہے ؟ فرمایا یہ ان کے "سیت" اور سر کے درمیان تھا اور کہا ایک حجاب تھا جو ہل رہا تھا اور میں اس سے زیادہ نہیں جانتا یہ زبرجد کا تھا پس انہوں (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ) نے سوئی کی نوک جتنا سے لے کر جو اللہ نے چاہا اتنا نور عظمت دیکھا - پس اللہ تبارک و تعالی نے فرمایا : اے محمد - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے کہا لبیک میرے رب – اللہ تعالی نے کہا تیرے بعد تیری امت میں کون ہے ؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے کہا

علی بن اِبِي طالب إمير المؤمنين وسيد المسلمين وقائد الغر المحجلين – پھر امام جعفر نے کہا علی کی ولایت زمین میں نہیں بلکہ آسمان میں صاف الفاظ میں آئی

لسان العرب از ابن منظور میں ہے وطاقُ الْقَوْسِ: سِيَتُهَا کمان کی محراب کو سیت کہتے ہیں -

کتاب العین از اِبو عبد الرحمٰن الخلیل بن اِحمد بن عمرو بن تمیم الفراہیدی البصری (المتوفی: 170ھ) میں ہے

ويَدُ القَوْسِ: سِيَتُها کمان پکڑنے کا دستہ

یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اگر کمان اس کی "سیت" پر پکڑے ہوتے اور اس کو آسمان یا عالم بالا کی طرف کیا ہوتا تو حجاب "سیت" سے بھی نیچے آ گیا تھا اور اس میں سے نور عظمت دیکھا

بحار الأنوار از ملا باقر مجلسی میں ہے

محمد بن العباس، عن أحمد بن محمد النوفلي، عن أحمد بن هلال، عن ابن محبوب، عن ابن بكير، عن حمران قال: سألت أبا جعفر (عليه السلام) عن قول الله عزوجل في كتابه: " ثم دنافتدلى * فكان قاب قوسين أو أدنى " فقال: أدنى الله محمدا منه، فلم يكن بينه وبينه إلا قنص لؤلؤ فيه فراش (3)، يتلالا فاري صورة، فقيل له: يا محمد أتعرف هذه الصورة ؟ فقال: نعم هذه صورة علي بن أبي طالب، فأوحى الله إليه أن زوجة فاطمة واتخذه وصيا

امام جعفر نے کہا جب اللہ تعالی اور رسول اللہ کے درمیان دو کمان سے بھی کم رہ گیا تو ان کو صورتیں دکھائی گئیں اور پوچھا کیا ان کو پہچانتے ہو ؟ فرمایا ہاں یہ علی کی صورت ہے پھر الوحی کی کہ ان کی بیوی فاطمہ ہوں گی اور علی کی وصیت کرنا

تفسیر فرات میں ہے

فرات قال: حدثنا جعفر بن أحمد معنعنا [عن عباد بن صهيب عن جعفر بن مُحَمَّد عن أبيه] عن علي بن الحسين: عن فاطمة [بنت مُحَمَّد.أ، ب.عليهم السلام.ر] قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وآله: لما عرج بي إلى السماء فصرت إلى سدرة المنتهى (فكان قاب قوسين أو أدنى) فرأيته بقلبي ولم أره بعيني، سمعت الاذان قالوا: شهدنا وأقررنا، قال: واشهدوا يا ملائكتي وسكان سماواتي وأرضي وحملة عرشي بأن عليا وليي وولي رسولي وولي المؤمنين.قالوا: شهدنا وأقررنا

عباد بن صہیب نے روایت کیا ... فاطمہ سے انھوں نے اپنے باپ نبی صلی اللہ علیہ و الہ سے کہ جب میں آسمان پر بلند ہوا تو سدرہ المنتہی تک گیا پس وہ دو کمانوں سے بھی کم پر قریب آیا میں نے اس کو قلب سے دیکھا آنکھ سے نہ دیکھا اور کانوں نے سنا ہم نے اقرار کیا گواہ ہوئے اور اللہ نے کہا اے فرشتوں گواہ ہو جاؤ اور اے آسمان کے باسیوں اور زمین کے اور عرش کو اٹھانے والے کہ علی میرے ولی ہیں اور رسول اور مومنوں کے – ان سب نے کہا ہم نے اقرار کیا گواہ ہوئے

راقم کہتا ہے سند میں عباد بن صہیب ہے جو اہل سنت میں متروک ہے اور شیعوں میں ثقہ ہے

شیعہ کتاب بحار الانور از مجلسی (بحار الأنوار / جزء 3 / صفحة ٣١٥) میں روایت ہے

ع: أبي، عن سعد، عن ابن عيسى، عن ابن محبوب، عن مالك بن عيينة (2) عن حبيب السجستاني قال: سألت أبا جعفرعليه السلام عن قوله عزوجل: " ثم دنى فتدلى فكان قاب قوسين أو أدنى فأوحى إلى عبدهاقرأ: ثم دنى فتدانا فكان قاب قوسين أو أدنى، فأوحى الله إلى عبده يعني رسول الله صلى الله عليه وآله ما أوحى، يا حبيب إن رسول الله صلى الله عليه وآله لما فتح مكة أتعب نفسه في عبادة الله عزوجل والشكر لنعمه في الطواف بالبيت وكان علي عليه السلام معه فلما غشيهم الليل انطلقا إلى الصفا والمروة يريدان السعي، قال: فلما هبطا من الصفا إلى المروة وصارا في الوادي دون العلم الذي رأيت غشيهما من السماء نور فأضاءت هما جبال مكة، وخسأت أبصارهما، (1) قال: ففزعا لذلك فزعا شديدا، قال: فمضى رسول الله صلى الله عليه وآله حتى ارتفع من الوادي، وتبعه علي عليه السلام فرفع رسول الله صلى الله عليه وآله رأسه إلى السماء فإذا هو برمانتين على رأسه، قال: فتناولهما رسول الله صلى الله عليه وآله فأوحى الله عزوجل إلى محمد: يا محمد

إنها من قطف الجنة فلا يأكل منها إلا أنت ووصيك علي بن أبي طالب عليه السلام، قال: فأكل رسول الله صلى الله عليه وآله إحديهما، وأكل علي عليه السلام الاخرى ثم أوحى الله عزوجل إلى محمد صلى الله عليه وآله ما أوحى. قال أبو جعفر عليه السلام: يا حبيب " ولقد رآه نزلة اخرى عند سدرة المنتهى عندها جنة المأوى " يعني عندها وافا به جبرئيل حين صعد إلى السماء، قال: فلما انتهى إلى محل السدرة وقف جبرئيل دونها وقال: يا محمد إن هذا موقفي الذي وضعني الله عزوجل فيه، ولن أقدر على أن أتقدمه، ولكن امض أنت أمامك إلى السدرة، فوقف عندها، قال: فتقدم رسول الله صلى الله عليه وآله إلى السدرة وتخلف جبرئيل عليه السلام، قال أبو جعفر عليه السلام: إنما سميت سدرة المنتهى لان أعمال أهل الارض تصعد بها الملائكة الحفظة إلى محل السدرة، و الحفظة الكرام البررة دون السدرة يكتبون ما ترفع إليهم الملائكة من أعمال العباد في الارض، قال: فينتهون بها إلى محل السدرة، قال: فنظر رسول الله صلى الله عليه وآله فرأى أغصانها تحت العرش وحوله، قال: فتجلى لمحمد صلى الله عليه وآله نور الجبار عزوجل، فلما غشي محمدا صلى الله عليه وآله النور شخص ببصره، وارتعدت فرائصه، قال: فشد الله عزوجل لمحمد قلبه و قوى له بصره حتى رأى من آيات ربه ما رأى، وذلك قول الله عزوجل: " ولقد رآه نزلة اخرى عند سدرة المنتهى عندها جنة المأوى " قال يعني الموافاة، قال: فرأي محمد صلى الله عليه وآله ما رأى ببصره من آيات ربه الكبرى، يعني أكبر الآيات

حبیب السجستانی کہتے ہیں میں نے امام جعفر سے (سورہ النجم) پر سوال کیا اپ نے فرمایا اللہ تعالی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر الوحی کی ... یعنی سدرہ المنتھی کے پاس جبریل وہاں آسمان پر چڑھے سدرہ کے پاس اور کہا جب سدرہ کے مقام پر پہنچے تو رک گئے اور کہا اے محمد یہ میرے رکنے کا مقام ہے جو اللہ تعالی نے میرے لئے بنایا ہے اور میں اس پر قدرت نہیں رکھتا کہ آگے جا سکوں لیکن اپ سدرہ سے آگے جایئے اور وہاں رک جائیں- امام جعفر نے کہا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے سدرہ سے اور جبریل کو پیچھے چھوڑ دیا ... پس وہاں عرش کے نیچے دیکھا اور اس کے گرد پس وہاں محمد صلی اللہ علیہ و الہ پر نور جبار تجلی ہوا جس سے اپ پر نیند طاری ہوئی ... پس اللہ تعالی نے اپ کا دل مضبوط کیا اور بصارت قوی کی یہاں تک کہ اپ نے آیات اللہ دیکھیں جو دیکھیں

یعنی اہل تشیع کے ہاں یہ بات قبول کی جاتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سدرہ المنتھی سے آگے گئے اور وہاں خاص الوحی ہوئی جس میں علی کا ذکر تھا - خیال رہے کہ سند میں مالک

بن عیینۃ ایک مجھول ہے جس کا ذکر کتب رجال شیعہ میں نہیں ملا

شیعہ علامہ جوادی کا ترجمہ و جدید شرح

جدید شروحات میں ان اقوال کو رد کیا گیا ہے مثلا علامہ جوادی کا ترجمہ و شرح ہے

قال فما خطبکم ۲۷ ۹۹۴ النجم ۵۳

مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۳ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۴ عَلَّمَهٗ

وہ اپنی خواہش سے کلام بھی نہیں کرتا ہے (۳) اس کا کلام وہی وحی ہے جو مسلسل نازل ہوتی رہتی ہے (۴) اسے نہایت

شَدِيْدُ الْقُوٰى ۵ ذُوْ مِرَّةٍ فَاسْتَوٰى ۶ وَهُوَ بِالْاُفُقِ

طاقت والے نے تعلیم دی ہے (۵) وہ صاحبِ حسن و جمال جو سیدھا کھڑا ہوا (۶) جب کہ وہ بلند ترین

الْاَعْلٰى ۷ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ۸ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ

افق پر تھا (۷) پھر وہ قریب ہوا اور آگے بڑھا (۸) یہاں تک کہ دو کمان یا اس سے کم کا

اَدْنٰى ۹ فَاَوْحٰى اِلٰى عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰى ۱۰ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ

فاصلہ رہ گیا (۹) پھر خدا نے اپنے بندہ کی طرف جس راز کی بات چاہی وحی کردی (۱۰) دل نے اس بات کو جھٹلایا نہیں

مَا رَاٰى ۱۱ اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى ۱۲ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً

جس کو آنکھوں نے دیکھا (۱۱) کیا تم اس سے اس بات کے بارے میں جھگڑا کررہے ہو جو وہ دیکھ رہا ہے (۱۲) اور اس

اُخْرٰى ۱۳ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ۱۴ عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى ۱۵

نے تو اسے ایک بار اور بھی دیکھا ہے (۱۳) سدرۃ المنتہیٰ کے نزدیک (۱۴) جس کے پاس جنت الماویٰ بھی ہے (۱۵)

اردو حاشیہ

(۲) یہ معراج کی تفصیلات کی طرف اشارہ ہے اور جبریل امین کے اوصاف بیان کئے گئے ہیں کہ وہ اپنی صحیح شکل میں رسول اکرمؐ کے سامنے پیش ہوئے اور انہوں نے پیغام الٰہی کو پہنچایا اور رسول نے باقاعدہ دیکھا اور اس میں کسی طرح کا آنکھوں کا کوئی فریب شامل نہیں تھا۔

معراج پر کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالی کو دیکھا؟

معراج پر رویت باری تعالی سے متعلق تین روایات ہیں

ابو ذر رضی اللہ عنہ سے منسوب صحیح مسلم کی روایت
ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منسوب قلبی رویت والی روایت
ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منسوب روایت جس کے مطابق اللہ تعالی کو امرد کی صورت دیکھا

اب ان کو فردا فردا دیکھتے ہیں

نور ہے اس کو کیسے دیکھتا؟/ ایک نور دیکھا

امام مسلم نے ایک روایت ابو ذر رضی اللہ عنہ کی سند سے دی ہے کہ میں نے ایک نور دیکھا یا ترجمہ کیا جاتا ہے وہ نور ہے میں کیسے دیکھتا –

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبْرَاهِيمَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، هَلْ رَأَيْتَ رَبَّكَ؟ قَالَ: «نُورٌ أَنَّى أَرَاهُ»

ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ

کیا اپ نے اپنے رب کو دیکھا ؟ رسول اللہ نے فرمایا میں نے نور دیکھا

اس روایت میں يزِيد بن إِبْرَاہِيم التسترِی ہے اور اس طرق سے امام مسلم نے صحیح میں اس کو نقل کیا ہے

کتاب ذخیرۃ الحفاظ از ابن القیسرانی (المتوفى: 507ھـ) کے مطابق

حَدِيث: نور أَنى أرَاهُ. رَوَاهُ يزِيد بن أَبْرَاهِيم التستري: عَن قَتَادَة، عَن عبد الله بن شَقِيق قَالَ: قلت لأبي ذَر: لَو رَأَيْت رَسُول الله لسألته، قَالَ لي: عَمَّا كنت تسأله؟ قَالَ: كنت أسأله: هَل رأى ربه عز وَجل؟ فَقَالَ: قد سَأَلته، فَقَالَ: نور أريه مرَّتَيْنِ أَو ثَلَاثًا. وَهَذَا لم بروه عَن قَتَادَة غير يزِيد هَذَا، وَلَا عَن يزِيد غير مُعْتَمر بن سُلَيْمَان، وَكِلَاهُمَا ثقتان، وَحكي عَن يحيى بن معِين أنه قَالَ: يزِيد فِي قَتَادَة لَيْسَ بذلك وَأنكر عَلَيْهِ رِوَايَته: عَن قَتَادَة عَن أنس.

حدیث میں نے نور دیکھا اس کو يزِيد بن إِبْرَاہِيم التسترِی نے قتادہ سے انہوں نے عبد اللہ بن شقیق سے روایت کیا ہے کہا ہے میں نے ابو ذر سے پوچھا کہ اگر رسول اللہ کو دیکھتا تو پوچھتا ؟ انہوں نے کہا کیا پوچھتے ؟ میں نے کہا پوچھتا کہ کیا انہوں نے اپنے رب کو دیکھا ؟ ابو ذر نے کہا میں نے پوچھا تھا پس کہا میں نے دو یا تین بار نور دیکھا اور اس کو روایت نہیں کیا قتادہ سے مگر یزید نے اور یزید سے کسی نے روایت نہیں کیا سوائے معتمر بن سلیمان کے اور یہ دونوں ثقہ ہیں اور یحیٰی بن معین سے حکایت کیا گیا ہے کہ انہوں نے کہا یزید قتادہ سے روایت کرنے میں ایسا اچھا نہیں ہے اور اس کی روایات کا انکار کیا جو قتادہ عن انس سے ہوں

ذکر إسماء من تكلم فيه وهو موثق میں الذھبی کہتے ہیں

قال القطان ليس بذاك

تاریخ الاسلام میں الذھبی کہتے ہیں

وَقَالَ يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ: هُوَ فِي قَتَادَةَ لَيْسَ بِذَاكَ

ابن معین کہتے ہیں قتادہ سے روایت کرنے میں ایسا (اچھا) نہیں ہے

میزان الاعتدال فی نقد الرجال میں الذھبی اس نور والی روایت کا یزید بن إبراهيم کے ترجمہ میں ذکر کرتے ہیں اور کہتے ہیں اس میں اس کا اور معتمر کا تفرد ہے

محمد بن وزير الواسطي، حدثنا معتمر بن سليمان، عن يزيد بن إبراهيم، عن قتادة، عن عبد الله بن شقيق، قال:
قلت لأبي ذر: لو رأيت النبي صلى الله عليه
وسلم لسألته: هل رأى ربه؟ فقال: قد سألته فقال لي: نور إني أراه مرتين أو ثلاثا.
تفرد به عن قتادة.
وما رواه عنه سوى معتمر.

الغرض یہ روایت صحیح نہیں ہے

اس روایت کا ایک طرق عُمَرُ بْنُ حَبِيبٍ الْقَاضِيّ ضعيف الحَدِيث سے بھی ہے

ابن عدی الکامل میں روایت پیش کرتے ہیں

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنا مُحَمد بْنُ الْمِنْهَالِ، حَدَّثَنا عُمَر بن حبيب، حَدَّثَنا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلالٍ عَنْ عَبد اللَّهِ بْنِ الصَّامِتِ، عَن أَبِي ذَرٍّ، قالَ: قُلتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْ رَأَيْتَ رَبَّكَ قَالَ كَيْفَ أَرَاهُ، وَهو نُورٌ أَنَّى أَرَاهُ.
وَهَذَا الْحَدِيثُ بِهَذَا الإِسْنَادِ عَنْ خَالِدٍ الحذاء غير محفوظ.

کہتے ہیں یہ روایت عمر بن حبیب کی سند سے غیر محفوظ ہے

محدثین میں ابن جوزی نے صحیح مسلم کی ابوذر والی روایت کو رد کیا ہے۔ کتاب کشف المشکل من حدیث الصحیحین میں ابن جوزی نے اس پر تبصرہ کیا ہے

وَفِي الحَدِيث السَّابِع عشر: سَأَلت رَسُول اللّٰه صلى اللّٰه عَلَيْهِ وَسلم: هَل رَأَيْت رَبك؟ فَقَالَ: " نور، أَنى اراه ".
ذكر أَبُو بكر الْخلال فِي كتاب " الْعِلَل " عَن أَحْمد بن حَنْبَل أَنه سُئِلَ عَن هَذَا الحَدِيث فَقَالَ: مَا زلت مُنْكرا لهَذَا الحَدِيث وَمَا أَدْرِي مَا وَجهه. وَذكر أَبُو بكر مُحَمَّد بن إِسْحَق بن خُزَيْمَة فِي هَذَا الحَدِيث تضعيفا فَقَالَ: فِي الْقلب من صِحَة سَنَد هَذَا الْخَبَر شَيْء، لم أر أحدا من عُلَمَاء الْأَثر فطن لعِلَّة فِي إِسْنَاده، فَإِن عبد اللّٰه بن شَقِيق كَأَنَّهُ لم يكن يثبت أَبَا ذَر وَلَا يعرفهُ بِعَيْنِه واسمه وَنسبه، لِأَن أَبَا مُوسَى مُحَمَّد ابْن الْمثنى حَدثنَا قَالَ: حَدثنَا معَاذ بن هِشَام قَالَ: حَدثنِي أبي عَن قَتَادَة عَن عبد اللّٰه بن شَقِيق قَالَ: أتيت الْمَدِينَة، فَإِذا رجل قَائِم على غَرَائِر سود يَقُول: أَلا ليبشر أَصْحَاب الْكُنُوز بكي فِي الجباه والجنوب فَقَالُوا: هَذَا أَبُو ذَر، فَكَأَنَّهُ لَا يُثبتهُ وَلَا يعلم أَنه أَبُو ذَر. وَقَالَ ابْن عقيل: قد أجمعنا على أَنه لَيْسَ بِنور، وخطأنا الْمَجُوس فِي قَوْلهم: هُوَ نور. فإثباته نورا مَجُوسِيَّة مَحْضَة، والأنوار أجسام. والبارئ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى لَيْسَ بجسم، وَالْمرَاد بِهَذَا الحَدِيث: " حجابه النُّور " وَكَذَلِكَ رُوِيَ فِي حَدِيث أبي مُوسَى، فَالْمَعْنى: كَيفَ أرَاهُ وحجابه النُّور، فَأَقَامَ الْمُضَاف مقَام الْمُضَاف إِلَيْهِ. قلت: من ثَبت رُؤْيَة رَسُول اللّٰه صلى اللّٰه عَلَيْهِ وَسلم ربه عز وَجل فَإِنَّمَا ثَبت كَونهَا لَيْلَة الْمِعْرَاج، وَأَبُو ذَر أسلم بِمَكَّة قَدِيما قبل الْمِعْرَاج بسنتين ثمَّ رَجَعَ إِلَى بِلَاد قومه فَأَقَامَ بهَا حَتَّى مَضَت بدر وَأحد وَالْخَنْدَق، ثمَّ قدم الْمَدِينَة، فَيحْتَمل أَنه سَأَلَ رَسُول اللّٰه صلى اللّٰه عَلَيْهِ وَسلم حِين إِسْلَامه: هَل رَأَيْت رَبك، وَمَا كَانَ قد عرج بِهِ بعد، فَقَالَ: " نور، أَنى أرَاهُ؟ " أَي أَن النُّور يمْنَع من رُؤْيَته، وَقد قَالَ بعد الْمِعْرَاج فِيمَا رَوَاهُ عَنهُ ابْن عَبَّاس: " رَأَيْت رَبِّي ".

رسول اللہ سے سوال کیا کہ کیا اپ نے اپنے رب کو دیکھا ؟ فرمایا نور ہے کیسے دیکھتا اور اس کا ذکر ابو بکر الخلال نے کتاب العلل میں امام احمد کے حوالے سے کیا کہ ان سے اس حدیث پر سوال ہوا پس کہا میں اس کو منکر کہنے سے نہیں ہٹا اور ... ابن خزیمہ نے اس حدیث کی تضعیف کی اور کہا اس خبر کی صحت پر دل میں کچھ ہے اور میں نہیں دیکھتا کہ محدثین سوائے اس کے کہ وہ اس کی اسناد پر طعن ہی کرتے رہے کیونکہ اس میں عبد اللہ بن شقیق ہے جو ابو ذر سے روایت کرنے میں مضبوط نہیں اور اس کو نام و نسب سے نہیں جانا جاتا کیونکہ ابو موسی نے روایت کیا حَدثنَا قَالَ: حَدثنَا معَاذ بن هِشَام قَالَ: حَدثنِي أبي عَن قَتَادَة کہ عبد اللہ بن شقیق نے کہا میں مدینہ پہنچا تو وہاں ایک شخص کو ... کھڑے دیکھا ... پس لوگوں نے کہا یہ ابو ذر ہیں۔ کہ گویا کہ اس عبد اللہ کو پتا تک نہیں تھا کہ ابو ذر کون ہیں ! اور ابن عقیل نے کہا ہمارا اجماع ہے کہ اللہ نور نہیں ہے اور مجوس نے اس قول میں غلطی کی کہ وہ نور ہے پس اس کا اثبات مجوسیت ہے اور اجسام

منور ہوتے ہیں نہ کہ اللہ سبحانہ و تعالی اور یہ حدیث میں مراد ہے کہ نور اس کا حجاب ہے … اور میں ابن جوزی کہتا ہوں : اور جس کسی نے اس روایت کو ثابت کہا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا انہوں نے اس کو معراج کی رات میں ثابت کیا ہے اور ابی ذر مکہ میں ایمان لائے معراج سے دو سال پہلے پھر اپنی قوم کی طرف لوٹے ان کے ساتھ رہے یہاں تک کہ بدر اور احد اور خندق گزری پھر مدینہ پہنچے پس احتمال ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا ہو جب ایمان لائے ہوں کہ کیا اپ نے اپنے رب کو دیکھا ؟ اور اس وقت اپ کو معراج نہیں ہوئی تھی پس رسول اللہ نے فرمایا نور ہے اس کو کیسے دیکھوں اور بے شک معراج کے بعد کہا جو ابن عباس نے روایت کیا ہے کہ میں نے اپنے رب کو دیکھا

صحیح مسلم میں ابو ذر والی روایت کو الذھبی نے بھی رد کیا ہے

اور العلو للعلی الغفار فی إیضاح صحیح الأخبار وسقیمہا میں اس پر تبصرہ کیا ہے

قُلْتُ هَذَا بِعَيْنِهِ يَنْفِي الرُّؤْيَةَ حَيْثُ يُقَرِّرُ إِنَّمَا أَرَى نُورًا

میں کہتا ہوں اس میں آنکھ سے دیکھنے کی نفی ہے کیونکہ رسول اللہ نے اقرار کیا کہ انہوں نے نور دیکھا

یعنی الذھبی کے نزدیک رسول اللہ معراج پر اللہ تعالی کو نہ دیکھ سکے[19]

صحیح مسلم کی جیسی سند سے اس روایت کی تخریج ابن خزیمہ نے اپنی کتاب التوحید میں بھی کی ہے وہاں اس کو ذکر کیا

حَدَّثَنَا سَلْمُ بْنُ جُنَادَةَ الْقُرَشِيُّ، قَالَ: ثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ، قَالَ: قَالَ رَجُلٌ لِأَبِي ذَرٍّ لَوْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَسَأَلْتُهُ، قَالَ: عَمَّا كُنْتَ تَسْأَلُهُ؟ قَالَ: كُنْتُ أَسْأَلُهُ: هَلْ رَأَيْتَ رَبَّكَ؟ قَالَ أَبُو ذَرٍّ: قَدْ سَأَلْتُهُ، قَالَ: «نُورٌ أَنَّى أَرَاهُ» قَالَ أَبُو بَكْرٍ: فِي الْقَلْبِ مِنْ صِحَّةِ سَنَدِ هَذَا الْخَبَرِ شَيْءٌ، لَمْ أَرَ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِنَا مِنْ عُلَمَاءِ أَهْلِ الْآثَارِ فَطِنَ لِعِلَّةٍ فِي إِسْنَادِ هَذَا الْخَبَرِ، فَإِنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ شَقِيقٍ، كَأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ يُثْبِتُ أَبَا ذَرٍّ، وَلَا يَعْرِفُهُ بِعَيْنِهِ وَاسْمِهِ وَنَسَبِهِ لِأَنَّ أَبَا مُوسَى مُحَمَّدَ بْنَ الْمُثَنَّى ثنا قَالَ: ثنا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ، قَالَ: أَتَيْتُ الْمَدِينَةَ، فَإِذَا رَجُلٌ قَائِمٌ عَلَى غَرَائِرَ سُودٍ، يَقُولُ: «لِيَبْشِرْ أَصْحَابُ الْكُنُوزِ بِكَرَةٍ فِي الْحَيَاةِ وَالْمَوْتِ» فَقَالُوا: هَذَا أَبُو ذَرٍّ، صَاحِبُ رَسُولِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ: فَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ

شَقِيقٍ يَذْكُرُ بَعْدَ مَوْتِ أَبِي ذَرٍّ، أَنَّهُ رَأَى رَجُلًا يَقُولُ هَذِهِ الْمَقَالَةَ، وَهُوَ قَائِمٌ عَلَى غَرَائِرَ سُودٍ، خُبِّرَ أَنَّهُ أَبُو ذَرٍّ، كَأَنَّهُ لَا يُثْبِتُهُ وَلَا يَعْلَمُ أَنَّهُ أَبُو ذَرٍّ- وَقَوْلُهُ: «نُورٌ أَنَّى أَرَاهُ» ، يَحْتَمِلُ مَعْنَيَيْنِ: أَحَدُهُمَا نَفْيٌ، أَيْ: كَيْفَ أَرَاهُ، وَهُوَ نُورٌ، وَالْمَعْنَى الثَّانِي أَيْ: كَيْفَ رَأَيْتُهُ، وَأَيْنَ رَأَيْتُهُ، وَهُوَ نُورٌ، لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ إِدْرَاكَ مَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ مِنَ الْمَخْلُوقِينَ، كَمَا قَالَ عِكْرِمَةُ: «إِنَّ اللَّهَ إِذَا تَجَلَّى بِنُورِهِ لَا يُدْرِكُهُ شَيْءٌ» وَالدَّلِيلُ عَلَى صِحَّةِ هَذَا التَّأْوِيلِ الثَّانِي: أَنَّ إِمَامَ أَهْلِ زَمَانِهِ فِي الْعِلْمِ وَالْأَخْبَارِ: مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ بُنْدَارٌ ثنا بِهَذَا الْخَبَرِ قَالَ

حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ،.... فَقَالَ أَبُو ذَرٍّ: قَدْ سَأَلْتُهُ، فَقَالَ: «رَأَيْتُ نُورًا»

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ، قَالَ: ثنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ، بِمِثْلِ حَدِيثِ أَبِي مُوسَى، وَقَالَ: «نُورًا أَنَّى أَرَاهُ»

حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ، أَيْضًا، قَالَ: ثنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، قَالَ: ثنا يَزِيدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ التُّسْتَرِيُّ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ، قَالَ....: «نُورًا أَنَّى أَرَاهُ

كَذَا قَالَ لَنَا بُنْدَارٌ» أَنَّى أَرَاهُ "، لَا كَمَا قَالَ أَبُو مُوسَى، فَإِنَّ أَبَا مُوسَى قَالَ: «أَنَّى أَرَاهُ

عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ نے کہا ایک شخص نے ابو ذر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا تو ان سے سوال کرتا- ابو ذر نے پوچھا کیا سوال کرتے ؟ کہا میں سوال کرتا کہ کیا انہوں نے اپنے رب کو دیکھا تھا ؟ ابو ذر نے کہا میں نے یہ سوال کیا تھا تو انہوں نے کہا نور میں نے دیکھا (نور ، میں کیسے دیکھتا)- ابو بکر محمد بن إسحاق بن خزیمة (المتوفى: 311ھـ) نے کہا دل میں اس سند کی صحت پر کوئی چیز (کھٹکتی) ہے- اہل اثار یا محدثین علماء میں سے جو ہمارے اصحاب میں سے ہیں کسی کو نہ دیکھا جو اس خبر کی سند کی علت پر جانتے ہوں کیونکہ عبد اللہ بن شقیق کی روایت ابو ذر سے مضبوط نہیں ہے اور نہ یہ آنکھ سے دیکھا گیا ہے نہ نام و نسب سے جانا جاتا ہے - کیونکہ أَبُو مُوسَى مُحَمَّدَ بْنَ الْمُثَنَّى ثنا قَالَ: ثنا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ نے عبد اللہ بن شقیق سے روایت کیا کہ میں مدینہ پہنچا تو ایک شخص کالے خیمہ میں کھڑا کہہ رہا تھا خزانوں کے اصحاب کو بشارت دو کہ زندگی کی صبح ہے اور موت ہے – پس (لوگوں نے) کہا یہ ابو ذر ہیں صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم - ابن خزیمہ نے کہا پس عبد اللہ بن شقیق نے ابو ذر کی موت کے بعد کا ذکر کیا کہ اس نے ایک شخص کو کالے خیمہ میں کچھ کہتے سنا ، خبر دی یہ ابو ذر تھے

، گویا یہ اس کو بات ثابت نہیں کہتے اور نہ یہ جانتے تھے کہ ابو ذر کون ہیں- پھر اس کا یہ قول بھی ذو معنی ہے ایک میں نفی ہے یعنی اس کو کیسے دیکھتا وہ نور ہے اور دوسرا معنی ہے اس کو کیسے کہاں دیکھ پاتا وہ نور ہے - .... دوم : امام اہل زمانہ علم و اخبار امام بندار نے اس حدیث پر کہا

مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ نے روایت کیا ہے .... میں نے نور دیکھا

اور يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ نے أَبُو مُوسَى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى کی طرح روایت کیا ہے ..... میں نے نور دیکھا

اور عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ نے روایت کیا ہے ..... نور ہے میں کیسے دیکھتا

اسی طرح بندار نے کہا اور وہ نہیں کہا جو أَبُو مُوسَى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى نے روایت کیا ہے

مسند احمد 21392 میں ہے

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، وَبَهْزٌ، قَالَا: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ بَهْزٌ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ، قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي ذَرٍّ: لَوْ أَدْرَكْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلْتُهُ. قَالَ: عَنْ أَيِّ شَيْءٍ؟ قُلْتُ: هَلْ رَأَيْتَ رَبَّكَ؟ فَقَالَ: قَدْ سَأَلْتُهُ، فَقَالَ: «نُورٌ أَنَّى أَرَاهُ» يَعْنِي عَلَى طَرِيقِ الْإِيجَابِ. (حم)

فرمایا نور ہے، کیسے دیکھتا !

یعنی قبول و ایجاب کے انداز میں کہا

اس روایت کا متن مضطرب تو ہے ہی عبد اللہ بن شقیق کا ابوذر رضی اللہ عنہ سے ملنا بھی مشکوک ہے کیونکہ یہ دور عمر رضی اللہ عنہ کا وقوعہ بیان کیا گیا ہے -

مسند البزار میں ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: نَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ، قَالَ: أَتَيْتُ الْمَدِينَةَ فَإِذَا رَجُلٌ قَائِمٌ عَلَى غَرَائِرَ سُودٍ يَقُولُ: " أَلَا أُبَشِّرُ أَصْحَابَ الْكُنُوزِ بِكَيٍّ فِي الْجِبَاهِ وَالْجُنُوبِ، فَقَالُوا: هَذَا أَبُو ذَرٍّ صَاحِبُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ نے کہا میں مدینہ پہنچا تو ایک شخص کالے خیمہ میں کھڑا کہہ رہا تھا خبر دار میں خزانوں کے اصحاب کو بشارت نہ دوں وہ اپنے آگے اور پہلو پر روئیں گے – پس (لوگوں نے) کہا یہ ابو ذر ہیں صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم -

سنن الکبری البیہقی میں ہے

وَأَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ بِنِ الْمُؤَمَّلِ، ثنا أَبُو عُثْمَانَ عَمْرُو بْنُ عَبْدِ اللهِ الْبَصْرِيُّ , ثنا أَبُو أَحْمَدَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ أنبأ يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ، ثنا الْأَعْمَشُ، عَنْ جعْفَرِ بْنِ أَيَاسٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ الْعُقَيْلِيِّ قَالَ: أَتَيْتُ الْمَدِينَةَ فَأَذَا رَجُلٌ طَوِيلٌ أَسْوَدُ , فَقُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ أَبُو ذَرٍّ فَقُلْتُ: لَأَنْظُرَنَّ عَلَى أَيِّ حَالٍ هُوَ الْيَوْمَ , قَالَ: قُلْتُ: أَصَائِمٌ أَنْتَ؟ قَالَ: " نَعَمْ " وَهُمْ يَنْتَظِرُونَ الْأَذْنَ عَلَى عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَدَخَلُوا فَأُتِينَا بِقِصَاعٍ فَأَكَلَ فَحَرَّكْتُهُ أُذَكِّرُهُ بِيَدِي فَقَالَ: " أَنِّي لَمْ أَنْسَ مَا قُلْتُ لَكَ أَخْبَرْتُكَ أَنِّي صَائِمٌ أَنِّي أَصُومُ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَأَنَا أَبَدًا صَائِمٌ "

عبد اللہ بن شقیق نے کہا میں مدینہ پہنچا وہاں ایک بہت لمبا آدمی دیکھا جو کالا تھا میں نے پوچھا یہ کون ہے ؟ کہا گیا ابو ذر میں نے اس سے کہا میں دیکھ رہا ہوں کہ آج تم (ابو ذر) کس حال میں ہو - کہا میں نے کہا : کیا روزے سے ہو ؟ ابو ذر نے کہا ہاں اور وہ عمر رضی اللہ عنہ کی آواز کا انتظار کر رہے تھے پس ایک کھانا آیا اس کو کھایا ... پھر کہا میں تم کو نہیں جانتا میں نے تم کو جو کہا اس کی خبر دیتا ہوں میں روزے سے تھا میں ہر مہینہ کے تین دن روزہ رکھتا ہوں پس میں ہمیشہ روزے سے ہوں

طبقات الکبری از ابن سعد میں ہے

كَنَّا جُلُوسًا بِبَابِ عُمَرَ وَمَعَنَا أَبُو ذَرٍّ، فَقَالَ: أَنِّي صَائِمٌ، ثُمَّ أَذِنَ عُمَرُ، فَأُتِيَ بِالْعَشَاءِ، فَأَكَلَ

ہم سب مل کر عمر کے گھر کے باب پر پہنچے اور ابو ذر ساتھ تھے – انہوں نے کہا میں روزے سے ہوں پھر عمر نے ان کو اجازت دی تو رات کا کھانا کھایا ۔

اس کلام میں کس قدر اضطراب ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ جن کے دور میں اصحاب رسول فارغ البال تھے مدینہ میں غلاموں کی کثرت تھی اس دور میں ابو ذر کے پاس کھانے پینے کو کچھ نہ تھا ؟ یا للعجب

پھر جندب بن جنادۃ ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے عبد اللہ بن شقیق دور عمر میں مدینہ میں ملے تو ان کا سماع کثیر اصحاب رسول سے کیوں نہیں ہے ؟ تاریخ الکبیر از امام بخاری میں ہے

قال عَبّاس بن الوَلِيد: حدَّثنا عبد الأَعلى ، حدَّثنا الجُرَيرِيّ، عَنْ عَبد اللهِ بنِ شَقِيق، قَالَ: جاورتُ أبا هُرَيرة سَنَةً.

عبد اللہ بن شقیق نے کہا میں نے ابو ہریرہ کے ساتھ ایک سال گزارا

جب عبد اللہ بن شقیق نے دور عمر پا لیا تو خود عمر رضی اللہ عنہ سے ان کی روایت کی تعداد اتنی کم کیوں ہے جبکہ انہوں نے مدینہ میں ایک سال گزارا ہے جو کوئی کم مدت نہیں ہے – عبد اللہ بن شقیق نے نہ تو عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے نہ علی رضی اللہ عنہ سے نہ ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے نہ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے

محدثین میں بعض کی رائے عبد اللہ بن شقیق پر منفی ہے ۔

العقیلی نے عبد اللہ بن شقیق کا شمار الضعفاء میں کیا ہے اور خبر دی کہ

كَانَ التَّيْمِيُّ سَيِّءَ الرَّأْيِ فِي عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ

سُلَيْمَانُ بن طرخان التّیمیّ کی عبد اللہ بن شقیق پر بری رائے تھی

اس بحث سے معلوم ہوا کہ صحیح مسلم کی اس حدیث میں محدثین نے کلام کیا تھا اور اس روایت کے متن میں اضطراب ہے یہاں تک کہ عبد اللہ بن شقیق کی ابو ذر سے ملاقات ہوئی بھی یا نہیں اس پر بھی شک ہے

امام بخاری نے اس سلسلے میں متضاد روایات پیش کی ہیں ایک میں ان کے مطابق نبوت سے قبل رسول اللہ پر الوحی ہوئی اس میں دیکھا کہ اللہ تعالی قاب قوسین کے فاصلے پر ہیں اور پھر صحیح میں ہی عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے سختی سے اس کا انکار کیا کہ معراج میں اللہ تعالی کو دیکھا

عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ – رضى الله عنها -: يَا أُمَّتَاهْ! هَلْ رَأَى مُحَمَّدٌ – صلى الله عليه وسلم – رَبَّهُ؟ فَقَالَتْ: لَقَدْ قَفَّ شَعَرِى مِمَّا قُلْتَ، أَيْنَ أَنْتَ مِنْ ثَلَاثٍ مَنْ حَدَّثَكَهُنَّ فَقَدْ كَذَبَ، مَنْ حَدَّثَكَ أَنَّ مُحَمَّدًا – صلى الله عليه وسلم – رَأَى رَبَّهُ فَقَدْ كَذَبَ، ثُمَّ قَرَأَتْ: {لَا تُدْرِكُهُ الأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ}، {وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللهُ أَلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ} , وَمَنْ حَدَّثَكَ أَنَّهُ يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ؛ فَقَدْ كَذَبَ، ثُمَّ قَرَأَتْ: {وَمَا تَدْرِى نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا} (وفي روايةٍ: (لا يَعْلَمُ الغَيْبَ ألَّا اللهُ) 8/ 166)، وَمَنْ حَدَّثَكَ أَنَّهُ كَتَمَ [شَيئاً مِمَا أنْزِلَ أليهِ 5/ 188} [مِنَ الوَحْيِ 8/ 210]؛ فَقَدْ كَذَبَ، ثُمَّ قَرَأَتْ، {يَا أَيُّهَا الرسولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ أَلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ [وَأَنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَاتِهِ]} الآية. [قالَ: قلت: فإِنَّ قَوْلَه: {ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَّى. فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى}. قالَتْ:] ولكنَّهُ [قَدْ 4/ 83] رَأَى جِبْرِيلَ – عَلَيْهِ السَّلَامُ – (وفى روايةٍ: ذَاكَ جِبْرِيلُ كَانَ يَأْتِيهِ فِي صُورَةِ الرَّجُلِ، وَأَنَّهُ أَتَاهُ هَذِهِ الْمَرَّةَ) فِي صُورَتِهِ [الَّتِي هِيَ صُورَتُهُ فَسَدَّ الأُفُقَ]؛ مَرَّتَيْنِ

عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے مسروق نے پوچھا کہ اے اماں کیا محمّد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا تو آپ رضی اللہ تعالی عنہا نے فرمایا کہ تمہاری اس بات نے میرے رونگٹے کھڑے کر دیے تم سے جو کوئی تین باتیں کہے اس نے جھوٹ بولا جو یہ کہے کہ محمّد نے اپنے رب کو دیکھا اس نے جھوٹ بولا پھر آپ نے قرات کی { لَا تُدۡرِكُهُ الۡاَبۡصَارُ وَهُوَ يُدۡرِكُ الۡاَبۡصَارَ‌ وَهُوَ اللَّطِيۡفُ الۡخَبِيۡرُ} نگاہیں اس تک نہیں پہنچ سکتیں لیکن وہ نگاہوں تک پہنچ جاتا ہے اور وہ باریک

بین اور جاننے والا ہے ، {وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنۡ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحۡيًا اَوۡ مِنۡ وَّرَآءِ حِجَابٍ} اور کسی بشر کا یہ مقام نہیں کہ اللہ اس سے کلام کرے سوائے وحی سے یا پردے کے پیچھے سے آپ رضی اللہ تعالی عنہا نے فرمایا کہ جو یہ کہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے کہ کل کیا ہو گا اس نے جھوٹ بولا پھر آپ نے تلاوت کی {وَمَا تَدۡرِىۡ نَفۡسٌ مَّاذَا تَكۡسِبُ غَدًا} اور کوئی نفس نہیں جانتا کہ کل کیا ہو گا (وفی روایۃ: (لا یَعۡلَمُ الغَیۡبَ إِلَّا اللّٰهُ) (166 /8) اور ایک روایت کے مطابق کوئی نہیں جانتا غیب کو سوائے اللہ کے . اور اس نے بھی جھوٹ بولا جو یہ کہے کہ آپ نے وحی میں سے کچھ چھپایا پھر آپ نے تلاوت کی ، {یا اَیُّها الرسولُ بَلِّغۡ ما اُنۡزِلَ إِلَيۡكَ مِنۡ رَبِّكَ [وَإِنۡ لَمۡ تَفۡعَلۡ فَمَا بَلَّغۡتَ رِسَالَاتِهِ]} اے رسول جو اللہ نے آپ پر نازل کیا ہے اس کو لوگوں تک پہنچے اور اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو آپ نے رسالت کا حق ادا نہ کیا . مسروق کہتے ہیں میں نے عرض کی کہ اللہ تعالی کا قول ہے {ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى. فَكَانَ قَابَ قَوۡسَيۡنِ اَوۡ اَدۡنٰى} پھر قریب آیا اور معلق ہوا اور دو کمانوں اور اس اس سے کم فاصلہ رہ گیا. عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا نے فرمایا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام کو دیکھا اور ایک روایت میں ہے کہ وہ جبریل تھے وہ آدمی کی شکل میں اتے تھے اور اس دفعہ وہ اپنی اصلی شکل میں آئے یہ وہی صورت تھی جو افق پر دیکھی تھی دو دفعہ

قاضی عیاض کتاب الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ میں لکھتے ہیں کہ چونکہ معراج کا واقعہ ہجرت سے پہلے ہوا اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی ہجرت کے بعد ہوئی ہے، لہٰذا اس معاملے میں ان کی خبر معتبر نہیں ہے- یہ نکتہ سنجی کی انتہا ہے کیونکہ ابن عبّاس تو عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے بھی چھوٹے ہونگے - عبداللہ ابن عبّاس کی ولادت ہجرت سے تین سال پہلے ہوئی اور سن ۸ ہجری میں آپ عبّاس رضی اللہ تعالی عنہ کے ساتھ مدینہ پہنچے یعنی آپ بہت کم سن تھے اور معراج کا واقعہ کے وقت تو آپ شاید ایک سال کے ہوں

دوسری طرف قاضی ابی یعلی المتوفی ۵۲۶ ھ اپنی دوسری کتاب الاعتقاد میں لکھتے ہیں کہ معراج

کے موقعہ پر

ورای ربہ، وإدناه، وقربہ، وكلمہ، وشرّفہ، وشاہد الكرامات والدلالات، حتى دنا من ربہ فتدلى، فكان قاب قوسين او إدنى. وإن الله وضع يده بين كتفيہ فوجد بردہا بين ثدييہ فعلم علم الأولين والآخرين وقال عز وجل: {وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ} [الإسراء:60] . وہی رؤیا يقظة (1) لا منام. ثم رجع في ليلتہ بجسده إلى مكة

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا وہ قریب آیا ہم کلام ہوا شرف دیا اور کرامات دکھائی یہاں تک کہ قریب ہوئے اور اتنے قریب جیسے کمان کے دونوں کنارے یا اس سے بھی قریب۔ اور بے شک اللہ تعالی نے اپنا ہاتھ شانے کی ہڈیوں کے درمیان رکھا اور اسکی ٹھنڈک نبي صلى اللہ علیہ وسلم نے پائی[20] اور علم اولین آخرین دیا اور اللہ عز و جل نے کہا {وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ} [الإسراء:60] اور یہ دیکھنا جاگتے میں ہوا نہ کہ نیند میں۔ پھر اس کے بعد اپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جسد کے ساتھ واپس مکہ آئے

حنبلیوں کا یہ عقیدہ قاضی ابو یعلی مولف طبقات الحنابلہ پیش کر رہے ہیں جو ان کے مستند امام ہیں

گھنگریالے بالوں والے رب والی روایت

کتاب اسماء و الصفات از البیہقی کی روایت ہے

أَخْبَرَنَا أَبُو سَعْدٍ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَالِينِيُّ، أنا أَبُو أَحْمَدَ بْنُ عَدِيٍّ الْحَافِظُ، ثنا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ عَاصِمٍ، ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي سُوَيْدٍ الذِّرَاعُ، ثنا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، ح. وَأَخْبَرَنَا أَبُو سَعْدٍ الْمَالِينِيُّ، أنا أَبُو أَحْمَدَ بْنُ عَدِيٍّ الْحَافِظُ، أَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ سُفْيَانَ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، ثنا أَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ، ثنا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «رَأَيْتُ رَبِّي جَعْدًا أَمْرَدَ [ص:364] عَلَيْهِ حُلَّةٌ خَضْرَاءُ» . قَالَ: وَأَخْبَرَنَا أَبُو أَحْمَدَ، ثنا ابْنُ أَبِي سُفْيَانَ الْمَوْصِلِيُّ وَابْنُ شَهْرَيَارَ قَالَا: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ رِزْقِ اللَّهِ بْنِ

مُوسَى، ثنا الْأَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ. فَذَكَرَهُ بِإِسْنَادِهِ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: «فِي صُورَةِ شَابٍّ أَمْرَدَ جَعْدٍ» . قَالَ: وَزَادَ عَلِيُّ بْنُ شَهْرَيَارَ: «عَلَيْهِ حُلَّةٌ خَضْرَاءُ» . وَرَوَاهُ النَّضْرُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ عَامِرٍ بِإِسْنَادِهِ أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَبَّهُ فِي صُورَةِ شَابٍّ أَمْرَدَ، دُونَهُ سِتْرٌ مِنْ لُؤْلُؤٍ قَدَمَيْهِ - أَوْ قَالَ: رِجْلَيْهِ - فِي خُضْرَةٍ.

حماد بن سلمہ، قتادہ سے وہ عکرمہ سے وہ ابن عباس سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ نبی نے فرمایا میں نے اپنے رب کو گھنگریالے بالوں والے ایک امرد (بغیر داڑھی مونچھ والا نو جوان) کی صورت دیکھا اس پر سبز لباس تھا

گھنگریالے بالوں والے رب والی روایت پر ابن خزیمہ کی رائے

صحیح ابن خزیمہ کے مولف إبو بكر محمد بن إسحاق بن خزيمة المتوفی ۳۱۱ ھ كتاب التوحيد وإثبات صفات الرب عز وجل کہتے ہیں

فَأَمَّا خَبَرُ قَتَادَةَ، وَالْحَكَمِ بْنِ أَبَانَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، وَخَبَرُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهعَنْهُمَا فَبَيِّنٌ وَاضِحٌ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ كَانَ يُثْبِتُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ رَأَى رَبَّهُ

پس جو خبر قتادہ اور الحکم بن ابان سے عکرمہ سے اور ابن عباس سے آئی ہے اور خبر جو عبد اللہ بن ابي سلمہ سے وہ ابن عباس سے آئی ہے اس میں بین اور واضح ہے کہ ابن عباس سے ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا

ابن خزیمہ اسی کتاب میں لکھتے ہیں

وَأَنَّهُ جَائِزٌ أَنْ يَكُونَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَخْصُوصًا بِرُؤْيَةِ خَالِقِهِ، وَهُوَ فِي السَّمَاءِ السَّابِعَةِ، لَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَبَّهُ وَهُوَ فِي الدُّنْيَا،

اور بے شک یہ جائز ہے کہ اپنے خالق کو دیکھنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہو اور وہ ساتویں آسمان پر تھے اور دینا میں نہیں تھے جب انہوں نے اللہ تعالی کو دیکھا تھا

اس طرح محدثین اور متکلمین کے گروہ کا اجماع ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالی کو دیکھا ہر چند کہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اس کا انکار کرتی تھیں

گھنگریالے بالوں والے رب والی روایت پر البیہقی کی رائے

البیہقی، صحیح مسلم کے راوی حماد بن سلمہ پر برستے ہیں اور لکھتے ہیں

أَخْبَرَنَا أَبُو سَعْدٍ الْمَالِينِيُّ، أَنَا أَبُو أَحْمَدَ بْنُ عَدِيٍّ، نا ابْنُ حَمَّادٍ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُجَاعٍ الثَّلْجِيُّ، أَخْبَرَنِي أَبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مَهْدِيٍّ، قَالَ: «كَانَ حَمَّادُ بْنُ [ص:366] سَلَمَةَ لَا يُعْرَفُ بِهَذِهِ الْأَحَادِيثِ حَتَّى خَرَجَ خَرْجَةً أَلَى عَبَادَانَ، فَجَاءَ وَهُوَ يَرْوِيهَا، فَلَا أَحْسِبُ أَلَّا شَيْطَانًا خَرَجَ أَلَيْهِ فِي الْبَحْرِ فَأَلْقَاهَا أَلَيْهِ» . قَالَ أَبُو عَبْدِاللهِ الثَّلْجِيُّ: فَسَمِعْتُ عَبَّادَ بْنَ صُهَيْبٍ يَقُولُ: أَنَّ حَمَّادَ بْنَ سَلَمَةَ كَانَ لَا يَحْفَظُ، وَكَانُوا يَقُولُونَ: أَنَّهَا دُسَّتْ فِي كُتُبِهِ،

عبد الرحمان بن مہدی کہتے ہیں کہ ان قسم کی احادیث سے حماد بن سلمہ نہیں پہچانا جاتا تھا حتی کہ عَبَادَان پہنچا پس وہ وہاں آیا اور ان کو روایت کیا پس میں (عبد الرحمان بن مہدی) سمجھتا ہوں اس پر شیطان آیا جو سمندر میں سے نکلا اور اس نے حماد پر یہ القاء کیا. ابو بکر الثلجی کہتے ہیں میں نے عباد بن صہیب کو سنا کہا بے شک حماد بن سلمہ حافظ نہیں ہے اور محدثین کہتے ہیں اس نے اپنی کتابیں دفن کیں

حماد بن سلمہ کے دفاع میں کہا جاتا ہے کہ اس اوپر والے قول کی سند میں مُحَمَّدُ بْنُ شُجَاعِ الثَّلْجِيُّ ہے جس پر جھوٹ کا الزام ہے میزان الاعتدل میں الذہبی ان کے ترجمہ میں لکھتے ہیں

قال ابن عدي: كان يضع الحديث في التشبيه ينسبها إلى أصحاب الحديث يسابهم ذلك.
قلت: جاء من غير وجه أنه كان ينال من أحمد وأصحابه، ويقول: إيش قام به أحمد! قال المروزي: أتيته ولمته

ابن عدی کہتے ہیں تشبیہ کے لئے حدیث گھڑتا تھا جن کو اصحاب حدیث کی طرف نسبت دیتا ان کو بے عزت کرنے کے لئے

الذھبی کہتے ہیں میں کہتا ہوں ایک سے زائد رخ سے پتا ہے کہ یہ امام احمد اور ان کے اصحاب کی طرف مائل تھے اور کہتے کہ احمد کہاں رکے ہیں المروزی نے کہا یہ اتے اور ملتے

یہاں تو مسئلہ ہی الٹا ہے حماد بن سلمہ، نعوذ باللہ ، اللہ کو مرد کی شکل کا کہہ رہے ہیں جو تشبیہ و تجسیم کا عقیدہ ہے اس روایت کو البانی صحیح کہہ رہے ہیں

گھنگریالے بالوں والے رب والی روایت پر ابن ابی یعلی حنبلی کی رائے

کتاب طبقات الحنابلة ج ا ص ۲۴۲ از ابن ابی یعلی المتوفی ۵۲۶ ھ کے مطابق حنبلیوں کے نزدیک یہ اوپر والی اسناد اور روایات صحیح تھیں اور یہ عقیدہ ایمان میں سے ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کو دیکھا تھا

والإيمان بالرؤية يوم القيامة كما روى عَنِ النَّبِيِّ – صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – فِي الأحاديث الصحاح وأَنَّ النَّبِيَّ – صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – قد رأى ربه فإنه مأثور عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – صحيح قد رواه قَتَادَة عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ورواه الحكم بن أبان عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ورواه عَلِيّ بْن زَيْدٍ عَنْ يوسف بْن مهران عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ والحديث عندنا عَلَى ظاهره كما جاء عَنِ النَّبِيِّ – صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – والكلام فيه بدعة ولكن نؤمن به كما جاء عَلَى ظاهره ولا نناظر فيه أحدًا

اور ایمان لاؤ روز قیامت اللہ کو دیکھنے پر جیسا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روایت میں آیا ہے .. اور صحیح احادیث میں کہ بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا پس بے شک یہ ماثور ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح ہے جیسا روایت کیا ہے قَتَادَة عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبّاسٍ سے اور روایت کیا ہے الحکم بن إبان عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبّاسٍ سے اور روایت کیا ہے عَلِيّ بْن زَيْد عَنْ يوسف بْن مهران عَنِ ابْنِ عَبّاسٍ سے اور یہ حدیث ہمارے نزدیک اپنے ظاہر پر ہی ہے جیسی کہ آئی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور اس پر کلام بدعت ہے لہٰذا اس پر ایمان اس حدیث کے ظاہر پر ہی ہے اور ہم کوئی اور روایت (اس کے مقابل) نہیں دیکھتے

البانی کے نزدیک حماد بن سلمہ کی روایت صحیح ہے اور إبطال التأويلات لأخبار الصفات از القاضي إبو يعلى ، محمد بن الحسين بن محمد بن خلف ابن الفراء (المتوفى : 458هـ) میں بہت سی روایات ہیں جن میں اللہ تعالی کو ایک مرد نوجوان گھنگریالے بالوں والا کہا گیا ہے وہاں ان تمام روایات

کو پیش کیا ہے اور یہ ثابت کیا گیا ہے کہ اللہ تعالی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا اس کو متقدمین حنابلہ نے قبول کیا

گھنگریالے بالوں والے رب والی روایت پر ابن جوزی کی رائے

کتاب مناقب امام احمد ص ۲۳۱ جو ابن جوزی سے منسوب ہے اس میں ہے

وإن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قد رای ربہ، فإنہ مأثور عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحیح، رواہ قتادة عن عِكْرِمَة عن ابن عباس. ورواہ الحکم بن إبان عن عکرمة عن ابن عباس. ورواہ علی بن زید عن یوسف بن مِہران عن ابن عباس والحدیث عندنا علی ظاہرہ کما جاءَ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم، والکلام فیہ بدعة؛ ولکن نُؤمن بہ علی ظاہرہ ولا نُناظر فیہ إحداً.

اور بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا پس یہ ماثور صحیح میں ہے اس کو قتادہ نے عکرمہ سے انہوں نے ابن عباس سے روایت کیا ہے .... اور اس میں کلام بدعت ہے لیکن ہم اس کے ظاہر پر ایمان لائیں گے اور کسی اور کو نہیں دیکھیں گے

راقم کہتا ہے یہ وہی گھنگریالے بالوں والا رب والی روایت ہے جس جو صحیح کہا جا رہا ہے –
دوسری طرف کتاب کتاب دفع شبہ التشبیہ جو ابن جوزی کی ہے اس میں اس کا رد ہے
لہذا یہ مناقب امام احمد مشکوک کتاب ہے اس کی نسبت ابن جوزی سے نہیں کی جا سکتی کسی نے منسوب کی ہے[21]

ابن جوزی نے شروع میں کتاب کشف المشکل میں عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول قبول نہیں کیا ہے

وَقد صَحَّ الْإِثْبَات للرؤية من طرقه، وَقد مضى من طَرِيق مُتَّفق عَلَيْهَا: " إِنَّكُم لترون ربكُم " و " هَل تضَارونَ فِي رُؤْيَة الشَّمْس وَالْقَمَر، فَكَذَلِك لَا تضَارونَ فِي رُؤْيَته " وَقد روى ابْن عَبَّاس عَن

النَّبِي صلى اللَّه عَلَيْهِ وَسلم أَنه قَالَ: " رَأَيْت رَبِّي ".

اس میں حدیث عائشہ کہ جس نے کہا رب کو دیکھا جھوٹ بولا اس پر تبصرہ کیا کہ ان سے شادی معراج کے بعد ہوئی ان کو علم نہ ہو سکا ہو گا

البتہ اس کا سختی سے رد کیا رسول اللہ نے اللہ تعالی کو مرد کی صورت دیکھا - ابن الجوزی نے کتاب دفع شبہ التشبیہ لکھی اور اس میں حنابلہ کا رد کیا جو تجسیم کی طرف چلے گئے

وقد أثبت القاضي أبو يعلى صفات لله تعالى ، فقال : قوله « شاب وأمرد وجعد وقطط والفراش والنعلان والتاج » ثبت ذلك تسمية لا نعقل معناها ، ومن يثبت بالمنام وما صح نقله [هو] صفات : وقد عرفنا معنى

(٧) هكذا فى الاصل المحفوظ لدينا .

— ٣٣ —

الشاب والأمرد ، ثم يقول : ما هو كما نعلم كمن يقول قام فلان وما هو بقائم وقعد وما هو بقاعد ، قال ابن عقيل : هذا الحديث نجزم بأنه كذب ، ثم لا تنفع ثقة الرواة اذا كان المتن مستحيلا ، وصار هذا كما لو أخبرنا جماعة من المعدلين بأن جمل البزاز دخل فى خرم ابرة الخياط ، فانه لا حكم لصدق الرواة مع استحالة خبرهم ،

اور بے شک قاضی ابویعلی نے صفت اللہ کا اثبات کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ (اللہ) ایک بغیر داڑھی مونچھ والا جوان مرد تھا جس نے لباس اور جوتیاں پہن رکھیں تھیں اور تاج تھا اس نے اس کا اثبات کیا لیکن اس کے معنوں پر عقل نہیں دوڑائی .. اور ہم جانتے ہیں جوان اور امرد کا کیا

مطلب ہے ... ابن عقیل کہتے ہیں یہ حدیث ہم جزم سے کہتے ہیں جھوٹ ہے پھر راوی کی ثقاہت کا کوئی فائدہ نہیں ہے اگر متن میں ممکنات نہ ہوں

گھنگریالے بالوں والے رب والی روایت پر المقدسی حنبلی کی رائے

حنبلی عالم عبد الغنی بن عبد الواحد بن علی بن سرور المقدسی الجماعیلی الدمشقی الحنبلی، ابو محمد، تقی الدین (المتوفى: 600ھ) کتاب الاقتصاد فی الاعتقاد میں لکھتے ہیں

وأنه صلى الله عليه وسلم رأى ربه عز وجل كما قال عز وجل: {وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَى عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى} قال الإمام أحمد في ما روينا عنه: وأن النبي صلى الله عليه وسلم رأى عز وجل، فإنه مأثور عن النبي صلى الله عليه وسلم، صحيح رواه قتادة عكرمة عن ابن عباس. [ورواه الحكم بن إبان عن عكرمة عن ابن عباس] ، ورواه علي بن زيد عن يوسف بن مهران عن ابن عباس. والحديث على ظاهره كما جاء عن النبي صلى الله عليه وسلم، والكلام فيه بدعة، ولكن نؤمن به كما جاء على ظاهره، ولا نناظر فيه أحداً
وروى عن عكرمة عن ابن عباس قال: " إن الله عز وجل اصطفى إبراهيم بالخلة واصطفى موسى بالكلام، واصطفى محمدً صلى الله عليه وسلم بالرؤية " ـ وروى عطاء عن ابن عباس قال: " رأى محمد صلى الله عليه وسلم ربه مرتين " وروي عن أحمد ـ رحمه الله ـ أنه قيل له: بم تجيب عن قول عائشة رضي الله عنها: " من زعم أن محمداً قد رأى ربه عز وجل ..." الحديث؟ قال: بقول النبي صلى الله عليه وسلم: " رأيت ربي عز وجل

بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا جیسا کہ اللہ تعالی نے کہا وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَى عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى امام احمد کہتے ہیں جیسا ہم سے روایت کیا گیا ہے کہ بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کو دیکھا پس بے شک یہ ماثور ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح ہے جیسا روایت کیا ہے قَتَادَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ سے اور روایت کیا ہے الحکم بن إبان عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ سے اور روایت کیا ہے عَلِيّ بْن زَيْد عَنْ يوسف بْن مهران عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ سے اور یہ حدیث ہمارے نزدیک اپنے ظاہر پر ہی ہے جیسی کہ آئی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور اس پر کلام بدعت ہے لہذا اس پر ایمان اس حدیث کے ظاہر پر ہی ہے اور ہم کوئی اور روایت (اس کے مقابل) نہیں دیکھتے اور عکرمہ ، ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ بے

شک اللہ تعالی نے نے ابراہیم کو اپنی دوستی کے لئے چنا اور موسیٰ کو دولت کلام کے لئے چنا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے دیدار کے لئے چنا اور عطا ، ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دو دفعہ دیکھا اور احمد سے روایت کیا جاتا ہے اللہ رحم کرے کہ وہ ان سے پوچھا گیا ہم عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول کا کیا جواب دیں کہ جس نے یہ دعوی کیا کہ محمد نے اپنے رب کو دیکھا … الحدیث ؟ امام احمد نے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قول سے (ہی کرو) کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے رب عز وجل کو دیکھا

راقم کے نزدیک ابان عن عکرمہ والی روایت اور قتادہ عن عکرمہ والی رویت باری تعالی کے حوالے سے روایات صحیح نہیں ہیں

گھنگریالے بالوں والے رب والی روایت پر ابن تیمیہ کی رائے

بعض میں یہ بھی ہے کہ اللہ تعالی کو ایک جوان مرد کی صورت گھنگریالے بالوں کے ساتھ دیکھا جس کی تصحیح بہت سے علماء نے کی ہے

ابن تیمیہ کتاب بیان تلبیس الجہمیۃ فی تأسیس بدعہم الکلامیۃ ج ۷ ص ۲۲۵ پر ان روایات کو پیش کرتے ہیں اور امام احمد کا قول نقل کرتے ہیں کہ

قال حدثنا عبد الله بن الإمام أحمد حدثني أبي قال حدثنا الأسود بن عامر حدثنا حماد بن سلمة عن قتادة عن عكرمة عن ابن عباس رضي الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم رأيت ربي في صورة شاب أمرد له وفرة جعد قطط في روضة خضراء قال وأبلغت أن الطبراني قال حديث قتادة عن عكرمة عن ابن عباس في الرؤية صحيح وقال من زعم أني رجعت عن هذا الحديث بعدما حدثت به فقد كذب وقال هذا حديث رواه جماعة من الصحابة عن النبي صلى الله عليه وسلم وجماعة من التابعين عن ابن عباس وجماعة من تابعي التابعين عن عكرمة وجماعة من الثقات عن حماد بن سلمة قال وقال أبي رحمه الله روى هذا الحديث جماعة من الأئمة الثقات عن حماد بن سلمة عن قتادة عن عكرمة عن ابن عباس عن النبي صلى الله عليه وسلم وذكر أسماءهم بطولها وأخبرنا محمد بن عبيد الله الأنصاري سمعت أبا الحسن عبيد الله بن محمد بن معدان يقول سمعت سليمان بن أحمد يقول سمعت ابن صدقة الحافظ يقول من لم يؤمن بحديث عكرمة فهو زنديق وأخبرنا محمد بن سليمان قال سمعت بندار بن أبي إسحاق يقول سمعت علي بن محمد بن أبان يقول سمعت البراذعي يقول سمعت أبا زرعة الرازي

يقول من أنكر حديث قتادة عن عكرمة عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عيه وسلم رأيت ربي عز وجل فهو معتزلي

عبد اللہ کہتے ہیں کہ امام احمد نے کہا حدثنا الأسود بن عامر حدثنا حماد بن سلمة عن قتادة عن عكرمة عن ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا میں نے اپنے رب کو ایک مرد کی صورت دیکھا جس کے گھنگریالے بال تھے اور مجھ تک پہنچا کہ طبرانی نے کہا کہ یہ روایت صحیح ہے جو یہ کہے کہ اس کو روایت کرنے کے بعد میں نے اس سے رجوع کیا جھوٹا ہے اور امام احمد نے کہا اس کو صحابہ کی ایک جماعت رسول اللہ سے روایت کرتی ہے .... اور ابو زرعہ نے کہا جو اس کا انکار کرے وہ معتزلی ہے

یعنی امام ابن تیمیہ ان روایات کو صحیح کہتے تھے اور ان کی بنیاد پر یہ ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالی کو قلب سے دیکھا حنابلہ میں بہت سے لوگ مانتے ہیں کہ معراج حقیقی تھی جسم کے ساتھ تھی نہ کہ خواب اور وہ ان روایات کو معراج پر مانتے ہیں ابن تیمیہ ان کو صحیح سمجھتے ہیں لیکن قلبی رویت مانتے ہیں[22]

حنابلہ یا غیر مقلدین میں فرق صرف اتنا ہے کہ حنابلہ کے نزدیک یہ دیکھا اصلی آنکھ سے تھا اور غیر مقلدین کے نزدیک قلبی رویت تھا

راقم کہتا ہے روایات ضعیف ہیں اس کے خلاف الذھبی نے ابن جوزی نے حکم لگائے ہیں

افسوس ابن جوزی حنبلی کے ڈیڑھ سو سال بعد انے والے ایک امام ، امام ابن تیمیہ نے کتاب بیان تلبیس الجھمیۃ فی تأسیس بدعھم الکلامیۃ میں اللہ تعالی کو جوان اور گھنگریالے بالوں والا جوان والی روایت پر لکھا کہ امام احمد کے نزدیک یہ صحیح ہیں

حدثني عبد الصمد بن يحيى الدهقان سمعت شاذان يقول أرسلت إلى أبي عبد الله أحمد بن حنبل أستأذنه في أن أحدث بحديث قتادة عن عكرمة عن ابن عباس قال رأيت ربي قال حدث به فقد حدث به العلماء قال الخلال أبنا

الحسن بن ناصح قال حدثنا الأسود بن عامر شاذان ثنا حماد بن سلمة عن قتادة عن عكرمة عن ابن عباس أن النبي صلى الله عليه وسلم رأى ربه جعدًا قططا أمرد في حلة حمراء والصواب حلة خضراء

شاذان کہتے ہیں میں نے بھیجا امام احمد کی طرف اور پوچھا کہ وہ اس حدیث پر کیا حکم کرتے ہیں جو قتادہ عن عکرمہ عن ابن عباس کی سند سے روایت کرتا ہے کہ میں نے اپنے رب کو دیکھا – امام احمد نے کہا اس کی روایت کرو کیونکہ اس کو علما نے روایت کیا ہے .... ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا گھونگھر والے بالوں والا, بغیر داڑھی مونچھ والا جوان جس پر سرخ یا سبز لباس تھا

اسی کتاب میں رویہ الباری تعالی پر ابن تیمیہ کہتے ہیں

وأخبر أنه رآه في صورة شاب دونه ستر وقدميه في خضرة وأن هذه الرؤية هي المعارضة بالآية والمجاب عنها بما تقدم فيقتضي أنها رؤية عين كما في الحديث الصحيح المرفوع عن قتادة عن عكرمة عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم رأيت ربي في صورة شاب أمرد له وفرة جعد قطط في روضة خضراء

اور رسول اللہ نے خبر دی کہ انہوں نے اللہ کو ایک مرد کی صورت دیکھا درمیان پردہ تھا اور اس کے قدموں پر سبزہ تھا اور اس خواب کی مخالفت آیات سے ہوتی ہے اور اس کا جواب دیا گیا ہے جو گزرا کہ یہ تقاضہ کرتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آنکھ سے دیکھا جیسا کہ صحیح مرفوع حدیث میں ہے عن قتادة عن عکرمۃ عن ابن عباس کی سند سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے رب کو ایک بغیر داڑھی مونچھ والا جوان مرد کی صورت ، بہت گھونگھر والے بالوں والا سبز باغ میں دیکھا

گھنگریالے بالوں والے رب والی روایت پر الذھبی کی رائے

امام الذھبی سیر الاعلام النبلاء میں اس قسم کی ایک روایت (رایت ربی جعدا اِمرد علیہ حلة خضراء میں نے اپنے رب کو بغیر داڑھی مونچھ مرد کی صورت سبز لباس میں دیکھا) پر لکھتے ہیں

أَنْبَأَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مُحَمَّدٍ الفَقِيْهُ، أَخْبَرَنَا أَبُو الفَتْحِ المَنْدَائِيُّ، أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بنُ مُحَمَّدِ بنِ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا جَدِّي؛ أَبُو بَكْرٍ البَيْهَقِيُّ فِي كِتَابِ (الصِّفَاتِ) لَهُ، أَخْبَرَنَا أَبُو سَعْدٍ المَالِيْنِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بنُ عَدِيٍّ، أَخْبَرَنِي الحَسَنُ بنُ سُفْيَانَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا أَسْوَدُ بنُ عَامِرٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بنُ سَلَمَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-: (رَأَيْتُ رَبِّي -يَعْنِي: فِي المَنَامِ- ...) وَذَكَرَ الحَدِيْثَ . وَهُوَ بِتَمَامِهِ فِي تَأْلِيفِ البَيْهَقِيِّ، وَهُوَ خَبَرٌ مُنْكَرٌ – نَسْأَلُ اللهَ السَّلاَمَةَ فِي الدِّينِ – فَلاَ هُوَ عَلَى شَرْطِ البُخَارِيِّ، وَلاَ مُسْلِم، وَرُوَاتُهُ – وَإِنْ كَانُوا غَيْرَ مُتَّهَمِيْنَ – فَمَا هُمْ بِمَعْصُوْمِيْنَ مِنَ الخَطَأِ وَالنِّسيانِ، فَأَوَّلُ الخَبَرِ: قَالَ: (رَأَيْتُ رَبِّي) ، وَمَا قَيَّدَ الرُّؤْيَةَ بِالنَّوْمِ، وَبَعْضُ مَنْ يَقُوْلُ: أَنَّ النَّبِيَّ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- رَأَى رَبَّهُ لَيْلَةَ المِعْرَاجِ يَحْتَجُّ بِظَاهِرِ الحَدِيْثِ. وَالَّذِي دَلَّ عَلَيْهِ الدَّلِيلُ عَدَمُ الرُّؤْيَةِ مَعَ إِمْكَانِهَا ، فَنَقِفُ عَنْ هَذِهِ المَسْأَلَةِ، فَإِنَّ مِنْ حُسْنِ إِسْلاَمِ المَرْءِ تَرْكَهُ مَا لاَ يَعْنِيْهِ، فَإِثْبَاتُ ذَلِكَ أَوْ نَفْيُهُ صَعْبٌ، وَالوُقُوْفُ سَبِيْلُ السَّلاَمَةِ – وَاللهُ أَعْلَمُ -. وَإِذَا ثَبَتَ شَيْءٌ، قُلْنَا بِهِ، وَلاَ نُعَنِّفُ مَنْ أَثْبَتَ الرُّؤْيَةَ لِنَبِيِّنَا -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- فِي الدُّنْيَا، وَلاَ مَنْ نَفَاهَا، بَلْ نَقُوْلُ: اللهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ، بَلَى نُعَنِّفُ وَنُبَدِّعُ مَنْ أَنْكَرَ الرُّؤْيَةَ فِي الآخِرَةِ، إِذْ رُؤْيَةُ اللهِ فِي الآخِرَةِ ثَبَتَ بِنُصُوْصٍ مُتَوَافِرَةٍ.

بیہقی نے کتاب الصفات میں روایت کیا .... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا أَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عِكْرِمَةَ کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے رب کو یعنی نیند میں دیکھا[23].. اور حدیث ذکر کی اور یہ مکمل بیہقی کی تالیف میں ہے اور یہ خبر منکر ہے – ہم اللہ سے اس پر سلامتی چاہتے ہیں پس نہ تو یہ بخاری کی شرط پر ہے نہ مسلم کی شرط پر ہے اور اگر یہ سب غیر الزام زدہ ہوں بھی تو یہ خطاء و نسیان سے کہاں معصوم ہیں ؟ اب جو پہلی خبر ہے اس میں ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا میں نے اپنے رب کو دیکھا – اس میں نیند کی کوئی قید نہیں ہے اور بعض نے کہا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو معراج کی رات دیکھا اس حدیث کے ظاہر سے دلیل لیتے ہوئے – پر رویت باری نہیں ہے اس کا امکان ہے جو اس دلیل میں ہے – پس ہم جانتے ہیں کہ اس مسئلہ میں کہ اسلام کا حسن ہے کہ آدمی اس کو چھوڑ دے جس کا فائدہ نہیں ہے کیونکہ اس رویت باری کا اثبات یا نفی مشکل ہے اور اس میں توقف میں سلامتی ہے و اللہ اعلم اور اگر ایک چیز ثابت ہو تو ہم اس (کے اثبات) کا کہیں گے اور نہ ہی ہم برا کہیں گے جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اس کا اثبات کرے کہ انہوں نے دیکھا اس دنیا میں نہ اس کا انکار کریں گے بلکہ کہیں گے اللہ اور اسکا رسول جانتے ہیں- بلا شبہ (اگر یہ ثابت ہو تو) ہم (حدیث کے منکروں کو) برا کہیں گے

اور ان کا رد کریں گے جو اس کا انکار کرے کہ یہ رویت آخرت میں بھی نہیں ہے کیونکہ اللہ کو آخرت میں دیکھنا نصوص موجودہ سے ثابت ہے

الذھبی کے نزدیک اس حدیث کے متن میں ابہام ہے - حنابلہ نے یہ عقیدہ اختیار کیا کہ اللہ تعالی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا – اس میں ان کے نزدیک ایک مضبوط روایت یہ ہی تھی جس کی سند کو انہوں نے صحیح کہنا شروع کیا

ابن تیمیہ کے ہم عصر الذھبی دمشق ہی میں اپنی کتاب سیر الاعلام النبلاء میں شَاذَانُ إِسْوَدُ بنُ عَامِرٍ الشَّامِيُّ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں

أَنْبَأَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بنُ مُحَمَّدٍ الفَقِيْهُ، أَخْبَرَنَا أَبُو الفَتْحِ المَنْدَائِيُّ، أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بنُ مُحَمَّدِ بنِ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا جَدِّي؛ أَبُو بَكْرٍ البَيْهَقِيُّ فِي كِتَابِ (الصِّفَاتِ) لَهُ، أَخْبَرَنَا أَبُو سَعْدٍ المَالِيْنِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بنُ عَدِيٍّ، أَخْبَرَنِي الحَسَنُ بنُ سُفْيَانَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا أَسْوَدُ بنُ عَامِرٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بنُ سَلَمَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-: (رَأَيْتُ رَبِّي -يَعْنِي: فِي المَنَامِ- ...) وَذَكَرَ الحَدِيْثَ (2) .

وَهُوَ بِتَمَامِهِ فِي تَأْلِيفِ البَيْهَقِيِّ، وَهُوَ خَبَرٌ مُنْكَرٌ – نَسْأَلُ اللهَالسَّلاَمَةَ فِي الدِّيْنِ – فَلاَ هُوَ عَلَى شَرْطِ البُخَارِيِّ، وَلاَ مُسْلِمٍ، وَرُوَاتُهُ – وَأَنْ كَانُوا غَيْرَ مُتَّهَمِيْنَ – فَمَا هُمْ بِمَعْصُوْمِيْنَ مِنَ الخَطَأِ وَالنِّسيَانِ، فَأَوَّلُ الخَبَرِ:

قَالَ: (رَأَيْتُ رَبِّي) ، وَمَا قَيَّدَ الرُّؤْيَةَ بِالنَّوْمِ، وَبَعْضُ مَنْ يَقُوْلُ: أَنَّ النَّبِيَّ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- رَأَى رَبَّهُ لَيْلَةَ المِعْرَاجِ يَحْتَجُّ بِظَاهِرِ الحَدِيْثِ

.حماد بن سلمہ روایت کرتا ہے قتادہ سے وہ عکرمہ سے وہ ابن عباس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے رب کو دیکھا یعنی نیند میں اور حدیث ذکر کی اور یہ مکمل بیہقی کی تالیف میں ہے جو خبر منکر ہے ہم اللہ سے اس پر سلامتی کا سوال کرتے ہیں دین میں نہ یہ بخاری کی شرط پر ہے نہ مسلم کی شرط پر اور اگر اس کے راوی غیر متہم ہوں تو بھی وہ نسیان خطا

سے پاک نہیں اور پہلی خبر میں نے رب کو دیکھا جس میں نیند کی قید ہے اور بعض روایات میں ہے نبی نے کہا میں نے معراج پر رب کو دیکھا اس میں ظاہر حدیث سے اجتجاج کیا گیا ہے

دل کی آنکھ سے دیکھا؟

یہ بات کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالی کو دیکھا مختلف سندوں سے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منسوب ہیں جن میں بعض میں ہے کہ اللہ تعالی کو دل کی آنکھ سے دیکھا

کتاب الاایمان ابن مندہ میں روایت ہے کہ

أَنْبأَ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ بْنِ يُوسُفَ الشَّيْبَانِيُّ، ثَنَا أَبِي، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، ثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، ثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ زِيَادِ بْنِ الْحُصَيْنِ، عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، فِي قَوْلِهِ: {مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَى} [النجم: 11] ، قَالَ: «رَأَى مُحَمَّدٌ رَبَّهُ بِقَلْبِهِ مَرَّتَيْنِ» . رَوَاهُ الثَّوْرِيُّ، وَابْنُ نُمَيْرٍ

ابن عبّاس کہتے ہیں اللہ کا قول : {مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَى} [النجم: 11] اس کے دل نے جھوٹ نہیں ملایا جو اس نے دیکھا کے لئے کہا محمّد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دو دفعہ قلب سے دیکھا ایسا ہی ثوری اور ابن نمیر روایت کرتے ہیں

اس کی سند میں أَبِي الْعَالِيَةِ ہے جس پر امام شافعی کی رائے ہے کہ اس کی روایت ہوائی بات ہے یعنی یہ ضعیف ہے

عمدہ القاری ج ۱۹ ص ۱۹۹ میں عینی کہتے ہیں

قلت: وَيحمل نَفيهَا على رُؤْيَة الْبَصَر وإثباته على رُؤْيَة الْقلب

میں کہتا ہوں اور اس نفی کو آنکھ سے دیکھنے پر لیا جے اور دل سے دیکھتے پر ثابت کیا جائے

کتاب کنز العمال میں جابر رضی اللہ عنہ سے مروی روایت ہے

إنّ اللَّه أعْطَى مُوسَى الكَلامَ وأعطانِي الرُّؤْيَةَ وفَضَّلَني بالَمقامِ المَحْمُودِ والحَوْضِ المَوْرُودِ

بیشک اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کو دولت کلام بخشی اورمجھے اپنا دیدار عطافرمایا مجھ کو شفاعت کبُریٰ وحوض کوثر سے فضیلت بخشی ۔

اس پر ابن عساکر کا حوالہ دیا جاتا ہے لیکن ابن عساکر کی کتب میں اس متن کے ساتھ روایت نہیں ملی ۔ ابن عساکر کی تاریخ دمشق میں ہے

أخبرنا أبو الفتح محمد بن الحسن بن محمد الأسدآباذی بصور أنبأ أبو عبد الله الحسين بن محمد بن أحمد المعروف نا أبو عبد الله أحمد بن عطاء الروذباری إملاء بصور نا أبو الحسن علي بن محمد بن عبيد الحافظ نا جعفر بن أبي عثمان نا يحيٰى بن معين نا أبو عبيدة نا سليمان بن عبيد السليمي نا

الضحاك بن مزاحم عن عبد الله بن مسعود قال قال رسول الله (صلى الله عليه وسلم) قال لي ربي عز وجل نحلت إبراهيم خلتي وكلمت موسى تكليما وأعطيتك يا محمد كفاحا

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں مجھے میرے رب عزوجل نے فرمایا میں نے ابراہیم کو اپنی دوستی دی اورموسیٰ سے کلام فرمایا اورتمہیں اے محمد! کہ بے پردہ وحجاب تم نے دیکھا

اس میں الضحاک بن مزاحم ہیں جن کے لئے شعبہ کہتے ہیں قال شعبة : كان عندنا ضعيفا ہمارے نزدیک ضعیف ہیں یہی بات يحيٰی بن سعيد القَطّان بھی کہتے ہیں

اللہ کو قیامت سے قبل نہیں دیکھا جا سکتا جو قانون ہے. ایک حدیث جو سنن ترمذی اور ابن ماجہ میں ہے اس میں میں اتا ہے کہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالی نے بلا حجاب کلام کیا (مَا كَلَّمَ اللَّهُ أَحَدًا قَطُّ إِلَّا مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ) لیکن اس کی سند مظبوط نہیں ایک طرق میں موسی بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ كَثِيرٍ الأَنصارِيُّ الحَرَامِيُّ المَدَنِيُّ المتوفی ۲۰۰ ھ ہے. ابن حجر ان کو صدوق یخطیء کا درجہ دیتے ہیں اور دوسری میں عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ ہیں جو مظبوط راوی نہیں ترمذی اس

روایت کو حسن غریب کہتے ہیں یہ خبر واحد کے درجے میں ہے اور حسن ہونے کی وجہ سے اس پر عقیدہ نہیں بنایا جا سکتا

حسن بصری کا رویت باری پر موقف

ابن خزیمہ کتاب التوحید میں روایت کرتے ہیں

حَدَّثَنِي عَمِّي أَسْمَاعِيلُ بْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أَخْبَرَنِي الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنِ الْمُبَارَكِ بْنِ فَضَالَةَ، قَالَ: «كَانَ الْحَسَنُ يَحْلِفُ بِاللَّهِ لَقَدْ رَأَى مُحَمَّدٌ رَبَّهُ»

مبارک بن فضالہ نے کہا کہ حسن قسم کھاتے کہ بے شک رسول اللہ نے اپنے رب کو دیکھا

یہ قول ضعیف ہے محدثین کہتے ہیں کہ الْمُبَارَكِ بْنِ فَضَالَةَ بہت تدلیس کرتا ہے

میزان الاعتدال از الذھبی کے مطابق

قال النسائی وغیرہ: ضعیف

سدرہ المنتہی پر کیا عطا ہوا؟

صحیح بخاری حدیث نمبر: 4964 میں ہے

حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: لَمَّا عُرِجَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى السَّمَاءِ، قَالَ: "أَتَيْتُ عَلَى نَهَرٍ حَافَتَاهُ قِبَابُ اللُّؤْلُؤِ مُجَوَّفًا، فَقُلْتُ: مَا هَذَا يَا جِبْرِيلُ؟"قَالَ: "هَذَا الْكَوْثَرُ"

.ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شیبان بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے بیان کیا، ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ایک نہر پر پہنچا جس کے دونوں کناروں پر خولدار موتیوں کے
ڈیرے لگے ہوئے تھے۔ میں نے پوچھا اے جبرائیل! یہ نہر کیسی ہے؟ انہوں نے بتایا کہ یہ حوض کوثر ہے

صحیح مسلم ۲۵۹ میں حماد بن سلمہ بصری کی سند سے ہے
ثُمَّ ذَهَبَ بِي إِلَى السِّدْرَةِ الْمُنْتَهَى، وَإِذَا وَرَقُهَا كَآذَانِ الْفِيَلَةِ، وَإِذَا ثَمَرُهَا كَالْقِلَالِ
پھر مجھے سدرہ المنتہی (آخری بیری کے درخت) کی طرف لے جایا گیا اور اس کے پتے ہاتھی کے کان جیسے تھے اور پھل چاند جیسے

اسی سند سے صحیح مسلم کی دوسری روایت میں ہے

ثُمَّ ذَهَبَ بِي إِلَى السِّدْرَةِ الْمُنْتَهَى، وَإِذَا وَرَقُهَا كَآذَانِ الْفِيَلَةِ، وَإِذَا ثَمَرُهَا كَالْقِلَالِ "، قَالَ: " فَلَمَّا غَشِيَهَا مِنْ أَمْرِ اللَّهِ مَا غَشِيَ تَغَيَّرَتْ، فَمَا أَحَدٌ مِنْ خَلْقِ اللَّهِ يَسْتَطِيعُ أَنْ يَنْعَتَهَا مِنْ حُسْنِهَا، فَأَوْحَى اللَّهُ إِلَيَّ مَا أَوْحَى، فَفَرَضَ عَلَيَّ خَمْسِينَ صَلَاةً فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ،

پھر جبرائیل مجھے سدرۃ المنتہی کی طرف لے گئے اس کے پتے ہاتھی کے کان کی طرح بڑے بڑے تھے اور اس کے پھل بیر جیسے اور بڑے گھڑے کے برابر تھے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا کہ جب اس درخت کو اللہ کے حکم سے ڈھانکا گیا تو اس کا حال ایسا پوشیدہ ہوگیا کہ اللہ کی مخلوق میں سے کسی کے لئے یہ ممکن نہیں کہ اس کے حسن کو بیان کرسکے، پھر اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی نازل فرمائی ہر دن رات میں پچاس نمازیں فرض فرمائیں

سنن نسائی میں ہے

حدیث نمبر: 452

أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ، عَنْ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ، عَنْ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: "لَمَّا أُسْرِيَ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْتُهِيَ بِهِ إِلَى سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى وَهِيَ فِي السَّمَاءِ السَّادِسَةِ وَإِلَيْهَا يَنْتَهِي مَا عُرِجَ بِهِ مِنْ تَحْتِهَا وَإِلَيْهَا يَنْتَهِي مَا أُهْبِطَ بِهِ مِنْ فَوْقِهَا حَتَّى يُقْبَضَ مِنْهَا، قَالَ: إِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشَى سورة النجم آية 16، قَالَ: فَرَاشٌ مِنْ ذَهَبٍ، فَأُعْطِيَ ثَلَاثًا: الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ وَخَوَاتِيمُ سُورَةِ الْبَقَرَةِ وَيُغْفَرُ لِمَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِهِ لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا الْمُقْحِمَاتُ".

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (معراج کی شب) جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے جایا گیا تو جبرائیل علیہ السلام آپ کو لے کر سدرۃ المنتہی پہنچے، یہ چھٹے آسمان پر ہے جو

چیزیں نیچے سے اوپر چڑھتی ہیں یہیں ٹھہر جاتی ہیں، اور جو چیزیں اس کے اوپر سے اترتی ہیں یہیں ٹھہر جاتی ہیں، یہاں تک کہ یہاں سے وہ لی جاتی ہیں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے آیت کریمہ «إذ یغشی السدرة ما یغشی» (جب کہ سدرۃ کو ڈھانپ لیتی تھیں وہ چیزیں جو اس پر چھا جاتی تھیں) پڑھی اور (اس کی تفسیر بیان کرتے ہوئے) کہا: وہ سونے کے پروانے تھے، تو (وہاں) آپ کو تین چیزیں دی گئیں: پانچ نمازیں، سورۃ البقرہ کی آخری آیتیں ، اور آپ کی امت میں سے اس شخص کی کبیرہ گناہوں کی بخشش، جو اللہ کے ساتھ بغیر کچھ شرک کئے مرے۔

اس کے برعکس کتاب **حلیة الأولیاء وطبقات الأصفیاء** از ابو نعیم میں ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ أَحْمَدَ، قَالَ: ثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: ثنا [ص:306] الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ، قَالَ: ثنا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ عَمَّارِ بْنِ زُرَيْقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عِيسَى، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: بَيْنَمَا جِبْرِيلُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ سَمِعَ نَقِيضًا مِنْ فَوْقِهِ فَرَفَعَ رَأْسَهُ، فَقَالَ: " هَذَا بَابٌ مِنَ السَّمَاءِ فُتِحَ الْيَوْمَ، وَلَمْ يُفْتَحْ قَطُّ إِلَّا الْيَوْمَ، فَنَزَلَ مِنْهُ مَلَكٌ، فَقَالَ: هَذَا مَلَكٌ نَزَلَ إِلَى الْأَرْضِ لَمْ يَنْزِلْ إِلَّا الْيَوْمَ " فَسَلَّمَ فَقَالَ: أَبْشِرْ بِسُورَتَيْنِ أُوتِيتَهُمَا لَمْ يُؤْتَهُمَا نَبِيٌّ قَبْلَكَ فَاتِحَةُ الْكِتَابِ وَخَوَاتِيمُ سُورَةِ الْبَقَرَةِ، لَمْ تَقْرَأْ بِحَرْفٍ مِنْهُمَا إِلَّا أُوتِيتَهُ ". حَدِيثٌ صَحِيحٌ ثَابِتٌ. أَخْرَجَهُ مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ فِي صَحِيحِهِ. تَفَرَّدَ بِهِ عَمَّارُ بْنُ زُرَيْقٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عِيسَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى

ابن عبّاس نے کہا جبریل ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ انہوں نے ایک آواز اپنے اوپر سنی تو سر اٹھا کر دیکھا- جبریل نے کہا یہ آسمان کا وہ دروازہ ہے جو آج سے پہلے نہیں کھلا اور نہ اس کے بعد کھلے گا پس اس میں سے ایک فرشتہ آیا اور جبریل نے کہا یہ فرشتہ آج سے پہلے زمین پر نہیں آیا نہ آج کے بعد آئے گا –اس فرشتے نے سلام کیا اور کہا میں اپ کو دو سورتوں کی بشارت دیتا ہوں جو آپ سے قبل کسی نبی کو نہ ملیں فاتحہ الکتاب اور سورہ بقرہ کا آخری اس کے حروف پڑھے جائیں اور ان میں جو ہے عطا ہو گا- ابو نعیم نے کہا یہ حدیث ثابت صحیح ہے

شعیب الأرنؤوط نے صحیح ابن حبان کی تعلیق میں اس کو حسن کہا ہے

مسند الشامیین از طبرانی میں ہے
حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْمُعَلَّى الدِّمَشْقِيُّ، ثنا صَفْوَانُ بْنُ صَالِحٍ، ثنا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، ثنا سَعِيدُ بْنُ بَشِيرٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي مَالِكٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ: {إِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشَى} [النجم: 16] قَالَ: رَآهَا لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ يَلُوذُ بِهَا جَرَادٌ مِنْ ذَهَبٍ

علل ابن ابی حاتم کے مطابق
أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عبدُالرَّحمنِ ؛ قَالَ: حدَّثنا أَبُو زُرْعَةَ، عَنْ دُحَيمٍ ، عن عَمرو ابن أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عبد العزيز، عَنْ يزيدَ بنِ أَبِي مالكٍ؛ قَالَ: حدَّثنا بعضُ إصحابِ إنسٍ، عَنْ إنسٍ -يَعْني: عَنِ النَّبي (ص) - قال: فَرَجَعتُ فأَتَيْتُ السِّدْرَةَ المُنْتَهى ، فَخَرَرْتُ سَاجِدًا.
انس نے بعض اصحاب نے انس سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے سدرہ المنتہی لے جایا گیا جہاں میں سجدے میں گر گیا

ابو زرعۃ سے ان دو روایات پر سوال ہوا کہ تو امام ابو زرعۃ نے مسند الشامیین والی روایت پر دوسری روایت کو ترجیح دی اور سجدے والی روایت کو صحیح کہا

فسئل أبو زرعة: أيُّهما أصحُّ؟
قَالَ: الصَّحيحُ: حديثُ عَمْرِو بن أَبِي سَلَمَةَ

صحیح بخاری میں ہے

حدیث نمبر: 3232

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ ، حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الشَّيْبَانِيُّ ، قَالَ: سَأَلْتُ زِرَّ بْنَ حُبَيْشٍ ، عَنْ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى 9 فَأَوْحَى إِلَى عَبْدِهِ مَا أَوْحَى 10 سورة النجم آية 9-10، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ مَسْعُودٍ : أَنَّهُ رَأَى "جِبْرِيلَ لَهُ سِتُّ مِائَةِ جَنَاحٍ"

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوعوانہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواسحاق شیبانی نے بیان کیا، کہا کہ میں نے زر بن حبیش سے اللہ تعالیٰ کے (سورۃ النجم میں) ارشاد «فكان قاب قوسين أو أدنى * فأوحى إلى عبده ما أوحى» کے متعلق پوچھا، تو انہوں نے بیان کیا کہ ہم سے ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام کو (ان کی اصلی صورت میں) دیکھا، تو ان کے چھ سو بازو تھے

دلائل النبوه از بیہقی میں ذکر ہے

، فَعَرَفْتُ فَضْلَ عِلْمِهِ بِاللَّهِ عَلَيَّ، فَفُتِحَ لِي بَابٌ مِنْ أَبْوَابِ السَّمَاءِ وَرَأَيْتُ النُّورَ الْأَعْظَمَ، وَإِذَا دُونِي حِجَابٌ رَفْرَفُ الدُّرِّ وَالْيَاقُوتِ، فَأَوْحَى إِلَيَّ مَا شَاءَ أَنْ يُوحَى

اس روایت کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہیں بیٹھے تھے کہ آسمان کا دروازہ کھلا اس میں سے عظیم نور نکلا اور اس میں ایک پردہ رفرف یاقوت کا دیکھا پھر فَأَوْحَى إِلَيَّ مَا شَاءَ أَنْ يُوحَى پھر اللہ نے الوحی کی جو چاہی

سند ہے

أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْقَاضِي قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ دُحَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ أَبِي الْحُسَيْنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَارِثُ بْنُ عُبَيْدٍ الْإِيَادِيُّ، عَنْ أَبِي عِمْرَانَ [ص:369] الْجَوْنِيِّ، عَنْ أَنَسٍ

سند میں الحارث بن عبید الایادی مجہول ہے — اس کو منکر الحدیث بھی کہا گیا ہے

دلائل النبوہ از بیہقی میں ہے

ثُمَّ انْتَهَى إِلَى السِّدْرَةِ الْمُنْتَهَى .... فَكَلَّمَهُ رَبُّهُ عِنْدَ ذَلِكَ قَالَ لَهُ: سَلْ قَالَ: إِنَّكَ اتَّخَذْتَ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا، وَأَعْطَيْتَهُ مُلْكًا عَظِيمًا، وَكَلَّمْتَ مُوسَى تَكْلِيمًا، وَأَعْطَيْتَ دَاوُدَ مُلْكًا عَظِيمًا، وَأَلَنْتَ لَهُ الْحَدِيدَ وَسَخَّرْتَ لَهُ الْجِبَالَ، وَأَعْطَيْتَ سُلَيْمَانَ مُلْكًا عَظِيمًا وَسَخَّرْتَ لَهُ الْجِبَالَ وَالْجِنَّ وَالْإِنْسَ وَسَخَّرْتَ لَهُ الشَّيَاطِينَ وَالرِّيَاحَ وَأَعْطَيْتَهُ مُلْكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِهِ، وَعَلَّمْتَ عِيسَى التَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيلَ، وَجَعَلْتَهُ يُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ، وَيُحْيِي الْمَوْتَى بِإِذْنِكَ وَأَعَذْتَهُ وَأُمَّهُ مِنَ الشَّيَاطِينِ، فَلَمْ يَكُنْ لَهُ عَلَيْهِمَا سَبِيلٌ، فَقَالَ لَهُ رَبُّهُ: قَدِ اتَّخَذْتُكَ خَلِيلًا قَالَ: وَهُوَ مَكْتُوبٌ فِي التَّوْرَاةِ خَلِيلُ الرَّحْمَنِ،

وَأَرْسَلْتُكَ إِلَى النَّاسِ كَافَّةً بَشِيرًا وَنَذِيرًا،

وَشَرَحْتُ لَكَ صَدْرَكَ،

وَوَضَعْتُ عَنْكَ وِزْرَكَ،

وَرَفَعْتُ لَكَ ذِكْرَكَ،

فَلَا أُذْكَرُ إِلَّا ذُكِرْتَ مَعِي، يَعْنِي بِذَلِكَ الْأَذَانَ،

وَجَعَلْتُ أُمَّتَكَ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ،

وَجَعَلْتُ أُمَّتَكَ أُمَّةً وَسَطًا

، وَجَعَلْتُ أُمَّتَكَ هُمُ الْأَوَّلُونَ وَهُمُ الْآخِرُونَ

، وَجَعَلْتُ مِنْ أُمَّتِكَ أَقْوَامًا قُلُوبُهُمْ أَنَاجِيلُهُمْ،

وَجَعَلْتُ أُمَّتَكَ لَا تَجُوزُ عَلَيْهِمْ خُطْبَةٌ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنَّكَ عَبْدِي وَرَسُولِي، وَجَعَلْتُكَ أَوَّلَ النَّبِيِّينَ خَلْقًا وَآخِرَهُمْ مَبْعَثًا،

وَآتَيْتُكَ سَبْعًا مِنَ الْمَثَانِي لَمْ أُعْطِهَا نَبِيًّا قَبْلَكَ،

وَأَعْطَيْتُكَ خَوَاتِيمَ سُورَةِ الْبَقَرَةِ مِنْ كَنْزٍ تَحْتَ الْعَرْشِ لَمْ أُعْطِهَا نَبِيًّا قَبْلَكَ وَجَعَلْتُكَ فَاتِحًا وَخَاتِمًا. قَالَ: وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «فَضَّلَنِي رَبِّي، أَرْسَلَنِي رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ وَكَافَّةً لِلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا، وَأَلْقَى فِي قَلْبِ عَدُوِّي الرُّعْبَ مِنْ مَسِيرَةِ شَهْرٍ، وَأُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ وَلَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِي، وَجُعِلَتِ الْأَرْضُ كُلُّهَا لِي مَسْجِدًا وَطَهُورًا، وَأُعْطِيتُ فَوَاتِيحَ الْكَلَامِ وَخَوَاتِمَهُ وَجَوَامِعَهُ، وَعُرِضَتْ عَلَيَّ أُمَّتِي فَلَمْ يَخْفَ عَلَيَّ التَّابِعُ وَالْمَتْبُوعُ. وَرَأَيْتُهُمْ أَتَوْا عَلَى قَوْمٍ يَنْتَعِلُونَ الشَّعْرَ، وَرَأَيْتُهُمْ أَتَوْا عَلَى قَوْمٍ عِرَاضِ الْوُجُوهِ صِغَارِ الْأَعْيُنِ كَأَنَّمَا خُرِمَتْ أَعْيُنُهُمْ بِالْمَخِيطِ فَلَمْ يَخْفَ عَلَيَّ مَا هُمْ لَاقُونَ مِنْ بَعْدِي، وَأُمِرْتُ بِخَمْسِينَ صَلَاةً فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى فَذَكَرَ الْحَدِيثَ بِمَعْنَى مَا رُوِّينَا فِي الْأَسَانِيدِ الثَّابِتَةِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فِي آخِرِهِ: قَالَ: فَقِيلَ لَهُ: اصْبِرْ عَلَى خَمْسٍ فَإِنَّهُنَّ يُجْزِينَ عَنْكَ بِخَمْسِينَ، كُلُّ خَمْسٍ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا قَالَ: فَكَانَ مُوسَى أَشَدَّ عَلَيْهِمْ حِينَ مَرَّ بِهِ وَخَيْرَهُمْ حِينَ رَجَعَ إِلَيْهِ

پھر جب میں سدرہ المنتہیٰ پر پہنچا تو ... میرے رب تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا: "مانگو" میں نے کہا : اے رب تو نے ابراھیم کو خلیل بنایا ہے اور اس کو عظیم بادشاہت دی تھی اور تو نے موسیٰ سے کلام کیا ہے اور داود کو عظیم بادشاہت دی تھی اور اس کے لئے لوہا دیا اور پہاڑوں کو مسخر کیا اور تو نے سلیمان کو بادشاہت دی تھی اور اس کے لئے پہاڑوں کو مسخر کیا اور جنات کو اور انسانوں کو بھی اور اس کے لئے شیاطین کو مسخر کیا اور ہواؤں کو اور اس کو ایسا ملک دیا جیسا اس کے بعد کسی کو نہیں دیا اور تو نے اسی کو توریت و انجیل سکھا دی اور ان کو ایسا کیا کہ برص و کوڑھ کو صحیح کر دیں اور مردوں کو تیرے حکم سے جی بخش دیں اور تو نے اس کو اور اس کی ماں کو شیطان پر مدد دی کہ اس کو ان پر کوئی سبیل نہ ملی ـ

پس میرے رب نے فرمایا:

میں نے تجھ کو اپنا خلیل بنایا اور تمام لوگوں کی طرف بشیر ونذیر بنا کر بھیجا

تیرا شرح صدر کیا اس سے بوجھ کو دور کردیا

اور تیرا ذکراس طرح بلند کیا کہ جب بھی میرا ذکر ہوگا اس کے ساتھ تیرا ذکر ہو گا یعنی اذان سے

اور تیری امت کو تمام امتوں میں بہتر بنایا جو لوگوں کے لئے نکالی گئیں

اور تیری امت کو وسط کیا

اور تیری امت میں اولون و الاخرون کیے

اور تیری امت میں قوموں کو کیا جن کے قلوب میں انجیل تھیں

ان کا کوئی خطبہ اس وقت تک مکمل نہیں ہوگا جب تک وہ اس کی گواہی نہ دیں کہ تو میرا بندہ اور رسول ہے اور تجھ کو مان نہ لیں کہ تو انبیاء میں سے پہلے خلق ہوا اور آخر میں مبعوث ہوا

اور ہم نے تجھ کو سات بار بار پڑھی جانے والی آیات دیں جو اس سے پہلے کسی نبی کو بھی نہ دی گئیں

اور تجھ کو عرش کے خزانے کے نیچے سے سورہ بقرہ کی آخری آیات دیں جو اس سے پہلے کسی نبی کو بھی نہ دی گئیں اور ان کو تیرے لئے شروع کرنے والی اور ختم کرنے والی کیا

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا : میرے رب نے میری بڑی فضیلت کی مجھ کو رحمہ للعالمین بنا کر تمام انسانوں کے پاس خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا اور میرے دشمن کے دل میں میرا رعب ایک ماہ کی مسافت تک ڈالا اور مال غنیمت کو حلال کیا جو اس سے پہلے کسی کے لئے حلال نہ تھا اور تمام زمین کو میرے لئے مسجد اور طہارت والی کیا اور مجھ کو فَوَاتِحَ الْكَلَامِ بنایا .....

پھر مجھے پچاس نمازوں کا حکم ملا اور واپسی پرجب میں حضرت موسی علیہ السلام کے پاس پہنچا تو انہوں نے کہا: آپ کے رب نے آپ کو کیا حکم دیا ؟ میں نے کہا: ہر روز پچاس نمازیں پڑھنے کا حکم دیاہے۔انہوں نے کہا: آپ کی امت اس کی طاقت نہیں رکھتی، واپس جایئے اور اپنے رب سے نمازیں کم کروایئے

سند ہے

ذَكَرَ شَيْخُنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْحَافِظُ رَحِمَهُ اللَّهُ أَنَّ إِسْمَاعِيلَ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ الْفَضْلِ بْنِ مُحَمَّدٍ الشَّعْرَانِيَّ أَخْبَرَهُمْ قَالَ: حَدَّثَنَا جَدِّي قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ الزُّبَيْرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنِي عِيسَى بْنُ مَاهَانَ، عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ فِي هَذِهِ الْآيَةِ: " {سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى} [الإسراء: 1] " قَالَ

سند میں عیسی بن عبد اللہ بن ماہان ابو جعفر الرازی مختلط اور مدلس ہے

احمد کہتے ہیں: لیس بقوی فی الحدیث العلل4578

حدیث میں قوی نہیں ہے

اہل تشیع کی روایات

الأمالی للطوسی میں ہے

إخبرنا ابن الصلت، قال إخبرنا ابن عقدة، قال إخبرنا محمد بن هارون الهاشمي قراءة عليه، قال إخبرنا محمد بن مالك بن الأبرد النخعي، قال حدثنا محمد بن فضيل بن غزوان الضبي، قال حدثنا غالب الجهني، عن إبي جعفر محمد بن علي بن الحسين، عن إبيه، عن جده، عن علي بن إبي طالب (عليهم

السلام(، قال قال رسول اللہ) صلی اللہ علیہ و آلہ (لما إسری بي إلى السماء، ثم من السماء إلى السماء، ثم إلی سدرة المنتهى، إوقفت بین یدی ربي) عز و جل(، فقال لی یا محمد. فقلت لبیک ربي و سعدیک. قال قد بلوت خلقی، فائیھم وجدت إطوع لک قال قلّت رب علیا. قال صدقت یا محمد، فهل اتخذت لنفسك خلیفة یؤدی عنك، و یعلم عبادی من کتابي ما لایعلمون قال قلّت اختر لی، فإن خیرتک خیر لی. قال قد اخترت لک علیا، فاتخذه لنفسك خلیفة و وصیا، فإني قد نحلته علمي و حلمي و ھو إمیر المؤمنین حقا، لم یقلها إحد قبله و لا إحد بعده. یا محمد، علی رایة الهدی، و إمام من إطاعنی، و نور اولیائی، و ھو الكلمة التی إلزمتها المتقین، من إحبه فقد إحبنی، و من إبغضه فقد إبغضنی، فبشره بذلک یا محمد. الأمالی للطوسی

علی علیہ السلام نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و الہ نے فرمایا جب مجھے معراج ہوئی ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک لے جایا گیا یہاں تک کہ سدرہ المنتہی پر پہنچا تو اپنے رب کے سامنے رکا — اللہ عز و جل نے مجھ سے کہا اے محمد — میں نے عرض کی لبیک ربي اور میں حاضر ہوں — اللہ عز و جل نے فرمایا بے شک میں نے اپنی مخلوق کی آزمائش کی ہے کہ کون تمہاری اطاعت کرتا ہے — میں نے عرض کی : علی کرتا ہے - اللہ عز و جل نے فرمایا : سچ کہا تم نے ، کیا تم اس کو اپنے خلیفہ کے طور پر لوگے کہ وہ تمہارا پیروکار بنے ؟ اور میں اپنے بندوں کو اپنی کتاب سے جانتا ہوں ، جو وہ نہیں جانتے — میں نے عرض کی : میں نے علی کو چن لیا ہے ، اگر یہ آپ کے نزدیک خیر ہے تو میرے لئے بھی ہے — اللہ تعالی نے فرمایا میں نے تیرے لئے علی کو چن لیا ہے پس اس کو اپنا خلیفہ کرو اور اس کی وصیت کرو اور
تمہارےدوستوں کا نور ہے اور یہ وہ کلمہ ہے جو متقین پر لازم ہے — پس جس نے اس سے محبت کی اس نے مجھ سے کی اور جس نے اس سے بغض کیا اس نے مجھ سے کیا- پس اس کی بشارت دو اے محمد

اہل سنت میں یہ روایت قابل رد ہے کیونکہ اس کی سند میں محمد بن فضیل بن غزوان جس پر امام اِبو حاتم کا کہنا ہے کثیر الخطأ بہت غلطی کرتا ہے اور ابن سعد کا کہنا ہے کہ بعضھم لا یحتج بہ اس کا بعض روایت کردہ ناقابل دلیل ہے ۔ سند میں غالب الجھنی بھی مجھول الحال ہے –شیعہ کتب سے صرف یہ معلوم ہوا ہے کہ یہ اِصحاب الباقر علیہ السلام میں سے تھا

الأمالی للطوسی ص 642 کی روایت ہے

قال حدثنا الأمالی للطوسی محمد بن زیاد بن إبی عمیر، قال حدثنا علی بن رئاب، عن إبی بصیر، عن إبی عبد اللہ جعفر بن محمد علیھما السلام)، عن آبائہ، عن علی) علیہ السلام)، قال قال لی رسول اللہ) صلی اللہ علیہ و آلہ (یا علی، إنہ لما إسری بی إلی السماء ..... حین إسری بی إلی ذی العرش) عز و جل)، فقال لی جبرئیل إین إخوک یا محمد فقلت خلفتہ ورائی. قال ادع اللہ) عز و جل (فلیاتک بہ، فدعوت اللہ) عز و جل (فإذا مثالک معی، وکشط لی عن سبع سماوات حتی رإیت سکانہا و عمارہا و موضع کل ملک منہا.

امام جعفر نے اپنے آبا کی سند سے علی رضی اللہ سے روایت کیا کہا : مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علی جب مجھ کو معراج ہوئی آسمان کی طرف ... پس جب مالک عرش اللہ عز و جل کی طرف معراج ہوئی تو جبریل نے مجھ سے کہا آپ کے بھائی کہاں ہیں ؟ میں نے کہا اس کو تو میں پیچھے چھوڑ آیا ہوں – جبریل نے کہا اللہ پکارتا ہے ، پس ان کو لے کر آئیں – میں نے اللہ تعالی کو پکارا پس تمہاری مثل میرے ساتھ ہوئی اور سات آسمان سب چھٹ گئے یہاں تک کہ میں نے ہر مکان کو ہر عمارت کو اور ہر اس مقام کو دیکھا جس میں فرشتہ ہو

اس کے مطابق علی مثالی جسم کے ساتھ وہاں آ موجود ہوئے۔

العمدة از شمس الدین البطریق میں ہے

اخبرنا ابوطالب : محمد بن احمد بن عثمان ، قال :اخبرناابوعمر : محمد بن العباس بن حیویة الخزاز اجازة ، حدثنا ابن ابي داود ، حدثنا ابراهیم بن عباد الکرمانی ، قال : حدثنا یحیٰی بن ابي بکر ، اخبرنا جعفر بن زیاد عن ، هلال الوزان ، عن ابي کثیر الاسدی ، عن عبدالله بن اسعد بن زرارة [عن ابیه] قال : قال رسول الله صلى الله علیه وآله : انتهیت لیلة اسری بي إلی سدرة المنتهی ، فاوحی الله الی في علی ثلاثا : انه امام المتقین وسید المسلمین وقائد الغر المحجلین إلی جنات النعیم

اسعد بن زرارة نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و الہ نے فرمایا جب سدرہ المنتہی پر سفر تمام ہوا اللہ تعالیٰ نے الوحی کی علی کے بارے میں تین باتیں – علی امام المتقین ہیں ، سید المسلمین ہیں ، الغر المحجلین کے قائد ہیں

سند میں عبداللہ بن اسعد بن زرارة مجهول ہے

الآمالی للمفید میں ہے

قال إخبرني إبو الحسن إحمد بن محمد بن الحسن بن الولید قال حدثني إبي عن سعد بن عبد الله عن إحمد بن محمد بن عیسی عن بکر بن صالح عن الحسن بن علي عن عبد الله بن إبراهیم قال حدثني الحسین بن زید عن جعفر بن محمد عن إبیه عن جده ع قال قال رسول الله ص لما إسری بي إلی السماء و انتهیت إلی سدرة المنتهی نودیت یا محمد استوص بعلي خیرا فإنه سید المسلمین و إمام المتقین و قائد الغر المحجلین یوم القیامة

امام جعفر نے اپنے دادا سے روایت کیا کہ رسول اللہ نے فرمایا میں سدرہ المنتہی پر رکا تو وہاں پکارا گیا اے محمد- علی کے لئے وصیت کرو کہ وہ امام المتقین ہیں ، سید المسلمین ہیں ، الغر المحجلین کے قائد ہیں

شیعہ کہتے ہیں کہ نماز کی طرح اذان بھی شب معراج میں ملی -مستدرك الوسائل ميرزا حسين النوري الطبرسي المتوفى 231 میں ہے کہ تفسیر علی بن إبراهيم میں ہے

علي بن إبراهيم في تفسيره : عن
إبيه ، عن ابن إبي عمير ، عن هشام بن سالم ، عن الصادق (عليه السلام)، قال : ((قال النبي (صلى الله عليه وآله): لما اسرى بي و انتهيت إلى سدرة المنتهى -إلى إن قال-: فإذا ملك يؤذن ، لم ير في السماء قبل تلك الليلة : فقال : الله إكبر الله إكبر ، فقال الله : صدق عبدي انا إكبر فقال :إشهد إن لاإله إلاالله إشهد إن لاإله إلاالله ، فقال الله تعالى : صدق عبدي انا الله لاإله غيري ، فقال :إشهد إن محمدا رسول الله إشهد إن محمدا رسول الله فقال الله : صدق عبدي إن محمدا عبدي ، و رسولي إنا بعثته و انتجبته ، فقال : حي على الصلاة حي على الصلاة ، فقال : صدق عبدي دعا إلى فريضتي فمن مشى إليها راغبا فيها محتسبا كانت (1) كفارة لما مضى من ذنوبه ، فقال : حي على الفلاح [حي على الفلاح](2) ، فقال الله : هي الصلاح ، و النجاح ، و الفلاح ، ثم امت الملائكة في السماء ، كما امت الأنبياء في بيت المقدس

امام جعفر نے ذکر کیا کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی اور سدرہ المنتهى پر پہنچے تو ایک فرشتے نے اذان دی اس کو آسمان پر اس سے قبل نہ دیکھا گیا تھا پس
فرشتے نے کہا الله إكبر الله إكبر
اللہ تعالی نے فرمایا سچ کہا میرے بندے نے میں اکبر ہوں
فرشتے نے کہا :إشهد إن لاإله إلاالله إشهد إن لاإله إلاالله
اللہ تعالی نے فرمایا سچ کہا بندے نے میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی الہ نہیں
فرشتے نے کہا :إشهد إن محمدا رسول الله إشهد إن محمدا رسول الله
اللہ تعالی نے فرمایا سچ کہا میرے بندے نے کہ محمد میرا بندہ و رسول ہے اس کو میں نے بھیجا

ہے

فرشتے نے کہا حی علی الصلاۃ حی علی الصلاۃ

اللہ تعالی نے فرمایا سچ کہا بندے نے یہ میرے فریضہ کی پکار ہے جو اس کی طرف چلا رغبت سے تو اس نے احتساب کیا پس یہ کفارہ ہوا جو اس نے پچھلے گناہ کیے

فرشتے نے کہا حی علی الفلاح حی علی الفلاح

اللہ تعالی نے فرمایا یہ اصلاح و نجات و فلاح ہے

پھر میں نے فرشتوں کی امامت کی جس طرح انبیاء کی بیت المقدس میں کی تھی

اس اذان میں سرے سے شہادت امیر المومنین کا ذکر نہیں ہے نہ حی علی خیر العمل کا ذکر ہے

پانچ نمازوں کا حکم کیسے کیا گیا؟ کلام سے یا الوحی سے؟

سب سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ نماز فرض ہونے سے پہلے سے پڑھی جا رہی تھی- انبیاء نے نماز پڑھی ہے مثلا موسی علیہ السلام نے توریت نازل ہونے سے پہلے نماز مصر میں پڑھی سورہ یونس میں ہے

اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) اور ان کے بھائی کے پاس وحی بھیجی کہ تم دونوں اپنے ان لوگوں کے لئے مصر میں گھر برقرار رکھو اور تم سب اپنے انہی گھروں کو قبلہ بنا لو اور نماز کے پابند رہو اور آپ مسلمانوں کو بشارت دے دیں ۔

خیال رہے کہ فرضیت ایک الگ بات ہے نفلی پڑھنا الگ بات ہے - انبیاء میں رسول اللہ نے کب نماز پڑھی یہ سوال ہے ؟ اس کا جواب ہے کہ معراج سے پہلے سے پڑھی ہے مگر نفلی پڑھی ہے - نماز کا حکم الوحی سے آیا اور معراج سے پہلے سے نماز پڑھی جا رہی ہے- معراج پر پانچ وقت بس فرضیت ہوئی ہے پہلے نفلی تھی

موسی پر تمام بنی اسرائیلی ایمان نہ لائے تھے – ان میں وہ لوگ جو موسی پر ایمان لائے وہ گھروں میں چھپ کر نماز پڑھتے تھے - لیکن خروج مصر کے وقت تمام بنی اسرائیلی ساتھ تھے کیونکہ یہ غلامی سے آزادی تھی – اس کو امت موسی کہا جاتا ہے لیکن ان میں سامری جیسا شر پسند بھی تھا گائے کی پوجا پسند کرنے والے بھی تھے بد تمیز لوگ ناشکرے بھی تھے بد معاش

قاتل بھی تھے یہ سب من و سلوی کھاتے تھے – یہ سب جم غفیر امت موسی تھا جس نے بحر احمر پار کیا – نماز کی فرضیت کا حکم کتاب توریت میں آیا

ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ چند لوگ تھے جو کنعان میں ان کے ساتھ رہتے تھے البتہ اسلام میں اس کی کوئی خبر نہیں یہ بائبل میں ہے – ابراہیم علیہ السلام کی دعا کے الفاظ

رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلَاةِ وَمِن ذُرِّيَّتِي رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ

سے یہ معلوم نہیں کہ نماز فرض تھی یا نفلی تھی۔ نفل تو آپ جب چاہیں پڑھے جا سکتے ہیں اگر ممنوعہ اوقات نہ ہوں - رسول اللہ کا معمول تھا کہ مکہ میں رات میں پڑھتے تھے - سورہ بنی إسرائیل جو واقعہ معراج کے بعد نازل ہوئی اس میں تہجد کی نماز کو نفل کہا گیا ہے

وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَّكَ
اور رات میں تہجد پڑھو تمھارے لئے زائد ہے

اس پر فقہاء کی رائے میں یہ چھٹی نماز رسول اللہ پر واجب تھی لیکن ان کی امت کے لئے نفلی ہے

بعض نے اس کو فرض کہا ہے مثلا التفسير الوسيط للقرآن الكريم جو العلماء الإسلامية بالأزہر کی آراء پر مشتمل ہے

وبقيت فريضة قيام الليل على رسول الله صلى الله عليه وسلم بدليل قوله تعالى: (وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَّكَ عَسَى أَن يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا) وهذا رأى كثير من المفسرين والفقهاءِ

.

اِبو محمد مکی بن اِبي طالب الاندلسی القرطبّی المالکی (المتوفی: 437ھ) کا قول ہے کہ

نَافِلَةً لَّكَ اِی: خاصة لک دون اِمتک

یہ نماز رسول اللہ کے لئے خاص ہے ان کی امت سے الگ

تہجد کی نماز رسول اللہ پر سورہ بنی اسرائیل میں واجب کی گئی ہے اور یہ معراج کے بعد نازل ہوئی ہے -

نماز پانچ وقت فرض ہوئی لیکن اس کی رکعات صرف دو دو تھیں - عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت میں آیا ہے کہ

فرضت الصلوۃ رکعتین ثم ہاجر النبی صلی اللہ علیہ وسلم ففرضت اِربعاً و ترکت صلوٰۃ السفر علی الْاَولیٰ

نماز دو (دو) رکعتیں فرض ہوئی پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی تو چار (چار) رکعتیں فرض کر دی گئیں اور سفر کی نماز کو اس کے پہلے حال پر چھوڑ دیا گیا۔ [صحیح بخاری : 3935

مکہ میں نماز چھپ کر پڑھی جاتی تھی اور اس کی جماعت نہیں ہوتی تھی ۔ نماز کو قائم کرنے کا حکم مدینہ میں آیا اس پر مسجد بنی اور اذان کا سلسلہ شروع ہوا

نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر پانچ نماز کا حکم سدرہ المنتھی پر الوحی ہوا۔ آپ اس سے آگے نہیں گئے۔ پھر جب موسی علیہ السلام سے ملاقات ہوئی انہوں نے مشورہ دیا کہ کم کرا لو تو آپ نے اغلبًا دعا کی اور واپس الوحی سے تعداد نماز کو کم کیا گیا۔ کسی حدیث میں صریحا نہیں آیا کہ اس میں باقاعدہ اللہ تعالی سے کلام ہوا یہ بس لوگوں نے مشہور کر دیا ہے

حدیث میں ہے

فَارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيفَ لِأُمَّتِكَ، قَالَ: سَأَلْتُ رَبِّي حَتَّى اسْتَحْيَيْتُ، وَلَكِنِّي أَرْضَى وَأُسَلِّمُ، قَالَ: فَلَمَّا جَاوَزْتُ نَادَى مُنَادٍ: أَمْضَيْتُ فَرِيضَتِي، وَخَفَّفْتُ عَنْ عِبَادِي

موسی نے کہا اپنے رب کی طرف پلٹیے ان سے اپنی امت پر تخفیف کا سوال کریں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے رب سے سوال کر لیا یہاں تک کہ اب شرم اتی ہے لیکن میں راضی و اسلم ہوں پس یہاں سے آگے بڑھا تو پکارنے والے نے کہا … میں نے اپنے بندوں پر کمی کر دی

ارجع کا مطلب یہاں اللہ سے دعا کرنا ہے

صحیح مسلم کے الفاظ ہیں

فَلَمْ أَزَلْ أَرْجِعُ بَيْنَ رَبِّي تَبَارَكَ وَتَعَالَى، وَبَيْنَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ
پس میں اس سے نہیں ہٹا کہ رب سے رجوع کروں اور موسی سے

قابل غور ہے معراج کی تمام ان روایات میں جن میں آسمان میں انبیاء سے ملاقات کا ذکر ہے اور بیت المعمور و سدرہ المنتہی کا ذکر ہے ان میں پچاس نمازوں کا بھی ذکر ہے – اب سنن ابو داود کی ایک روایت کا ذکر کرتے ہیں جو نماز کے اوقات پر ہے

حدَّثنا مسدَّدٌ، حدَّثنا يحيى، عن سفيان، حدّثني عبد الرحمن بن فلان بن أبي ربيعة -قال أبو داود: هو عبد الرحمن بن الحارث بن عيّاش بن أبي ربيعة-، عن حكيم بن حكيم، عن نافع بن جُبير بن مطعم

عن ابن عبّاس، قال: قال رسولُ الله - صلى الله عليه وسلم -: "أمَّني جبريلُ عندَ البيت مَرّتَين، فصلّى بي الظُّهرَ حينَ زالتِ الشّمسُ وكانت قَدْرَ الشِّراك، وصلّى بي العَصرَ حينَ كان ظِلّه مِثلَه، وصلَّى بي -يعنى المَغربَ- حينَ أفطَرَ الصَّائمُ, وصلى بي العشاء حين غاب الشفق, وصلّى بي الفَجرَ حينَ حَرُمَ الطَّعامُ والشَّرابُ على الصائِم، فلمّا كانَ الغَدُ صلّى بي الظُّهرَ حينَ كانَ ظِلّه مِثلَه، وصلّى بي العَصرَ حينَ كانَ ظِلّه مِثلَيه، وصلّى بي المَغرِبَ حينَ أفطرَ الصائمُ، وصلّى بي العِشاءَ إلى ثُلُثِ اللّيلِ، وصلّى بي الفَجرَ فأسفَرَ، ثمَّ التَفَتَ إليَّ فقال: يا محمَّد، هذا وقتُ الأنبياء، مِن قَبلِكَ، والوقتُ ما بينَ هذَينِ الوقتَينِ"

اس روایت کے مطابق جبریل نے مکہ میں ہر نماز کے وقت کے شروع میں اور ہر نماز کے وقت کے اختتام

پر رسول اللہ کو نماز پڑھائی اور آخر میں کہا اے محمد یہ پچھلے انبیاء کی نماز کا وقت ہے . آپ کے نماز کے اوقات ان کے درمیان ہیں

اس روایت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ تمام انبیاء نے ان اوقات کے دوران نماز پڑھی ہے یعنی اس طرح دن میں پانچ اوقات میں انبیاء نماز پڑھتے رہے ہیں – چاہے موسی کی پچاس نمازیں ہوں وہ بھی انہی پانچ اوقات کے اندر تھیں

اس کی سند میں حَكِيمِ بْنِ حَكِيمِ بْنِ عَبَّادِ بْنِ حُنَيْفٍ (حَكِيمِ بْنِ حَكِيمِ بْنِ عَبَّادِ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ) اور عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ الْمَخْزُومِيِّ ہیں- بعض سندوں میں عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي رَبِيعَةَ نے بھی اس کو روایت ہے – یہ اس حدیث کو ابن عباس سے منسوب کرتے ہیں – اس سند میں راوی پر مسئلہ ہے کون ہے – ابو داود نے سند میں لکھا ہے عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ فُلَانِ بْنِ أَبِي رَبِيعَةَ یعنی یہ عبد الرحمان بن فلان کون ہے ان پر واضح نہیں ہے لیکن متاخرین نے دیگر اسناد سے اس کو ابو داود کے بعض نسخوں میں عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ قرار دے دیا ہے جبکہ راقم کو ملا کہ بعض محدثین نے اس کا نام عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي رَبِيعَةَ بھی لیا ہے -

عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي رَبِيعَةَ کا ترجمہ نہیں ملا – اس طرح یہ مجہول ہوا

سفیان ثوری کا استاد عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ الْمَخْزُومِيِّ ہے – اس کا مکمل نام عبد الرحمن بن الحارث بن عبد الله بن الحارث بن أبي ربيعة المخزومي ہے -

نسائی نے کہا ليس بالقوي یہ قوی نہیں

امام احمد نے کہا متروک ہے

راوی میں حَكِيمِ بْنِ حَكِيمِ بْنِ عَبَّادٍ پر ابن سعد نے کہا

كان قليل الحديث، ولا يحتجون بحديثه

اس کی کم حدیثین ہیں اور ان سے دلیل نہیں لی جاتی

الذھبی نے اس کا شمار ضعیف راویوں میں کیا اور اس کا اندارج **ذيل ديوان الضعفاء والمتروكين** میں کیا

ابن کثیر نے الفاروق میں ذکر کیا وقال الغلابي عن يحيىٰ بن معين ليس في الحال حديث قوي - حکیم کی حدیث قوی نہیں

اس طرح اس روایت کی سند سخت ضعیف ہے اور لائق التفات نہیں

جدید دانشور غامدی صاحب نے ایک نیا موقف پیش کیا کہ ابو داود کی اس روایت سے معلوم ہوا کہ تمام انبیاء نے پانچ وقت نماز پڑھی اور معراج ایک خواب تھا

راقم کہتا ہے معلوم نہیں غامدی نے کس طرح دلیل لی کہ تمام انبیاء کی نمازیں پانچ ہی تھیں کیونکہ اس میں اوقات نماز کا ذکر ہے تعداد کا نہیں – ساتھ ہی انہوں نے ذکر کیا کہ ابو ذر رضی اللہ عنہ بھی نماز اسلام قبول کرنے سے پہلے سے پڑھ رہے تھے – غامدی صاحب کا مدعا ہے کہ نماز کا طریقہ معلوم تھا – راقم اس کو رد کرتا ہے – عربی میں صلی کا لفظ دعا ، درود ، نماز ، تسبیح سب پر بولا جاتا ہے

مشرکین مکہ کی نماز – محض تسبیح تھی یا سیٹی بجانا تھی- قرآن میں سیٹی کا ذکر ہے

ابو ذر رضی اللہ عنہ کی حدیث کہ مجھ کو رسول کا علم بھی نہیں تھا اور میں نے نماز پڑھی سے مراد تسبیح کرنا ہے- نماز تو اس وقت ہو گی جبکہ طریقہ نماز معلوم ہو اور صحیح طریقہ الوحی سے ہی ممکن ہے

نبی بننے سے قبل غار حرا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عبادت کو نماز قرار نہیں دیا اس کو التنحث بولا ہے

جو اغلباً

meditation

ہے – اگر نماز رسول بننے سے پہلے پڑھ رہے ہوتے تو اس کو صلاۃ ہی کہتے

لیکن ہم کو معلوم ہے اس غار حرا کی عبادت کو رسول اللہ نے نماز قرار نہیں دیا

پچاس نمازوں پر اہل تشیع کے بدلتے اقوال

شیعوں کی کتاب من لا یحضرہ الفقیہ از شیخ صدوق میں ہے

وروى عن زيد بن علي بن الحسين عليهما السلام إنه قال: " سألت إبي سيد العابدين عليه السلام فقلت له: يا إبة إخبرني عن جدنا رسول الله صلى الله عليه وآله لما عرج به إلى السماء وإمره ربه عزوجل بخمسين صلاة كيف لم يسأله التخفيف عن إمته حتى قال له موسى بن عمران عليه السلام: ارجع إلى ربك فاسأله التخفيف فإن إمتك لا تطيق ذلك فقال: يا بني إن رسول الله صلى الله عليه وآله لا يقترح على ربه عزوجل فلا يراجعه في شئ يأمره به، فلما سأله موسى عليه السلام ذلك وصار شفيعا لامته إليه لم يجز له إن يرد شفاعة إخيه موسى عليه السلام فرجع إلى ربه عزوجل فسأله التخفيف إلى إن ردها إلى خمس صلوات، قال: فقلت له: يا إبة فلم لم يرجع إلى ربه عزوجل ولم يسأله التخفيف من خمس صلوات وقد سأله موسى عليه السلام إن يرجع إلى ربه عزوجل ويسأله التخفيف؟ فقال: يا بني إراد عليه السلام إن يحصل لامته التخفيف مع إجر خمسين صلاة لقول الله عزوجل: " من جاء بالحسنة فله عشر إمثالها

زید بن علی بن الحسین نے اپنے باپ إبي سيد العابدين عليه السلام (یعنی زین العابدین) سے سوال کیا کہ اے باپ مجھ کو اس کی خبر دیں کہ جب اللہ تعالی نے رسول اللہ کو معراج دی اور ۵۰ نمازیں فرض ہوئیں تو انہوں نے اس کو خود کم کیوں نہ کروایا یہاں تک کہ موسی بن عمران نے کہا اپنے رب کے پاس جاؤ اور ان سے سوال کرو کہ امت پر تخفیف کر دیں کہ وہ یہ نہیں کر

پائیں گے ؟ پس انہوں نے جواب دیا : اے بیٹے رسول اللہ اپنے رب کو مشورے نہیں دیتے تھے نہ پلٹتے تھے جب تک حکم نہ ہو جائے – پس جب موسی نے ان سے سوال کیا اور امت کے لئے شفاعت کی تو ان کے لئے جائز نہ ہوا کہ اپنے بھائی موسی کو رد کر دیں پس وہ اپنے رب کی طرف پلٹے ان سے تخفیف کا سوال کیا کیا ان کو پانچ کر دیں – میں نے کہا تو اے ابا جان تو وہ اپنے رب کی طرف نہ پلٹے جب تک موسی نے تخفیف کرا نے کا نہ کہہ دیا؟ پس ابا نے جواب دیا اے بیٹے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ کیا تھا کہ امت پر پچاس نماز کی تخفیف کو حاصل کریں کہ اللہ کا قول ہے جو ایک نیکی کرے اس کو دس کا ثواب ملے گا

بحار الاانوار میں ملا باقر مجلسی نے روایت دی ہے

قال السيد ابن طاووس رضي الله عنه في كتاب سعد السعود رايت في تفسير ما نزل من القرآن في النبي وإهل بيته صلوات الله عليهم تأليف محمد بن العباس بن علي ابن مروان: حدثنا الحسين بن محمد بن سعيد، عن محمد بن الييض بن الفياض، عن إبراهيم بن عبد الله بن همام، عن عبد الرزاق، عن معمر، عن ابن حماد، عن إبيه، عن جده قال: قال رسول الله (صلى الله عليه وآله): بينما إنا في الحجر إذ إتاني جبرئيل .... قال: ثم غشيتني صبابة فخررت ساجدا فناداني ربي: إني قد فرضت على كل نبي كان قبلك خمسين صلاة، وفرضتها عليك وعلى امتك،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ پر غشی طاری ہوئی میں سجدے میں گر گیا پس میرے رب نے مجھے پکارا حکم کیا کہ میں نے تم سے پہلی امتوں پر پچاس نمازیں فرض کی ہیں اور یہ تم پر اور تمہاری امت پر بھی فرض ہیں

اس قول کو تفسیر القمی میں ابي الحسن علی بن ابراہیم القمی المتوفی ۳۲۹ نے بھی نقل کیا ہے

مستدرک سفینة البحار ج 1 میں ہے کہ امام جعفر نے کہا

إنّہ لمّا فرض اللہ تعالی فی لیلۃ المعراج لرسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) واُمّتہ خمسین صلاۃ، قال موسی لرسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) : إنّ اُمّتک آخر الاُمم وإضعفھا لا تستطیع ذلک فارجع إلی ربّک فاسألہ التخفیف، فرجع وسأل التخفیف حتّی بلغ خمساً. و قال الصّادق (علیہ السلام) : جزی اللہ موسی عن ہذہ الاُمّۃ خیراً

جب اللہ تعالی نے رسول اللہ کی معراج کے وقت امت پر پچاس نمازیں فرض کیں تو موسی نے رسول اللہ سے کہا اپ کی امت سب سے آخری ہے اور یہ کمزور ہے یہ اس کی استطاعت نہیں رکھتی پس اپنے رب کے پاس واپس جائیں ان سے تخفیف کا سوال کریں - .... امام جعفر نے کہا اللہ تعالی موسی کو جزا دے اس امت کے خیر پر

ابو جعفر محمّد بن یعقوب بن اسحاق رازی معروف بہ کُلِینی (پیدائش ۲۴۹ ھ —وفات ۳۲۹ ھ) نے الکافی روایت دی ہے

الحسین بن محمد الاشعری، عن معلیّ بن محمد، عن علی بن مرداس، عن صفوان بن یحیٰ والحسن بن محبوب، عن ہشام بن سالم، عن عمار الساباطی قال: قلّت لابی عبداللہ علیہ السلام: إیما إفضل: العبادۃ فی السر مع الامام منکم المستتر فی دولۃ الباطل، إو العبادۃ فی ظہور الحق ودولتہ، مع الامام منکم الظاہر؟ فقال یا عمار الصدقۃ فی السر واللہ إفضل من الصدقۃ فی العلانیۃ وکذلک واللہ عبادتکم فی السر مع إمامکم المستتر فی دولۃ الباطل و تخوفکم من عدوکم فی دولۃ الباطل وحال الہدنۃ إفضل ممن یعبد اللہ عزوجل ذکرہ فی ظہور الحق مع إمام الحق الظاہر فی دولۃ الحق ولیست العبادۃ مع الخوف فی دولۃ الباطل مثل العبادۃ والامن فی دولۃ الحق واعلموا إن من صلی منکم الیوم صلاۃ فریضۃ فی جماعۃ، مستتر بہا من عودہ فی وقتہا فاتمہا، کتب اللہ لہ خمسین صلاۃ فریضۃ فی جماعۃ

عمار الساباطی نے امام ابو عبد اللہ سے سوال کیا .... جواب میں امام نے کہا اللہ نے پچاس نمازیں فرض کی ہیں

علل الشرائع ج2/224) میں ہے

عن سعيد بن المسيب قال: سألت علي بن الحسين (عليه السلام) فقلت له: متى فرضت الصلاة على المسلمين على ماهم اليوم عليه؟ قال: فقال بالمدينة حين ظهرت الدعوة وقوى الإسلام وكتب الله عزوجل على المسلمين الجهاد زاد رسول الله (صلى الله عليه وآله) في الصلاة سبع ركعات: في الظهر ركعتين وفي العصر ركعتين وفي المغرب ركعة وفي العشاء الآخرة ركعتين, وإقر الفجر على ما فرضت بمكة لتعجيل عروج ملائكة الليل إلى السماء ولتعجيل نزول ملائكة النهار إلى الأرض, فكان ملائكة النهار وملائكة الليل يشهدون مع رسول الله (صلى الله عليه وآله) الفجر, فلذلك قال الله تعالى: ((وَقُرآنَ الفَجرِ إِنّ قُرآنَ الفَجرِ كَانَ مَشهُوداً)), ليشهده المسلمون وليشهده ملائكة النهار وملائكة الليل.

سعید بن المسیب نے علی بن حسین سے سوال کیا کہ نماز کب فرض ہوئی جو اب پڑھی جاتی ہے ؟ کہا مدینہ میں جب دعوت پھیل گئ اور اسلام قوی ہوا اور اللہ نے مسلمانوں پر جہاد فرض کیا – رسول اللہ نے نماز میں سات رکعات کا اضافہ کیا: ظہر میں دو ، عصر میں دو، مغرب میں ایک، عشاء میں دو- اور فجر کو بر قرار رکھا جو مکہ میں فرض ہوئی کہ رات کے فرشتے آسمان پر جائیں اور دن کے فرشتے نازل ہوں کہ وہ رسول اللہ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے لہذا اللہ تعالی کا قول ہے وَقُرآنَ الفَجرِ إِنّ قُرآنَ الفَجرِ كَانَ مَشهُوداً

ابو جعفر محمّد بن یعقوب بن اسحاق رازی معروف بہ کُلِینی (پیدائش ۲۴۹ ھ – وفات ۳۲۹

ھ) کی کتاب الکافی کی روایات میں کہیں بھی معراج پر پچاس نمازوں کی فرضیت کا حکم نہیں لکھا ۔ کلینی اور القمی دونوں ہم عصر شیعہ ہیں لیکن ان میں اپس میں بہت اختلافات ہیں مثلا یہ دونوں ائمہ کے معصوم ہونے یا نہ ہونے پر بھی اختلاف کرتے تھے

شیعہ کتاب دراسات فی الکافی للکلینی والصحیح للبخاری از ہاشم معروف الحسینی میں صحیح بخاری کی روایت پر تبصرہ کرتے ہیں

والجمود علی ظاہر الروایۃ یلزمہ احد اٍمرین اما تکلیف العباد بما لا یطیقون حیث انہ کلفھم بما لا یقدرون علیہ کما جاء فیھا عن لسان موسی واما ان اللہ سبحانہ حینما فرض الصلاۃ علی المسلمین لم یکن یعلم قدرتہم علی اداء ہذا المقدار ، کما وان محمدا (ص) لم یکن یعلم ذلک حتی جاء موسی وکشف للہ ولرسولہ عن واقع حالہم تعالی اللہ عما یرویہ اٍبو ہریرۃ وکعب الأحبار وحشویۃ العامۃ علوا کبیرا

اور اس روایت کا ظاہر جمود دو میں سے ایک امر کو لازم کرتا ہے کہ یا تو بندوں کو تکلیف دی گئی کہ ان کی استطاعت سے بڑھ کر جس کے مکلّف نہ بن سکیں ، نہ قادر ہو پائیں ، وہ ان پر ڈالا جیسا موسی کے کلام میں ہے ، یا پھر دوسرا امر ہے کہ اللہ تعالی نے جب مسلمانوں پر نماز فرض کی تو وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ یہ اس کی قدرت نہیں رکھتے کہ اس مقدار کو ادا کر پائیں — جیسا اس میں ہے کہ محمد (ص) کو بھی معلوم نہ تھا یہاں تک کہ موسی نے بتایا اور یہ اللہ اور اس کے رسول پر کشف ہوا … اس کو روایت کیا ہے ابو ہریرہ نے کعب الاحبار سے اور عام حشویۃ (یعنی حنابلہ بغداد) نے — اللہ اس سے بلند و کبیر ہے

راقم کہتا ہے اس حدیث معراج کو ابو ہریرہ نے روایت نہیں کیا ہے بلکہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے اور اہل تشیع کے ائمہ نے بھی پچاس نمازوں میں تخفیف کا ذکر کیا ہے —

اس کے علاوہ اس کو کعب الاحبار نے بھی نقل نہیں کیا ہے - لہٰذا ہاشم معروف الحسینی کا کلام باطل ہے

سورہ الانفعال میں ہے

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى الْقِتَالِ ۚ إِن يَكُن مِّنكُمْ عِشْرُونَ صَابِرُونَ يَغْلِبُوا مِائَتَيْنِ ۚ وَإِن يَكُن مِّنكُم مِّائَةٌ يَغْلِبُوا أَلْفًا مِّنَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُونَ (65) الْآنَ خَفَّفَ اللَّهُ عَنكُمْ وَعَلِمَ أَنَّ فِيكُمْ ضَعْفًا ۚ فَإِن يَكُن مِّنكُم مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَغْلِبُوا مِائَتَيْنِ ۚ وَإِن يَكُن مِّنكُمْ أَلْفٌ يَغْلِبُوا أَلْفَيْنِ بِإِذْنِ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ مَعَ الصَّابِرِينَ

اے نبی! مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دو، اگر تم میں بیس آدمی ثابت قدم رہنے والے ہوں گے تو وہ سو پر غالب آئیں گے، اور اگر تم میں سو ہوں گے تو ہزار کافروں پر غالب آئیں گے اس لیے کہ وہ لوگ کچھ نہیں سمجھتے۔
اب اللہ نے تم سے بوجھ ہلکا کر دیا اور معلوم کر لیا کہ تم میں کس قدر کمزوری ہے، پس اگر تم سو ثابت قدم رہنے والے ہوں گے تو دو سو پر غالب آئیں گے، اور اگر ہزار ہوں گے تو اللہ کے حکم سے دو ہزار پر غالب آئیں گے، اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

اللہ تعالی اپنے حکم کو خود آسان کرتا ہے جیسا اس آیت میں ہے جبکہ وہ علیم و خبیر ہے

الْآنَ خَفَّفَ اللَّهُ عَنكُمْ

اب وہ تمھارے لئے تخفیف کرتا ہے

دونوں احکام (فرضیت نماز اور جہاد جنگ بدر) میں ایک ہی بات ہے کہ ایک حکم دیا گیا پھر

تھوڑی ہی دیر میں اس کو بدلا گیا – یہ اللہ تعالی نے کیا تا کہ یہ ظاہر کرے کہ وہ اپنے بندوں کی آسانی چاہتا ہے

جنت کی نہروں کو دیکھا جو زمین میں آج بھی ہیں؟

ایک سوال ہے کہ کیا دریائے نیل اور فرات جنت کی نہریں ہیں ؟ ایسا بعض روایات میں آتا ہے کہ جنت میں نہروں کو دیکھا

صحیح مسلم میں ہے

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، وَعَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ، وَعَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ، عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «سَيْحَانُ وَجَيْحَانُ، وَالْفُرَاتُ وَالنِّيلُ كُلٌّ مِنْ أَنْهَارِ الْجَنَّةِ»

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سَیْحَانُ اور جَیْحَانُ[24] اور الْفُرَاتُ اور النِّیلُ یہ تمام جنت کی نہریں ہیں

نیل مصر میں ہے اور فرات عراق میں ہے - عرب علماء جن میں نووی ہیں وہ شرح صحیح مسلم میں کہتے ہیں کہ

قال النووی اعلم إن سیحان وجیحان غیر سیحون وجیحون

جان لو سَیْحَان وَجَیْحَان وہ نہیں جو سَیْحُون وَجَیْحُون ہیں

راقم کہتا ہے یہ قول عجیب ہے-نووی کہتے ہیں

سيحان غير سيحون وجيحان غير جيحون باتفاق الناس كما سبق الثالث إنه ببلاد خراسان وإما سيحان وجيحان فهما ببلاد الأرمن بقرب الشام والله إعلم

سیحان یہ سیحون سے الگ ہے اور جیحان یہ جیحون سے الگ ہے اس پر لوگوں کا اتفاق ہے ....
اور سیحون اور جیحون یہ خراسان میں ہے اور سیحان وجیحان یہ بلاد الأرمن (یعنی آرمینیا)
میں شام کے پاس ہے واللہ إعلم

راقم سمجھ نہیں سکا کہ اس نکتہ سنجی کی وجہ کیا ہے کہ سَيْحُون وَجَيْحُون کو جنت کی نہر نہ کہا جائے لیکن نیل و فرات کو وہی کہا جائے جو ہم کو معلوم ہے- مسند البزار میں سَيْحَان وَجَيْحَان کی بجائے سَيْحُون وَجَيْحُون کہا گیا ہے

حَدَّثنا يَحْيَى بْنُ مُحمد بْنِ السَّكَنِ، قَال: حَدَّثنا يحيى بن كثير، قَال: حَدَّثنا شُعْبَةُ، عَن خبيب عن حفص بن عَاصم، عَن أَبِي هُرَيرة، عَن النَّبِيّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيه وَسَلَّم قال: سيحون وجيحون والنيل والفرات كل من أنهار الجنة وكل قد رأيت وشربت منه

سند وہی صحیح مسلم جیسی ہے یعنی راویوں نے کبھی سَيْحَان وَجَيْحَان کہا تو کبھی سَيْحُون وَجَيْحُون کہا ان کے نزدیک یہ دونوں ایک تھے لیکن بعد والوں نے ان کو الگ الگ اور غیر معروف قرار دینے کی کوشش کی

غیر مقلد إبو الأشبال حسن الزہیری کتاب شرح صحیح مسلم میں لکھتے ہیں

أما الفرات فليس هو الفرات المعروف بأرض العراق، وإنما هو نهر يفصل بين الشام وبين جزيرة العرب، وأما سيحان وجيحان فهما نهران في أرض الأرمن بقرب الشام، وليس هما سيحون وجيون اللذان بأرض خراسان

جہاں تک فرات ہے تو یہ وہ معروف فرات نہیں جو عراق میں ہے بلکہ یہ نہر ہے جو شام اور

جزیرہ کو الگ کرتی ہے اور جہاں تک سیحان وجیحان ہیں تو یہ نہریں ارمینا میں شام کے پاس ہیں اور یہ خراسان کی سیحون وجیون نہیں ہیں

الأحاديث المختارة او المستخرج من الأحاديث المختارة مما لم يخرجه البخاري ومسلم في صحيحيهما از ضیاء الدین المقدسی (المتوفى: 643ھ) میں ہے

أَنَّ أَبَا الْخَيْرِ مُحَمَّدَ بْنَ أَحْمَدَ الْبَاغْبَانَ أَخْبَرَهُمْ، وَهُوَ حَاضِرٌ، أنبا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أنبا أَحْمَدُ بْنُ مُوسَى بْنِ مَرْدُوَيْهِ، ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبْرَاهِيمَ، ثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُضَرَ بْنِ الْقَاسِمِ، ثَنَا أَبُو عَاصِمٍ الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ، ثَنَا شَبِيبُ بْنُ بِشْرٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ، صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " الأَنْهَارُ أَرْبَعَةٌ: سَيْحَانُ وَجَيْحَانُ وَالنِّيلُ وَالْفُرَاتُ، فَأَمَّا سَيْحَانُ فَنَهْرُ بَلْخٍ، وَأَمَّا جَيْحَانُ فَدِجْلَةُ، وَأَمَّا النِّيلُ فَنَهْرُ مِصْرَ، وَأَمَّا الْفُرَاتُ فَفُرَاتُ الْكُوفَةِ، فَكُلُّ مَا يَشْرَبُهُ ابْنُ آدَمَ فَهُوَ مِنْ هَذِهِ الأَرْبَعَةِ، الأَنْهَارُ تَخْرُجُ مِنْ تَحْتِ الصَّخْرَةِ "

عکرمہ نے ابن عباس سے روایت کیا کہ رسول اللہ نے فرمایا جنت کی چار نہریں ہیں سَيْحَانُ وَجَيْحَانُ وَالنِّيلُ وَالْفُرَاتُ – سَیحَان یہ بلخ میں ہے اور جَیحَانُ یہ دجلہ ہے اور النِّيلُ یہ مصر میں ہے اور الْفُرَات یہ کوفہ میں ہے تو ہر وہ چیز جو ابن آدم پیتا ہے وہ ان چار ہی میں سے ہے اور یہ سب چٹان کے نیچے سے نکل رہی ہیں

اِس روایت کے مطابق یہ نہریں وہی ہیں جو لوگوں کو معلوم ہیں معروف ہیں - روایت میں الصَّخْرَةِ سے مراد بیت المقدس کا صخرہ یا چٹان ہے جس پر اصل ہیکل سلیمانی تھا

راقم کہتا ہے جیحوں

Gihon

نام کا ایک چشمہ ہیکل سلیمانی کے صحن سے ابلتا تھا اور یہ سن ۹۰ کی دہائی میں دریافت ہو چکا ہے – اس کا ذکر بائبل کتاب زکریا میں ہے کہ روز محشر سے قبل

Zech. 13:1 On that day there shall be a fountain opened for the house of

David and the inhabitants of Jerusalem, to cleanse them from sin and uncleanness.

اور اس روز میں چشمہ کو ال داود اور اہل یروشلم میں جاری کروں گا تاکہ ان کو گناہوں سے پاک کر دوں

کتاب السنن الواردة فی الفتن وغوائلها والساعة وإشراطها از عثمان بن سعید بن عثمان بن عمر ابو عمرو الدانی (المتوفی: 444ھ) کے مطابق

حُدِّثْنَا عَنِ الْقَاسِمِ بِنِ جعفرٍ الْهَاشِمِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ أَسْحَاقَ الْمَادْرَائِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو أَسْمَاعِيلَ التِّرْمِذِيُّ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سَابِقٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَسْلَمَةُ بْنُ عُلَيٍّ، عَنْ مُقَاتِلِ بْنِ حَيَّانَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: " أَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى مِنَ الْجَنَّةِ أَلَى الْأَرْضِ خَمْسَةَ أَنْهَارٍ سيحُونَ وَهُوَ نَهْرُ الْهِنْدِ، وَجَيْحُونَ وَهُوَ نَهْرُ بَلْخٍ

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا .... سَیْحُونَ نہر ہند ہے اور جَیْحُونَ بلخ میں ہے

اغلباً نہر ہند سے مراد دریائے گنگا ہے- سند میں مقاتل ہے جس کو تہذیب التہذیب از ابن حجر کے مطابق امام احمد کوئی عیب نہ دیتے -وکان إحمد بن حنبل لایعبأ بمقاتل بن سلیمان، ولا بمقاتل بن حیان – احمد اس کو عیب نہیں دیتے تھے لیکن دیگر رد کرتے تھے- مقاتل خود خراسان کا ہے - گنگا ہندوؤں کے مطابق آسمان یا جنت کی نہر ہے جس کی اصل آسمان میں ہے لیکن بہتی انڈیا میں ہے – اس تناظر میں مقاتل کی روایت دلچسپ ہے

البدء والتاریخ از المطہر بن طاہر المقدسی (المتوفی: نحو 355ھ) میں ہے

وأهل الكتاب يزعمون أن أربعة أنهار تخرج من الجنة سيحان وجيحان والفرات والنيل وزعموا أن الفرات مد فرمى برمانة شبه البعير البازل وذلك في زمن معاوية فسئل كعب الأحبار فقال هي من الجنة

اہل کتاب کا دعوی ہے کہ چار نہریں جنت سے نکلتی ہیں سیحان وجیحان والفرات والنیل اور .... اور دور معاویہ میں کعب سے پوچھا گیا تو اس نے کہا فرات جنت میں سے ہے

کتاب ادب المفرد از امام بخاری کی روایات ہیں

عن أبي الطفيل سأل ابن الكواء عليا رضي الله عنه عَنِ الْمَجَرَّةِ قَالَ: هُوَ شَرَجُ السَّمَاءِ، وَمِنْهَا فتحت السماء بماء منهمر.

صحیح الإسناد - الأدب المفرد پر تحقیق میں البانی کہتے ہیں یہ صحیح ہے

حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ أَبِي حُسَيْنٍ وَغَيْرِهِ، عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ سَأَلَ ابْنُ الْكَوَّا عَلِيًّا عَنِ الْمَجَرَّةِ، قَالَ: هُوَ شَرَجُ السَّمَاءِ، وَمِنْهَا فُتِحَتِ السَّمَاءُ بِمَاءٍ مُنْهَمِرٍ

[قال الألباني] : صحيح

إبي الطفيل [25] نے ابن الکواء سے روایت کیا کہ اس نے علی رضی اللہ عنہ سے کہکشاں ملکی وے (جادہ شیر) پر سوال کیا – علی نے کہا یہ آسمان کی مقعد ہے اور اس میں نہر کی طرح پانی برسا

یاد رہے کہ طوفان نوح کے حوالے سے سورہ القمر میں ہے کہ فُتِحتِ السَّمَاءُ بِمَاءٍ مُنْهَمِرٍ آسمان کو کھول دیا گیا کہ اس میں سے نہر کی طرح پانی برسا

علی رضی اللہ عنہ سے منسوب اس قول میں کہا گیا ہے کہ علی نے ملکی وے کہکشاں کو آسمان کی مقعد قرار دیا جس سے طوفان نوح پر پانی نکلا اور زمین پر آیا – یہ بھی ایک غیر سائنسی بات ہوئی کیونکہ آسمان کا پانی بادل سے اتا ہے نہ کہ ملکی وے سے- ملکی وے یا جاہ شیر کہکشاں ایک نہر ہے یہ قول قدیم فراعنہ مصر کا تھا ان کے نزدیک دریائے نیل اصل میں آسمان کی نہر ہے جو ملکی وے سے ملی ہوئی ہے – ابن الکواء نے جس طرح پانی اور ملکی وے کو ملایا ہے اس سے لگتا ہے کہ یہ قول عربوں میں ابن الکواء سے آیا – یاد رہے کہ خوارج مصر سے آئے تھے جو فراعنہ مصر کی تہذیب کا مقام تھا اور ابن الکواء بھی سابقہ خارجی تھا اس طرح ان کے ڈاک خانے مل

جاتے ہیں

way (ch. 86). Another Egyptian name for the heaven as water is urnas or uranus. This we claim to be the Kamite original of the Greek uranus. Dr. Birch renders it in his dictionary "Urnas, Ouranos, the celestial water." The Egyptians did not personalize it under that name; still, the urnas is the celestial water, and urnas = uranos. The okeanus that flows around the world was neither a fabulous sea nor a stream of water, but the firmament itself, that was figured as the celestial water surrounding the mount of earth. Through this ocean ran the great stream of the white water or the Milky Way. Thus we have the okeanos and the ocean stream of Homer for the first time separately identified. Again, the water appeared divided into two lakes at the head of the celestial river united to form one stream in the Via Lactea. The system of the waters in the Bundahish is

Ancient Egypt: The Light of the World Book by Gerald Massey

دریائے نیل آسمان سے ملی کوئی نہر ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر غزہ مصر میں اہرام مصر کے پاس کھڑے ہو کر جنوب کی سمت یعنی سوڈان کی طرف دیکھا جائے جہاں سے نیل اتا ہے تو آسمان کا منظر ابو الکواء کے دور (٦٥٧ ع) میں یہ ہو گا۔ اس تصویر میں سرخ لائیں کہکشاں ملکی وے پر لگائی گئی ہے اور یہ زمیں سے آ کر مل جاتی ہے یہ منظر[26] تقریبا ہر سال میں ایک بار ہوتا ہے جب لگتا ہے کہ ملکی وے کوئی آسمانی نہر ہو جا نیل میں گر رہی ہو۔

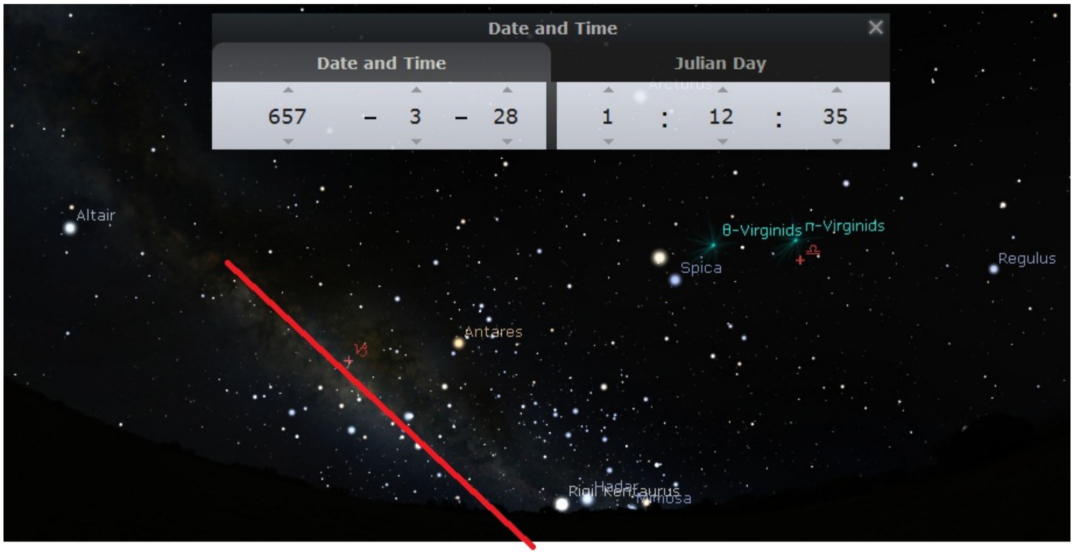

صحیح بخاری میں ہے کہ سدرہ المنتہی سے دو باطنی نہریں نکل رہی ہیں اور دو ظاہری

وَرُفِعَتْ لِي سِدْرَةُ المُنْتَهَى، فَإِذَا نَبِقُهَا كَأَنَّهُ قِلاَلُ هَجَرَ وَوَرَقُهَا، كَأَنَّهُ آذَانُ الفُيُولِ فِي أَصْلِهَا أَرْبَعَةُ أَنْهَارٍ نَهْرَانِ بَاطِنَانِ، وَنَهْرَانِ ظَاهِرَانِ، فَسَأَلْتُ جِبْرِيلَ، فَقَالَ: أَمَّا البَاطِنَانِ: فَفِي الجَنَّةِ، وَأَمَّا الظَّاهِرَانِ: النِّيلُ وَالفُرَاتُ

یہ بات صحیح بخاری میں قتادہ بصری کی معراج سے متعلق حدیث میں ہے کہ نیل و فرات جنت کی نہریں ہیں صحیح بخاری میں سَيْحُون وَجَيْحُون کا ذکر نہیں ہے- صحیح بخاری کی امام زہری کی معراج سے متعلق کسی حدیث میں ان چار نہروں کا ذکر نہیں ہے

صحیح بخاری میں یہ الفاظ شریک بن عبد اللہ والی حدیث میں بھی ہیں- راقم کے نزدیک جنت لا فانی ہے اور یہ نہریں جنت کی نہ ہو سکتیں کیونکہ حشر پر زمین کا پانی ختم ہو جائے گا پھر نیل کو ال فرعون نے بھی پیا ہے اور جنت مشرک پر حرام ہے

مستدرک حاکم میں جنت کی نہروں والی روایت کے بعد امام حاکم نے لکھا

حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ الْحَافِظُ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَنَسٍ الْقُرَشِيُّ، ثنا حَفْصُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ

الْأَسْلَمِيُّ، حَدَّثَنِي أَبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ، عَنْ شُعْبَةَ بْنِ الْحَجَّاجِ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " رُفِعَتْ لِي السِّدْرَةُ فَأَذَا أَرْبَعَةُ أَنْهَارٍ: نَهْرَانِ ظَاهِرَانِ، وَنَهْرَانِ بَاطِنَانِ، فَأَمَّا الظَّاهِرَانِ فَالنِّيلُ وَالْفُرَاتُ، وَأَمَّا الْبَاطِنَانِ فَنَهَرَانِ فِي الْجَنَّةِ، وَأُتِيتُ بِثَلَاثَةِ أَقْدَاحٍ قَدَحٍ فِيهِ لَبَنٌ، وَقَدَحٍ فِيهِ عَسَلٌ، وَقَدَحٍ فِيهِ خَمْرٌ فَأَخَذْتُ الَّذِي فِيهِ اللَّبَنُ فَشَرِبْتُ فَقِيلَ لِي، أَصَبْتَ الْفِطْرَةَ أَنْتَ وَأُمَّتُكَ ". قَالَ الْحَاكِمُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: " قُلْتُ لِشَيْخِنَا أَبِي عَبْدِ اللَّهِ لِمَ لَمْ يُخَرِّجَا هَذَا الْحَدِيثَ؟ قَالَ: لِأَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ لَمْ يَسْمَعْهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّمَا سَمِعَهُ مِنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ "، قَالَ الْحَاكِمُ: «ثُمَّ نَظَرْتُ فَأَذَا الْأَحْرُفُ الَّتِي سَمِعَهَا مِنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ غَيْرُ هَذِهِ وَلِيَعْلَمْ طَالِبُ هَذَا الْعِلْمِ أَنَّ حَدِيثَ الْمِعْرَاجِ قَدْ سَمِعَ أَنَسٌ بَعْضَهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَعْضَهُ مِنْ أَبِي ذَرٍّ الْغِفَارِيِّ، وَبَعْضَهُ مِنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ غَيْرُ هَذِهِ، وَبَعْضَهُ مِنْ أَبِي هُرَيْرَةَ»

امام حاکم نے کہا ہم نے اپنے شیخ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ سے پوچھا کہ آپ نے اس حدیث کی تخریج کیوں نہیں کی ؟ شیخ نے کہا کیونکہ انس نے اس حدیث کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا انہوں نے اس کو مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ سے سنا تھا – امام حاکم نے کہا پھر میں نے نوٹ کیا کہ انس نے جن الفاظ میں مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ سے حدیث کو سنا تھا وہ الگ تھے اور طالب علم کو معلوم ہونا چاہیے کہ حدیث معراج میں سے انس نے بعض کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اور بعض کو ابو ذر الغفاری سے اور بعض کو مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ سے اس متن کے سوا، اور بعض کو ابو ہریرہ سے

اس اقتباس میں امام حاکم کا موقف ہے کہ اس نہر والی حدیث کو انس نے نبی سے نہیں سنا کسی اور سے سنا ہے

راقم کہتا ہے کہ یہ نہر والی حدیث ممکن ہے کہ کلام ابو ہریرہ ہو ، لیکن جو بھی ہو حدیث رسول ممکن نہیں ہے

حدیث ام ھانی رضی اللہ عنہا

ام ھانی رضی اللہ عنہا بنت ابو طالب ایک قریشی خاتون تھیں – ان کے اصلی نام پر مورخین میں بہت اختلاف ہے – کہا جاتا ہے کہ ان کا نام فَاخِتَۃُ یا ہند یا شقیقۃ یا عاتکۃ یا فاطمۃ، تھا – یہ علی رضی اللہ عنہ کی بہن تھیں یعنی یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کزن تھیں اور ان کی شادی ایک مشرک هُبَيْرَة بن ابِي وهب سے کی گئی تھی – فتح مکہ پر ام ھانی نے اسلام قبول کیا لیکن ان کا مشرک شوہر[27] هبيرة بن ابي وهب مخزومی نجران کی طرف فرار ہو گیا اور وہیں واصل جہنم ہوا

ام ھانی سے منسوب بعض راوی معراج کا ایک اور ہی قصہ بتاتے ہیں جو صحیحین سے الگ ہے

طبرانی معجم کبیر میں ہے

حَدَّثَنَا أَسْلَمُ بْنُ سَهْلٍ الْوَاسِطِيُّ، ثنا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الْمُزَكِّيُّ، ح وَحَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ عَبَّادٍ الْخَطَّابِيُّ، ثنا إِسْحَاقُ بْنُ بَهْلُولٍ الْأَنْبَارِيُّ، ثنا أَبِي، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْحَضْرَمِيُّ، ثنا رِزْقُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى، ثنا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ، قَالُوا: ثنا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ أَبِي الْمُسَاوِرِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ أُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ، قَالَتْ: بَاتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ فِي بَيْتِي فَفَقَدْتُهُ مِنَ اللَّيْلِ، فَامْتَنَعَ مِنِّي النَّوْمُ مَخَافَةَ أَنْ يَكُونَ عَرَضَ لَهُ بَعْضُ قُرَيْشٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " إِنَّ جِبْرِيلَ أَتَانِي [ص:433] فَأَخَذَ بِيَدِي فَأَخْرَجَنِي، فَإِذَا عَلَى الْبَيْتِ دَابَّةٌ دُونَ الْبَغْلِ، وَفَوْقَ الْحِمَارِ، فَحَمَلَنِي عَلَيْهَا، ثُمَّ انْطَلَقَ حَتَّى انْتَهَى بِي إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ، فَأَرَانِي إِبْرَاهِيمَ يُشْبِهُ خَلْقُهُ خَلْقِي، وَيُشْبِهُ خَلْقِي خَلْقَهُ، وَأَرَانِي مُوسَى آدَمَ طَوِيلًا، سَبْطَ الشَّعْرِ، شَبَّهْتُهُ بِرِجَالِ أَزْدِ شَنُوءَةَ، وَأَرَانِي عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَبْعَةً أَبْيَضَ، يَضْرِبُ إِلَى الْحُمْرَةِ شَبَّهْتُهُ بِعُرْوَةَ بْنِ مَسْعُودٍ الثَّقَفِيِّ، وَأَرَانِي الدَّجَّالَ مَمْسُوحَ الْعَيْنِ الْيُمْنَى،

شَبَّهْتُهُ بِقَطَنِ بْنِ عَبْدِ الْعُزَّى، وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أَخْرُجَ إِلَى قُرَيْشٍ، فَأُخْبِرُهُمْ بِمَا رَأَيْتُ فَأَخَذْتُ بِثَوْبِهِ، فَقُلْتُ: إِنِّي أُذَكِّرُكَ اللَّهَ أَنَّكَ تَأْتِي قَوْمًا يَذُبُّونَكَ وَيُنْكِرُونَ مَقَالَتَكَ، فَأَخَافُ أَنْ يَسْطُوا بِكَ، قَالَتْ: فَضَرَبَ ثَوْبَهُ مِنْ يَدِي، ثُمَّ خَرَجَ إِلَيْهِمْ، فَأَتَاهُمْ وَهُمْ جُلُوسٌ فَأَخْبَرَهُمْ مَا أَخْبَرَنِي "، فَقَامَ جُبَيْرُ بْنُ مُطْعِمٍ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ لَوْ كُنْتُ شَابًّا كَمَا كُنْتُ مَا تَكَلَّمْتَ بِهِ، وَأَنْتَ بَيْنَ ظَهْرَانِيْنَا، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: يَا مُحَمَّدُ هَلْ مَرَرْتَ بِإِبِلٍ لَنَا فِي مَكَانِ كَذَا وَكَذَا؟ قَالَ: «نَعَمْ وَاللَّهِ، وَجَدْتُهُمْ قَدْ أَضَلُّوا بَعِيرًا لَهُمْ فَهُمْ فِي طَلَبِهِ» ، فَقَالَ: هَلْ مَرَرْتَ بِإِبِلٍ لِبَنِي فُلَانٍ، قَالَ: «نَعَمْ، فِي مَكَانِ كَذَا وَكَذَا قَدِ انْكَسَرَتْ لَهُمْ نَاقَةٌ حَمْرَاءُ فَوَجَدْتُهُمْ، وَعِنْدَهُمْ قَصْعَةٍ مِنْ مَاءٍ فَشَرِبْتُ مَا فِيهَا» ، قَالُوا: فَأَخْبِرْنَا عِدَّتَهَا وَمَا فِيهَا مِنَ الرُّعَاةِ، قَالَ: «قَدْ كُنْتُ عَنْ عِدَّتِهَا مَشْغُولًا» ، فَقَامَ فَأُتِيَ بِالْإِبِلِ فَعَدَّهَا وَعَلِمَ مَا فِيهَا مِنَ الرُّعَاةِ، ثُمَّ أَتَى قُرَيْشًا فَقَالَ: «سَأَلْتُمُونِي عَنْ إِبِلِ بَنِي فُلَانٍ فَهِيَ كَذَا وَكَذَا، وَفِيهَا مِنَ الرُّعَاةِ فُلَانٌ وَفُلَانٌ، وسَأَلْتُمُونِي عَنْ إِبِلِ بَنِي فُلَانٍ فَهِيَ كَذَا وَكَذَا، وَفِيهَا مِنَ الرُّعَاةِ ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ، وَفُلَانٌ وَفُلَانٌ، وَهِيَ مُصَبِّحَتُكُمْ بِالْغَدَاةِ عَلَى الثَّنِيَّةِ» ، قَالَ: فَغَدَوْا إِلَى الثَّنِيَّةِ يَنْظُرُونَ أَصْدَقَهُمْ مَا قَالَ، فاسْتَقْبَلُوا الْإِبِلَ، فَسَأَلُوا هَلْ ضَلَّ لَكُمْ بَعِيرٌ؟ قَالُوا: نَعَمْ، فَسَأَلُوا الْآخَرَ هَلِ انْكَسَرَتْ لَكُمْ نَاقَةٌ حَمْرَاءُ؟ قَالُوا: نَعَمْ، قَالُوا: فَهَلْ كَانَتْ عِنْدَكُمْ قَصْعَةٌ؟ قَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَنَا وَاللَّهِ وَضَعْتُهَا فَمَا شَرِبَهَا أَحَدٌ وَلَا هَرَاقُوهُ فِي الْأَرْضِ، وَصَدَّقَهُ أَبُو بَكْرٍ وَآمَنَ بِهِ فَسُمِّيَ يَوْمَئِذٍ الصِّدِّيقَ

سند میں عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ أَبِي الْمُسَاوِرِ مجروح ہے

ام ھانی سے یہ بھی مروی ہے کہ معراج کے وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم شعب ابی طالب میں تھے ، رات ان کے ہی گھر میں رکے ہوئے تھے
وعن ام ہانئ بنت ابی طالب: اسری بالنبی -علیہ السلام- من شِعب ابی طالب
تفسیر طبری میں ہے

حدثنا ابن حميد، قال: ثنا سلمة، قال: ثنا محمد بن إسحاق، قال: ثني محمد بن السائب، عن أبي صالح بن باذام عن أمّ هانئ بنت أبي طالب، في مسرى النبيّ صلى الله عليه وسلم، أنها كانت تقول: ما أُسري برسول الله صلى الله

عليه وسلم إلا وهو في بيتي نائم عندي تلك الليلة، فصلى العشاء الآخرة، ثم نام ونمنا، فلما كان قُبيل الفجر، أهبنا رسول الله صلى الله عليه وسلم فلما صلى الصبح وصلينا معه قال: "يا أمّ هانئ لَقَدْ صَلَّيْتُ مَعَكُم العِشاءَ الآخِرَةَ كَما رأيت بِهَذا الوَادِي، ثُمَّ جِئْتُ بَيْتَ المَقْدِسِ فَصَلَّيْتُ فِيهِ، ثُمَّ صَلَّيْتُ صَلاةَ الغَدَاةِ مَعَكُم الآنَ كَما تَرَينَ

ام ھانی نے کہا معراج نبی کو میرے گھر سے ہوئی

سند میں ابن اسحاق مدلس ہے اور ابو صالح ضعیف ہے – سند میں کلبی متروک بھی ہے

معجم ابو یعلی میں بھی ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْوَسَاوِسِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا ضَمْرَةُ بْنُ رَبِيعَةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي عَمْرٍو السَّيْبَانِيِّ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ مَوْلَى أُمِّ هَانِئٍ، عَنْ أُمِّ هَانِئٍ، قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِغَلَسٍ، وَأَنَا عَلَى فِرَاشِي [ص:43]، فَقَالَ: " شَعَرْتُ أَنِّي نِمْتُ اللَّيْلَةَ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، فَأَتَانِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَذَهَبَ بِي إِلَى بَابِ الْمَسْجِدِ، فَإِذَا دَابَّةٌ أَبْيَضُ، فَوْقَ الْحِمَارِ، وَدُونَ الْبَغْلِ، مُضْطَرِبُ الْأُذُنَيْنِ، فَرَكِبْتُهُ، فَكَانَ يَضَعُ حَافِرَهُ مَدَّ بَصَرِهِ، إِذَا أَخَذَ بِي فِي هُبُوطٍ طَالَتْ يَدَاهُ، وَقَصُرَتْ رِجْلَاهُ، وَإِذَا أَخَذَ بِي فِي صُعُودٍ طَالَتْ رِجْلَاهُ، وَقَصُرَتْ يَدَاهُ، وَجِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا يَفُوتُنِي، حَتَّى انْتَهَيْتُ إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ، فَأَوْثَقْتُهُ بِالْحَلْقَةِ الَّتِي كَانَتِ الْأَنْبِيَاءُ تُوثِقُ بِهَا، فَنُشِرَ لِي رَهْطٌ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ فِيهِمْ: إِبْرَاهِيمُ، وَمُوسَى، وَعِيسَى عَلَيْهِمُ السَّلَامُ، فَصَلَّيْتُ بِهِمْ، وَكَلَّمْتُهُمْ، وَأُتِيتُ بِإِنَاءَيْنِ: أَحْمَرَ وَأَبْيَضَ، فَشَرِبْتُ الْأَبْيَضَ، فَقَالَ لِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ: شَرِبْتَ اللَّبَنَ، وَتَرَكْتَ الْخَمْرَ، لَوْ شَرِبْتَ الْخَمْرَ لَارْتَدَّتْ أُمَّتُكَ. ثُمَّ رَكِبْتُهُ، فَأَتَيْتُ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ، فَصَلَّيْتُ بِهِ الْغَدَاةَ " قَالَتْ: فَتَعَلَّقْتُ بِرِدَائِهِ، وَقُلْتُ: أَنْشُدُكَ اللَّهَ يَا ابْنَ عَمِّ أَنْ تُحَدِّثَ بِهَذَا قُرَشِيًّا; فَيُكَذِّبَكَ مَنْ صَدَّقَكَ فَضَرَبَ بِيَدِهِ عَلَى رِدَائِهِ، فَانْتَزَعَهُ مِنْ يَدِي، فَارْتَفَعَ عَنْ بَطْنِهِ، فَنَظَرْتُ إِلَى عُكَنِهِ فَوْقَ إِزَارِهِ، وَكَأَنَّهُ طَيُّ الْقَرَاطِيسِ، وَإِذَا نُورٌ سَاطِعٌ عِنْدَ فُؤَادِهِ، كَادَ يَخْتَطِفُ بَصَرِي، فَخَرَرْتُ سَاجِدَةً، فَلَمَّا رَفَعْتُ رَأْسِي إِذَا هُوَ قَدْ خَرَجَ، فَقُلْتُ لِجَارِيَتِي نَبْعَةَ: وَيْحَكِ، اتْبَعِيهِ، فَانْظُرِي مَاذَا يَقُولُ، وَمَاذَا يُقَالُ لَهُ فَلَمَّا رَجَعَتْ نَبْعَةُ أَخْبَرَتْنِي [ص:44] أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْتَهَى إِلَى نَفَرٍ مِنْ قُرَيْشٍ فِي الْحَطِيمِ، فِيهِمُ الْمُطْعِمُ بْنُ عَدِيِّ بْنِ نَوْفَلٍ، وَعَمْرُو بْنُ هِشَامٍ، وَالْوَلِيدُ بْنُ الْمُغِيرَةِ، فَقَالَ: " إِنِّي صَلَّيْتُ اللَّيْلَةَ الْعِشَاءَ فِي هَذَا الْمَسْجِدِ، وَصَلَّيْتُ بِهِ الْغَدَاةَ، وَأَتَيْتُ فِيمَا بَيْنَ ذَلِكَ بَيْتَ الْمَقْدِسِ، فَنُشِرَ لِي رَهْطٌ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ، مِنْهُمْ: إِبْرَاهِيمُ، وَمُوسَى

وَعِيسَى عَلَيْهِمُ السَّلَامُ، فَصَلَّيْتُ بِهِمْ، وَكَلَّمْتُهُمْ " فَقَالَ عَمْرُو بْنُ هِشَامٍ كَالْمُسْتَهْزِئِ: صِفْهُمْ لِي فَقَالَ: «أَمَّا عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَفَوْقَ الرَّبْعَةِ، وَدُونَ الطَّوِيلِ، عَرِيضُ الصَّدْرِ، ظَاهِرُ الدَّمِ، جَعْدُ الشَّعْرِ، تَعْلُوهُ صُهْبَةٌ، كَأَنَّهُ عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُودٍ الثَّقَفِيُّ، وَأَمَّا مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَضَخْمٌ آدَمُ، طُوَالٌ، كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوءَةَ، كَثِيرُ الشَّعْرِ، غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ، مُتَرَاكِبُ الْأَسْنَانِ، مُقَلَّصُ الشَّفَتَيْنِ، خَارِجُ اللِّثَةِ، عَابِسٌ، وَأَمَّا إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَوَاللَّهِ لَأَشْبَهُ النَّاسِ بِي خَلْقًا وَخُلُقًا» فَضَجُّوا، وَأَعْظَمُوا ذَاكَ، فَقَالَ الْمُطْعِمُ بْنُ عَدِيِّ بْنِ نَوْفَلٍ: كُلُّ أَمْرِكَ قَبْلَ الْيَوْمِ كَانَ أَمَمًا غَيْرَ قَوْلِكَ الْيَوْمَ، أَنَا أَشْهَدُ أَنَّكَ كَاذِبٌ، نَحْنُ نَضْرِبُ أَكْبَادَ الْإِبِلِ إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ مُصْعِدًا شَهْرًا، وَمُنْحَدِرًا شَهْرًا، تَزْعُمُ أَنَّكَ أَتَيْتَهُ فِي لَيْلَةٍ؟، وَاللَّاتِ وَالْعُزَّى لَا أُصَدِّقُكَ، وَمَا كَانَ هَذَا الَّذِي تَقُولُ قَطُّ، وَكَانَ لِلْمُطْعِمِ بْنِ عَدِيٍّ حَوْضٌ عَلَى زَمْزَمَ، أَعْطَاهُ إِيَّاهُ عَبْدُ الْمُطَّلِبِ، فَهَدَمَهُ، فَأَقْسَمَ بِاللَّاتِ وَالْعُزَّى لَا يَسْقِي مِنْهُ قَطْرَةً أَبَدًا فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ: يَا مُطْعِمُ، بِئْسَ مَا قُلْتَ لِابْنِ أَخِيكَ جَبَهْتَهُ وَكَذَّبْتَهُ، أَنَا أَشْهَدُ أَنَّهُ صَادِقٌ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، صِفْ لِي بَيْتَ الْمَقْدِسِ. قَالَ: «دَخَلْتُهُ لَيْلًا، وَخَرَجْتُ مِنْهُ لَيْلًا» . فَأَتَاهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ [ص:45] السَّلَامُ، فَصَوَّرَهُ فِي جَنَاحِهِ، فَجَعَلَ يَقُولُ: «بَابٌ مِنْهُ كَذَا فِي مَوْضِعِ كَذَا، وَبَابٌ مِنْهُ كَذَا فِي مَوْضِعِ كَذَا» ، وَأَبُو بَكْرٍ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ عِنْدَهُ يَقُولُ: صَدَقْتَ، صَدَقْتَ. قَالَتْ نَبْعَةُ: فَسَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ يَقُولُ يَوْمَئِذٍ: «يَا أَبَا بَكْرٍ، إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ سَمَّاكَ الصِّدِّيقَ» قَالُوا: يَا مُطْعِمُ، دَعْنَا نَسْأَلْهُ عَمَّا هُوَ أَغْنَى لَنَا مِنْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ، يَا مُحَمَّدُ، أَخْبِرْنَا عَنْ عِيرِنَا، فَقَالَ: «أَتَيْتُ عَلَى عِيرِ بَنِي فُلَانٍ بِالرَّوْحَاءِ قَدْ أَضَلُّوا نَاقَةً لَهُمْ، وَانْطَلَقُوا فِي طَلَبِهَا، فَانْتَهَيْتُ إِلَى رِحَالِهِمْ لَيْسَ بِهَا مِنْهُمْ أَحَدٌ، وَإِذَا قَدَحُ مَاءٍ، فَشَرِبْتُ مِنْهُ، فَسَلُوهُمْ عَنْ ذَلِكَ» . فَقَالُوا: هَذَا وَالْإِلَهِ آيَةٌ. قَالَ: «ثُمَّ انْتَهَيْتُ إِلَى عِيرِ بَنِي فُلَانٍ، فَنَفَرَتْ مِنِّي الْإِبِلُ، وَبَرَكَ مِنْهَا جَمَلٌ أَحْمَرُ، عَلَيْهِ جَوَالِقُ مُخِيطٌ بِبَيَاضٍ، لَا أَدْرِي أَكُسِرَ الْبَعِيرُ أَمْ لَا، فَسَلُوهُمْ عَنْ ذَلِكَ» . قَالُوا: هَذِهِ وَاللَّهِ آيَةٌ قَالَ: «ثُمَّ انْتَهَيْتُ إِلَى عِيرِ بَنِي فُلَانٍ فِي التَّنْعِيمِ، يَقْدُمُهَا جَمَلٌ أَوْرَقُ، وَهَاهِيَ ذِهِ تَطْلُعُ عَلَيْكُمْ مِنَ الثَّنِيَّةِ» ، فَقَالَ الْوَلِيدُ بْنُ الْمُغِيرَةِ: سَاحِرٌ. فَانْطَلَقُوا، فَنَظَرُوا، فَوَجَدُوا الْأَمْرَ كَمَا قَالَ، فَرَمَوْهُ بِالسِّحْرِ، وَقَالُوا: صَدَقَ الْوَلِيدُ بْنُ الْمُغِيرَةِ فِيمَا قَالَ.
فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: {وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ فِي الْقُرْآنِ} [الإسراء: 60] قُلْتُ لِأُمِّ هَانِئٍ: مَا الشَّجَرَةُ الْمَلْعُونَةُ فِي الْقُرْآنِ؟ قَالَتِ: الَّذِينَ خُوِّفُوا، فَلَمْ يَزِدْهُمُ

التَّخْوِيفُ إِلَّا طُغْيَانًا كَبِيرًا

یہاں سند میں یحییٰ بن ابو عمرو متروک ہے

شیعہ کتاب الخرائج والجرائح از قطب الدین الراوندی المتوفی سنۃ 573 میں ہے

ومنها : أنه صلى الله عليه وآله لما رجع من السرى نزل على أم هاني بنت أبي طالب فأخبرها ، فقالت : بأبي أنت وأمي ، والله لئن أخبرت الناس بهذا ليكذبنك من صدقك وكان أبوطالب قد فقده تلك الليلة فجعل يطلبه ، وجمع بني هاشم ، ثم أعطاهم المدي وقال لهم : إذا رأيتموني قد دخلت وليس معي محمد ، فليضرب كل رجل منكم جليسه والله لانعيش نحن ، ولاهم ، وقد قتلوا محمدا . فخرج في طلبه وهو يقول : يا لها عظيمة إن لم يواف رسول الله صلى الله مع الفجر .

فتلقاه على باب أم هاني حين نزل من البراق ، فقال : يا ابن أخي ، انطلق فادخل بين يدي المسجد . وسل سيفه عند الحجر وقال : يا بني هاشم أخرجوا مداكم . فقال :لو لم أره ما بقي منكم شفر أو عشنا ، فاتقه قريش منذ يوم أن يغتالوه .

ثم حدثهم محمد صلى الله عليه وآله ، فقالوا : صف لنا بيت المقدس . قال : إنما دخلته ليلافأتاه جبرئيل فقال : انظر إلى هناك . فنظر إلى البيت ، فوصفه وهو ينظر إليه ، ثم نعت لهم ما كان لهم من عير ما بينهم وبين الشام

رسول اللہ جب معراج سے واپس لوٹے تو ام ہانی کے ہیں نازل ہوئے اور ان کو خبر دی - ام ہانی نے کہا اگر آپ لوگوں کو اس کی خبر کریں گے تو وہ جو آپ کی تصدیق کرتے ہیں وہ تک انکار کر دیں گے

معراج آسمانی کا آغاز صخرہ سے ہوا

راقم کو ایک ویڈیو دیکھنے کو ملی

https://www.youtube.com/watch?v=tP2cCRUeGso

https://www.youtube.com/watch?v=E03Xq8gtSPY

https://www.masrawy.com/islameyat/sera-hayat_elrasoul/details/2018/4/13/1324188/صخرة-المعراج-حيث-صعد-النبي-إلى-السموات-السبع

اس میں بتایا جا رہا ہے کہ مسجد الصخرہ کے نیچے موجود روحوں کے غار مغارة الأرواح سے معراج کا آغاز ہوا – صخرہ بیت المقدس ابن عباس سے منسوب روایت کے مطابق جنت کی چٹان ہے اور یہاں سے ایک پورٹل

Portal

کھل گیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس سے جنت میں داخل ہو گئے

ایک جگہ تحریر دیکھی جس میں ام ہانی سے منسوب ایک روایت میں ہے

اس کے بعد خواجہ عالم نے فرمایا نے جبرائیل علیہ السلام نے میرا ہاتھ پکڑا اور صخرۃ (پتھر) پر لے آئے، جب میں صخرۃ پر آیا، میں نے صخرۃ سے آسمان تک ایسی خوبصورت سیڑھی دیکھی کہ اس سے پہلے ایسی حسین چیز نہیں دیکھی تھی، روایت میں اس سیڑھی کی تعریف یوں بیان ہوئی ہے اس کے دونوں پہلو دو پنجروں کے مانند تھے ایک سرا زمین پر اور دوسرا آسمان پر تھا، ایک یا قوت سرخ کا بنا ہوا تھا اور دوسرا سبز زمرد ہے، اس کے پائیدان ایک سونے اور ایک چاندی کے جو موتیوں اور جواہرات سے آراستہ تھے بعض روایات میں ہے کہ اس کرسی کے زمرد کے دو پر

تھے اگر ایک پر کوان میں سے کھولتا تمام دنیا کو گھیر لیتا، اس سیڑھی پر پچاس منزلیں تھیں، ایک منزل سے دوسری منزل تک ستر ہزار سال کا راستہ تھا، تمام نے ایک دوسرے کو خوشخبری دی، میری طرف اشارہ کرتے تھے، یہ زینہ فرشتوں کی گزرگاہ بن گیا جو آسمان سے زمین پر اور زمین سے آسمان پر آتے جاتے تھے کہتے ہیں کہ ملک الموت قبض ارواح کے لیے اس سیڑھی سے نیچے اترتے ہیں اور کہتے ہیں کہ موت کے وقت جب آنکھیں خیرہ ہو جاتی ہیں تو وہ سیڑھی دکھائی دیتی ہے القصہ آنحضرت صحیح ترین روایات کے مطابق براق پر سوار ہوئے اور اس سیڑھی کے ذریعہ آسمان پر پہنچے، ایک روایت یہ ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نے مجھے فرمایا: آنکھیں بند کیجئے، جب کھولیں تو میں آسمان پر تھا

شیعہ کتاب بحار الانوار از المجلسی میں ہے

ابن عباس في خبر: وهبط مع جبرئيل ملك لم يطأ الارض قط، معه مفاتيح خزائن الارض، فقال: يا محمد إن ربك يقرئك السلام ويقول هذه مفاتيح خزائن الارض فإن شئت فكن نبيا عبدا وإن شئت فكن نبيا ملكا، فقال: بل أكون نبيا عبدا فإذا سلم من ذهب قوائمه من فضة، مركب باللؤلؤ والياقوت، يتلالا نورا وأسفله على صخرة بيت المقدس، ورأسه في السماء، فقال لي: اصعد يا محمد فلما اصعد السماء (1) رأى شيخا قاعدا تحت الشجرة و حوله أطفال فقال جبرئيل: هذا أبوك آدم

ابن عباس کی خبر میں ہے اور جبریل کے ساتھ فرشتہ اترا جو زمین پر اس سے قبل نہیں آیا تھا ,اس کے پاس زمین کے خزانوں کی چابییاں تھیں پس کہا اے محمد تمہارا رب تم کو سلام کہتا ہے اور کہتا ہے یہ زمین کے خزانوں کی کنجیاں ہیں - چاہو تو نبی بندے بنو اور چاہو تو نبی فرشتے بنو - پس رسول اللہ نے کہا میں نبی بندہ ہوں پس سونے کی سیڑھی بن گئی جس کے ڈنڈے چاندی کے تھے ، موتی اور یاقوت اس میں نصب تھے اور وہ نور سے جگمگا رہی تھی اور اس کا نچلا حصہ صخرہ پر نصب تھا اور اوپر کا حصہ آسمان میں جا رہا تھا- فرشتے نے کہا محمد اس پر چڑھو –

پس میں جب اس پر چڑھا تو آسمان میں ایک بوڑھے کو دیکھا جو درخت کے نیچے تھا اور اس کے گرد بچے تھے پس جبریل نے کہا یہ تمھارے باپ آدم ہیں

اس إقتباس میں دعوی کیا گیا ہے صخرہ سے ایک رستہ بنا جو جنت پر لے جا رہا تھا یا اس میں ایک سیڑھی نمودار ہوئی اور اس پر قدم رکھتے ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم جنت میں پہنچ گئے

توریت کتاب پیدائش باب ۲۸ میں ہے

بیت ایل میں یعقوب کا خواب

10 یعقوب بیرسبع سے حاران کی طرف روانہ ہوا۔
11 جب سورج غروب ہوا تو وہ رات گزارنے کے لئے رُک گیا اور وہاں کے پتھروں میں سے ایک کو لے کر اُسے اپنے سرہانے رکھا اور سو گیا۔
12 جب وہ سو رہا تھا تو خواب میں ایک سیڑھی دیکھی جو زمین سے آسمان تک پہنچتی تھی۔ فرشتے اُس پر چڑھتے اور اُترتے نظر آتے تھے۔ 13 رب اُس کے اوپر

یعقوب علیہ السلام نے خواب میں بیت ایل میں ایک سیڑھی دیکھی جس سے فرشتے آسمان سے اترتے چڑھتے ہیں – اسلامی شیعہ روایات میں اس سیڑھی کو معراج کی رات صخرہ میں دکھایا گیا ہے

بحار الانوار از مجلسی کی ایک اور روایت میں ہے

ثم أخذ جبرئيل بيدي إلى الصخرة، فأقعدني عليها، فإذا معراج إلى السماء لم أر مثلها حسنا وجمالا، فصعدت إلى السماء الدنيا ورأيت عجائبها وملكوتها

پھر جبریل نے صخرہ کو میرے آگے کیا اور میں اس پر بیٹھ گیا پس جب آسمان پر بلند ہوا تو اس

سے زیادہ حسین و جمیل منظر نہ دیکھا تھا – پس اسمان دنیا پر بلند کیا گیا اور اس کے عجائب و ملکوت کو دیکھا

یہاں ذکر ہے کہ سیڑھی نہیں خود صخرہ آسمان میں چلی گئی

اہل سنت کے مفسر الآلوسی کے مطابق

" من الأكاذيب المشهورة إنه لما إراد العروج صَعَدَ على صخرة بيت المقدس، وركب البراق، فمالت الصخرة وارتفعت لتلحقه، فأمسكتها الملائكة، ففي طرف منها إثر قدمه الشريف، وفي الطرف الآخر إثر إصابع الملائكة عليهم السلام، فهي واقفة في الهواء، قد انقطعت من كل جهة، لا يمسكها إلا الذي يمسك السماء إن تقع على الأرض سبحانه وتعالى" انتهى "روح المعاني" (15/ 9).

مشہور جھوٹی باتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (آسمان کی طرف بلند ہونے کا) ارادہ کیا تو صخرہ پر چڑھے اور براق پر سوار ہوئے تو یکایک صخرہ جھک کر قریب ہوئی گئ اور بلند ہوئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہو لے –اس صخرہ کو فرشتوں نے تھاما ، پس اس صخرہ پر ایک جانب اثر قدم رسول کا نشان ہے اور دوسری طرف فرشتوں کی انگلیوں کا نشان ہے ، اور صخرہ ہوا میں اب اس طرح معلق ہے کہ جہات اربعہ میں سے کسی بھی جہت میں یہ نہیں ہے بلا شبہ اس صخرہ کو اس طرح کو کوئی اور تھامنے والا نہیں ہے سوائے اس کے جس نے آسمان کو زمین پر گرنے سے تھاما ہوا ہے – سبحان اللہ

❑ ويقول شهاب الدين أبو محمود المقدسي في مخطوطة: «مثير الغرام إلى زيارة القدس والشام»، وهو يرفض التجاوز في تقديس المسجد الأقصى، والوصول به إلى ما فوق المنزلة المقبولة في عقيدة الإسلام: «قاتل اللَّه القصَّاصين والوضَّاعين، كم لهم من إفك على وهب وكعب، ولا شك في فضل هذا المسجد، ولكنهم قد غلَوا».

تذكير النفس بحديث القدس

واقدساه

تأليف

الدكتور سيد حسين العفاني

الجزء الرابع

الناشر
مكتبة معاذ بن جبل
ت ٠١٠٥٢٤٦٤٢٠

توزيع
دار العفاني
ت وفاكس ٠٨٢٣١٧٣٤٤

مقدسی نے کتاب مثیر الغرام میں کہا وہ حد سے گذر گئے جنہوں نے مسجد الاقصی کی تقدس میں غلو کیا

عربی میں معراج کا لفظ سیڑھی کے لئے بولا جاتا ہے اور وہ لوگ جو اس کے قائل ہیں کہ اس رات صخرہ سے اوپر گئے انہوں نے اسراء کے واقعہ کو معراج بولا ہے اور یہ لفظ غلط عام کی طرح مشہور ہے – روایات میں عرج بي إلى السماء کے الفاظ ہیں یعنی مجھ کو آسمان کی طرف بلند کیا گیا لیکن بعض شرح کرنے والوں اور باب قائم کرنے والوں نے ان الفاظ کو معراج یا سیڑھی میں بدلا ہے

سیڑھی کے وجود کو اہل سنت کے علماء نے قبول کیا ہے مثلا صلاح الدین یوسف کتاب واقعہ معراج اور اس کے مشاہدات میں کہتے ہیں

> * تیسری بڑی نشانی: معراج (سیڑھی) کے ذریعے سے نبی ﷺ کا آسمانوں پر لے جانا ہے۔ یہ کیسی عظیم الشان سیڑھی ہوگی جو آسمانوں پر چڑھنے کے لیے آپ کو مہیا کی گئی۔ براق کو آپ نے بیت المقدس میں باندھ دیا تھا۔ آسمانوں سے واپس آنے کے بعد آپ نے دوبارہ بیت المقدس سے مسجد حرام تک کا سفر اسی براق پر کیا۔

راقم کہتا ہے اس سیڑھی سے متعلق کوئی صحیح حدیث موجود نہیں ہے اور براق پر بیٹھے بیٹھے ہی آپ کو بیت المقدس دکھایا گیا اور اسی سے آسمان پر لے جایا گیا

شیعہ کتب میں بعض اوقات صخرہ کی اہمیت بہت زیادہ کر دی جاتی ہے اور بعض اوقات اس کو کم کیا جاتا ہے مثلا شیعہ کتاب الغیبۃ از ابن ابی زینب محمد بن ابراہیم النعمانی میں ہے کہ عامر بن واثلۃ نے ذکر کیا کہ ابو بکر کی وفات کے بعد عمر اور یہود کا مکالمہ ہوا جس میں علی نے اپنے لقمے دیے اور ایک موقعہ پر کہا

أخبرنا أبو العباس أحمد بن محمد بن سعيد ابن عقدة الكوفي، قال: حدثنا محمد بن المفضل بن إبراهيم بن قيس بن رمانة الاشعرى(1) من كتابه، قال: حدثنا إبراهيم بن مهزم، قال: حدثنا خاقان بن سليمان الخزاز، عن إبراهيم ابن أبي يحيى المدني(2)، عن أبي هارون العبدي، عن عمر بن أبي سلمة ربيب رسول الله(صلى الله عليه وآله) ; وعن أبي الطفيل عامر بن واثلة قال: قالا: " شهدنا الصلاة على أبي بكر حين مات فبينما نحن قعود حول عمر، وقد بويع إذ جاء ه فتى يهودي من يهود المدينة كان أبوه عالم اليهود بالمدينة، يزعمون أنه من ولد هارون .... قال علي: يا يهودي أما أول حجر وضع على وجه الارض فإن اليهود يقولون الصخرة التي في بيت المقدس، وكذبوا ولكنه الحجر الاسود، نزل به آدم من الجنة فوضعه في الركن والمؤمنون يستلمونه ليجددوا العهد والميثاق لله عزوجل بالوفاء.

اے یہودی جو پہلا پتھر زمین پر نصب کیا گیا وہ یہود کہتے ہیں صخرہ ہے جو بیت المقدس میں ہے اور یہ جھوٹ ہے - پہلا پتھر حجر اسود ہے جو آدم کے ساتھ نازل ہوا جس کو رکن میں نصب کیا گیا اور مومن اس کو استلام کرتے ہیں عہد وفا و میثاق کی تجدید کرتے ہیں

شیعہ کتاب کلمات الامام الحسين عليه السلام اعداد لجنة الحديث: محمود شريفي - سيد حسين زينا لی محمود احمديان - سيد محمود مدنی معهد تحقيقات باقر العلوم عليه السلام منظمة الاعلام الاسلامی دار المعروف للطباعة والنشر کے مطابق حسین نے ذکر کیا کہ علی کا ایک یہودی سے مکالمہ ہوا تو یہودی نے پوچھا کہ داود کے لئے تو دھات کو نرم کیا گیا - علی نے جوابا کہا

حدثنا أبو عتاب والحسين ابنا بسطام قال: حدثنا محمد بن خلف بقزوين - وكان من جملة علماء آل محمد صلوات اللّٰه عليهم أجمعين - قال: حدثنا الحسن بن علي الوشا، عن عبد اللّٰه بن سنان، عن أخيه محمد، عن جعفر الصادق عليه السلام، عن أبيه، عن جده، عن مولانا الحسين بن علي صلوات اللّٰه عليهم قال: عاد أمير المؤمنين على بن أبى طالب عليه السلام سلمان الفارسي ..... قال له علی عليه السلام: لقد كان كذالك، ومحمد صلى اللّٰه عليه واله قد اعطى ما هو افضل من انه لين اللّٰه له الصم الصخور الصلاب وجعلها غارا، لقد غارت الصخرة تحت يده ببيت المقدس لينة حتى صارت كهيئة العجين

ہاں ایسا ہی ہے اور محمد صلی اللہ علیہ و الہ ان کو اس سے بھی افضل عطا ہوا کہ اللہ نے ان کے ہاتھ پر سخت چٹان (صخرہ) کو نرم کیا اور بیت المقدس کا صخرہ ان کے ہاتھ میں ایسا ہو گیا جیسا کہ آٹے کا پیڑا

اسی کتاب میں ذکر ہے کہ کربلا میں قتل کے دن حسین سے سوال ہوا

ثم ساله عن أرواح المؤمنين أين تجتمع ؟ قال عليه السلام: (تجتمع تحت صخرة بيت المقدس ليلة الجمعة، وهو عرش اللّٰه الادنى، منها بسط الارض واليها يطويها ومنها استوى الى السماء. واما ارواح الكفار فتجتمع في دار الدنيا في حضرموت وراء مدينة اليمن، ثم يبعث اللّٰه نارا من المشرق ونارا من المغرب بينهما ريحان فيحشران الناس الى تلك الصخرة في بيت المقدس، فتحبس في يمين الصخرة وتزلف الجنة للمتقين، وجهنم في يسار الصخرة في تخوم الارضين وفيها الفلق والسجين، فتفرق الخلائق من عند الصخرة، فمن وجبت له الجنة دخلها من عند الصخرة، و من وجبت له النار دخلها من عند الصخرة

حسین سے پوچھا گیا کہ مومنوں کی روحیں کہاں جمع ہوتی ہیں ؟ امام نے فرمایا یہ جمعہ کی رات بیت المقدس کی چٹان کے نیچے جمع ہوتی ہیں اور وہ اللہ کا نچلا عرش ہے اسی سے زمین کو بھیلایا اور آسمان کو بلند کیا اور کفار کی روحیں یہ یمن کے شہر میں جمع ہوتی ہیں پھر اللہ آگ بھیجے گا مشرق سے اور مغرب سے ان کے بیچ میں خوشبو ہو گی پس لوگوں کو ہانکے کی بیت المقدس کی صخرہ کی جانب اور لوگوں کو صخرہ کے دائیں جانب قید کر دے گی اور جنت قریب لے آئے

جائے گی اور جہنم صخرہ کے بائیں طرف ہو گی زمینوں کے بیچ پر اس میں ایک شگاف ہو گا اور سجین ہو گی پس مخلوق صخرہ پر متفرق ہو جائے گی جس کے لئے جنت واجب ہو گی وہ چٹان میں چلا جائے گا اور جس پر جہنم واجب ہو گی وہ صخرہ کے گرد جو ہو گا اس میں چلا جائے گا

شیعہ کتاب شجرة طوبى - الشیخ محمد مهدی الحائری میں ہے

قال: فجاء رسول الله فدخل بيت المقدس فجاءه جبرئيل الى الصخرة فرفعها فأخرج من تحتها ثلاثة أقداح قدحا من لبن وقدحا من عسل وقدحا من خمر فناوله قدح من اللبن فشرب ثم ناوله قدح العسل فشرب ثم ناوله قدح الخمر فقال: قد رويت يا جبرئيل قال: أما إنك لو شربته ضلت أمتك وتفرقت عنك

معراج پر بیت المقدس پہنچنے پر آپ صلی اللہ علیہ و الہ بیت المقدس میں داخل ہوئے اور جبریل صخرہ پر آئے اس کو اٹھایا وہاں سے تین قدح لئے دودھ ، شہد اور شراب کا - - رسول اللہ پر ان کو پیش کیا گیا اور آپ نے دودھ اور شہد پی لیا لیکن شراب کو نہیں پیا – جبریل نے کہا اگر آپ شرب پی لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہوتی فرقوں میں بٹ جاتی

صخرہ بیت المقدس کی اہمیت پر معلوم ہوا کہ ابتدائی شیعہ فرقوں کا آپس میں اختلاف رہا تھا - بعض اس کو بڑھا چڑھا کر بیان کر رہے تھے اور بعض اس کی اہمیت کو گھٹا رہے تھے – حقیقت یہ ہے کہ صخرہ بیت المقدس کی کوئی اہمیت نہیں ہے یہ یہودی قصہ گوؤں کی بڑھ یا ایجاد ہے- اور صخرہ ہیکل سلیمانی کو یہودی مورخ جو سیفس کے مطابق رومن فوج نے حشر دوم پر توڑ توڑ کر برباد کر دیا حتی کہ زمین ہموار ہو گئی

فرشتوں کا سینگنی لگانے کا مشورہ

سنن ابن ماجہ کی ایک عجیب حدیث میں یہ ہے کہ فرشتوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مشورہ دیا کہ وہ اپنی امت کو سینگنی لگانے کا حکم کریں – سینگنی لگانا یعنی جسم کے کسی حصے پر یا سر پر کٹ لگا کر وہاں زخم سے خون رسوایا جاتا تھا جس کو سینگ میں بھر لیا جاتا تھا – بعض کہتے ہیں اس سینگ کو

Cupping Therapy

کی طرح بھی جسم پر لگایا جاتا تھا جس میں زخم لگانا ضروری نہیں ہے – بہر حال یہ عمل حدیث سے ثابت ہے سنت ہے اور علاج کا ایک طریقہ ہے

اب اس روایت کا ذکر کرتے ہیں

حَدَّثَنَا جُبَارَةُ بْنُ الْمُغَلِّسِ قَالَ: حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ سُلَيْمٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " مَا مَرَرْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي بِمَلَأٍ، أَلَّا قَالُوا: يَا مُحَمَّدُ، مُرْ أُمَّتَكَ بِالْحِجَامَةِ "

''میں معراج کی رات فرشتوں کے جس گروہ کے پاس سے بھی گزرتا وہ یہی کہتا: اے محمد (ﷺ)! اپنی امت کو سینگی لگوانے کا حکم دیں۔''[1]

اس کی سند ضعیف ہے - جُبَارَةُ بْنُ الْمُغَلِّسِ اور كَثِيرُ بْنُ سُلَيْمٍ دونوں ضعیف ہیں

البتہ البانی نے اس کو صحیح کہہ دیا ہے – شعیب کہتے ہیں

إسناده ضعيف، جبارة وكثير كلاهما ضعيف.

طبرانی اوسط میں انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

حَدَّثَنَا بَكْرٌ قَالَ: نا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: نا كَثِيرُ بْنُ سُلَيْمٍ الْيَشْكُرِيُّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، ... وَبِهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي مَا مَرَرْتُ عَلَى مَلَأٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ إِلَّا قَالُوا: مُرْ أُمَّتَكَ بِالْحِجَامَةِ»

سند میں كثير بن سليم الضبى البصرى متروک ہے

ضعفه ابن المديني، وأبو حاتم.

وقال النسائي: متروك.

وقال أبو زرعة: واه.

مسند البزار میں ہے

حَدَّثنا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: حَدَّثنا عَبد اللَّهِ بن صالح، حَدَّثنا الْعَطَّافُ، عَن نافعٍ، عَن ابْنِ عُمَر، عَن النَّبِيّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيه وَسَلَّم قَالَ: مَا مررت بسماء من السَّماوات إِلَّا قَالَتِ الْمَلائِكَةُ: يَا مُحَمَّدُ مُرْ أُمَّتَكَ بِالْحِجَامَةِ فَإِنَّهُ خَيْرُ مَا تَدَاوَوْا بِهِ الْحِجَامَةُ وَالْكُسْتُ وَالشُّونِيزُ.

ابن عمر سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں جس آسمان پر سے بھی گزرتا وہاں فرشتے کہتے اے محمد اپنی امت کو حکم کریں حجامہ کا کیونکہ اس میں خیر ہے

سند میں العطاف بن خالد المدنى ہے جو ضعیف ہے

قال أبو أحمد الحاكم: ليس بالمتين عندهم.

غمزه مالك.

وقال البخاري: لم يحمده مالك.

قال أبو حاتم وغيره: ليس بذاك

ابن عبّاس سے بھی مروی ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ،

يَقُولُ: كَانَ لِابْنِ عَبَّاسٍ، غِلْمَةٌ ثَلَاثَةٌ حَجَّامُونَ "فَكَانَ اثْنَانِ مِنْهُمْ يُغِلَّانِ عَلَيْهِ وَعَلَى أَهْلِهِ وَوَاحِدٌ يَحْجُمُهُ وَيَحْجُمُ أَهْلَهُ" قَالَ: وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: قَالَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "نِعْمَ العَبْدُ الحَجَّامُ، يُذْهِبُ الدَّمَ، وَيُخِفُّ الصُّلْبَ، وَيَجْلُو عَنِ البَصَرِ" وَقَالَ: "إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ عُرِجَ بِهِ مَا مَرَّ عَلَى مَلَإٍ مِنَ المَلَائِكَةِ إِلَّا قَالُوا: عَلَيْكَ بِالحِجَامَةِ " , (ت) 2053 [قال الألباني]: صحيح لغيره , انظر الصحيحة: 5/ 334 , المشكاة: 4470

- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ الرَّبِيعِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ مَنْصُورٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: " مَا مَرَرْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي، بِمَلَإٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ، إِلَّا كُلُّهُمْ يَقُولُ لِي: عَلَيْكَ، يَا مُحَمَّدُ بِالْحِجَامَةِ " , (جة) 3477 [قال الألباني]: صحيح

سند میں عباد بن منصور الناجی ضعیف ہے

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا عبد الله الدورقي، حَدَّثَنَا يَحْيَى قال عباد بن منصور ضعيف الحديث.

وقال النسائي عباد بن منصور البصري ضعيف

وقال الساجي: ضعيف مدلس

ابن مسعود سے ترمذی میں مروی ہے

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ بُدَيْلٍ الكُوفِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنِ القَاسِمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ هُوَ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: "حَدَّثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لَيْلَةِ أُسْرِيَ بِهِ أَنَّهُ لَمْ يَمُرَّ عَلَى مَلَإٍ مِنَ المَلَائِكَةِ إِلَّا أَمَرُوهُ أَنْ مُرْ أُمَّتَكَ بِالحِجَامَةِ": وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ مَسْعُودٍ

سند میں عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِسْحَاقَ ضعیف ہے

یہ تمام ضعیف اسناد ہیں اور ان میں بصریوں کا تفرد ہے

حواشی

[1] شیعہ کتاب بحار الانور میں ملا مجلسی نے لکھا ہے

اختلف الناس في المعراج: فالخوارج ينكرونه، وقالت الجهمية: عرج بروحه دون جسمه على طريق الرؤيا، وقالت الامامية والزيدية والمعتزلة بل عرج بروحه وبجسمه إلى بيت المقدس

لوگوں کا اختلاف ہے معراج پر ، خوارج اس کا انکار کرتے ہیں – الجهمية کہتے ہیں روح کو معراج ہوئی جسم کے بغیر نیند کی طرح ، الامامية اور الزيدية اور المعتزلة کہتے ہیں بلکہ روح سمیت جسمانی معراج ہوئی بیت المقدس تک

اہل سنت و تشیع کے مورخ ابن اسحق اس کے قائل تھے کہ معراج ایک خواب تھا جبکہ راقم اس کا رد کرتا ہے

واقعہ اسری میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو براق پر سوار کیا گیا اور اسی کے ذریعہ آسمان پر لے جایا گیا اور اس کو حدیث میں عرج بی یعنی مجھ کو بلند کیا گیا کہا گیا ہے – متاخرین نے اس عرج بی کو اسم بنا دیا اور معراج کا نام دیا ہے اور پھر یہ روایات مشہور کی گئیں کہ بیت المقدس میں صخرہ پر ایک سیڑھی بنی اور اس

سے آپ جنت میں چلے گئے – یہ روایات باطل ہیں –

اہل حدیث یوسف صلاح الدین کتاب واقعہ معراج اور اس کے مشاہدات میں لکھتے ہیں

معراج، عَرَجَ یَعْرُجُ سے اسم آلہ ہے جس کے معنی: ''چڑھنے کے ہیں۔'' معراج کے معنی ہوں گے: ''چڑھنے کا آلہ'' یعنی سیڑھی۔ مسجد اقصیٰ سے نبی ﷺ کو آسمانوں پر لے جایا گیا، اس کے لیے نبی ﷺ نے حدیث میں عُرِجَ بِي ''مجھے آسمانوں پر چڑھایا گیا'' کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ علاوہ ازیں بعض روایات میں معراج ''سیڑھی'' کا ذکر بھی ملتا ہے کہ اس کے ذریعے سے آسمانوں پر لے جایا گیا۔ اس لیے آسمانی سفر کے اس دوسرے حصے کو معراج کہا جاتا ہے۔ اس کا کچھ ذکر اللہ تعالیٰ نے سورۂ نجم میں کیا ہے اور دیگر تفصیلات احادیث میں بیان ہوئی ہیں۔

لیکن اس کتاب میں سیڑھی یا معراج کے وجود پر کوئی بھی صحیح السند روایت دینے سے یوسف ناکام رہے- راقم سیڑھی کے وجود کو رد کرتا ہے اور عرج بی کا مطلب لیتا ہے کہ براق پر ہی آسمان پر بلند کیا گیا اور بیت المقدس میں زمین پر قدم نہیں رکھا بلکہ اس کو فضا میں رہتے ہوئے دیکھا اس کا ذکر صحیح ابن حبان میں حذیفہ رضی اللہ عنہ کی سند سے آیا ہے

[2] سورہ الاسراء میں بتایا گیا کہ رومیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کے دور کی مسجد الاقصی کی اینٹ سے اینٹ بجا دی اور ہر اس چیز کو تباہ کر دیا جس پر ان کا ہاتھ پڑا بالکل اسی طرح جس طرح اس سے پہلے اس کو اشوریوں کے ذریعہ تباہ کیا گیا - اللہ کا عذاب بن کر اشوری یروشلم پر پڑے اور انہوں نے حشر اول کیا اس کے بعد رومیوں نے حشر دوم کیا-مسجد الاقصی ۷۰ بعد مسیح میں رومیوں نے مسمار کی اور انجیل کے مطابق یہ عیسیٰ کی زبان سے اہل کتاب پر لعنت تھی کہ اس مسجد کا ایک پتھر بھی اپنی جگہ نہ رہے گا یہاں تک کہ اس کا نشان مٹا دیا گیا اور صخرہ چٹان تک کو کھود دیا گیا اس وجہ سے اس کا مقام انسانوں سے محو ہو گیا- اصل مسجد الاقصی کا نام و نشان تک مٹا دیا گیا تھا – معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت المقدس شہر دکھایا گیا اور کفار مکہ نے بھی اسی شہر پر سوالات کیے وہاں کوئی فریکل مسجد تھی ہی نہیں لہذا جو بھی دیکھا وہ اصلی مسجد الاقصی اور اس کا معجزاتی ماحول تھا جو اللہ کی قدرت کا نمونہ تھا کہ اسی مسجد کو اس کی اصل حالت میں دکھایا گیا جبکہ وہ وہاں تباہ شدہ حال میں تھی یعنی یہ ایک نشانی تھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خاص تھی - ایک بات سمجھنے کی ہے اور قرآن میں یہی بات سورہ الاسراء کے شروع میں بیان ہوئی ہے اور معراج کے ساتھ مسجد الاقصی کی تباہی کا خاص ذکر ہے تاکہ غور کرنے والے بات سمجھیں -

یروشلم کے لئے بیت المقدس کا لفظ بہت بعد میں مستعمل ہوا مشرکین مکہ اس شہر کو عیلیا کہتے تھے

بیت المقدس اصلا یہود کی زبان کا لفظ ہے عرب مشرکین اس کو عیلیا کہتے تھے جو اصل میں

AELIA CAPITOLINA

ہے جو ایک رومن کالونی تھی جو ہیرود کے شہر پر بنی

عیلیا کپٹلونا کو رومن ملٹری کیمپ بنانے کا حکم شاہ ہیڈرین

Hadrian

نے دیا جو رومن سلطنت کا ١٤ واں بادشاہ تھا اس کا مکمل نام تھا

Publius Aelius Hadrianus Augustus

لہذا اپنے نام

Aelius

پر اس نے یروشلم کا نام رکھا جو بعد میں ایلیا میں بدل گیا

CAPITOLINA

کا مطلب دار الحکومت ہے یعنی ایسا مقام جہاں سے اس صوبے کی عمل داری ہو گی اسی سے انگریزی لفظ کیپٹل نکلا ہے

واضح رہے کہ شاہ ہیڈرین کے وقت اس شہر میں نہ عیسائیوں کے کلیسا تھے نہ یہود کے معبد تھے کیونکہ اس

دور میں یروشلم تباہ شدہ کھنڈرات کا شہر تھا – مشرک رومی فوجیوں نے اس شہر میں ۱۳۵ بعد مسیح میں پڑاو کیا اور وہاں یہودی بدعتی فرقہ عیسیٰ کے ماننے والوں کو انے دیا اور یہود کا داخلہ بند رہا – سن ۳۲۵ ع ب م میں رومن بادشاہ کونسٹنٹین عیسائی ہوا جو دین متھرا پر تھا – اس وقت اس شہر پر متھرا دھرم کا راج تھا اور تمام مندر اسی مذهب والوں کے تھے جن میں رومیوں کی کثرت تھی جو اجرام فلکی اور برجوں کے پجاری تھے – متھرا اصلا ایک فارسی مذهب تھا لیکن اس کی اپیل بہت تھی انہی کا تہوار نو روز ہے جس کو آج تک ایران سے لے کر ترکی تک منایا جاتا ہے – عیلیا کپٹلونا کو مختصر کر کے اور ساتھ ہی اس لفظ کو تبدیل کر کے اہل کتاب اور مسلمانوں نے ایلیا کہنا شروع کر دیا جبکہ ایلیا عبرانی میں ایک نبی کا نام تھا نہ کہ اس شہر کا نام– یہ ایک تاریخی غلط العام چیز ہے- اہل کتاب میں ایلیا اصل میں عیسیٰ سے **9** صدیوں قبل انے والے ایک نبی الیاس علیہ السلام کا نام ہے جو یروشلم میں نہیں آئے تھے ان کا نام انگریزی میں

Elijah

ہے جو شمال میں ایک علاقے میں آئے تھے اور یروشلم میں کبھی بھی نہیں آئے

جب عمر رضی اللہ عنہ ۱۷ ہجری میں بیت المقدس میں داخل ہوئے تو طبری کی تاریخ کی ایک بے سند روایت میں ہے کہ ان کے ساتھ أبو إسحاق كعب بن ماتع الحميرى اليمنى(یمن کے حبر یعنی یہودی عالم تھے- عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں ایمان لائے لیکن شاید ہی انہوں نے کبھی مسجد الاقصی کا سفر کیا ہو کیونکہ یہودی ہونے کی وجہ سے ان پر یروشلم میں داخلے پر پابندی تھی- انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا کہ الصخرہ پر مسجد الاقصی تھی - عمر رضی اللہ عنہ نے اجتہاد سے کام لیا اور مسجد الاقصی کو الگ رومی فورٹ انتونیا (پرایتروریم) پر ایک مقام پر بنایا اور وہ یروشلم کا سب سے اونچا مقام تھا – لہذا مسجد الاقصی ایک غیر متنازعہ جگہ بنائی گئی- بعض مسلمانوں کو روایات میں الفاظ ملے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے یروشلم میں محراب داودی پر نماز پڑھی لیکن ان محققین کو خود نہیں پتا کہ محراب داودی کی کوئی اصل نہیں – یہ اصل میں جافا گیٹ

Jaffa Gate

ہے جو عمر رضی اللہ عنہ کی بنائی مسجد (موجودہ الاقصی) سے بہت دور شہر کا مخالف سمت میں دروازہ ہے جو یقینا داود علیہ السلام کا بنایا ہوا نہیں ہے بلکہ رومیوں کی تعمیر ہے اس کو بعض باب الخلیل بھی کہتے ہیں -عمر رضی اللہ عنہ کی بنائی ہوئی مسجد الاقصی اصل میں عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے اجتہاد سے بنائی –

عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم نہ تھا کہ اصل مسجد کہاں تھی نہ کسی اور صحابی نے اس کے مقام سے متعلق کوئی مرفوع حدیث میں بیان کردہ کوئی ایسی نشانی بتائی جس سے اس تک پہنچا جاتا- تاریخ طبری کے مطابق عمر کو ایک نو مسلم سابقہ یہودی کعب الاحبار سے معلومات لینی پڑیں - طبری کی عمر رضی اللہ عنہ اور کعب کے مکالمے کی اس روایت کی سند ہے

وعن رجاء بْن حيوة، عمن شهد، قال

جس میں مجہول راوی ہے

مسند احمد کی روایت ہے

حدثنا أسود بن عامر حدثنا حماد بن سلمة عن أبي سنان عن عُبيد بن آدم وأبي مريم وأبي شعيب: أن عمر بن الخطاب كان بالجابية، فذكر فتح بيت المقدس، قال: فقال أبو سلمة: فحدثني أبو سنان عن عبيد بن آدم قال: سمعت عمر بن الخطاب يقول لكعب: أين ترى أن أصلي؟ فقال: إن أخذت عني صليت خلف الصخرة فكانت القدس كلها بين يديك! فقال عمر: ضاهيت اليهودية، لا، ولكن أصلى حيث صلى رسول الله – صلى الله عليه وسلم -، فتقدم إلى القبلة فصلى، ثم جاء فبسط رداءه، فكنس الكناسة في ردائه وكنس الناس

.

أبو سنان ، عبید بن آدم سے روایت کرتا ہے کہ میں نے سنا عمر رضی اللہ عنہ نے کعب سے پوچھا کہ تمہاری رائے میں کہاں نماز پڑھیں ؟ کعب نے کہا اگر میں پڑھوں تو صخرہ سے پیچھے پڑھوں گا اس طرح پورا قدس آپ کے سامنے ہو گا پس عمر نے کہا یہودیوں کی گمراہی ! نہیں ہم نماز پڑھیں گے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی پس آگے بڑھ کر قبلہ کی طرف نماز پڑھی

اس کی سند میں أَبُو سِنَانٍ عِيسَى بْنُ سِنَانٍ الْقَسْمَلِيُّ ہے جس کی تضعیف محدثین نے کی ہے ابو حاتم کہتے ہیں ليس بقوي في الحديث حدیث میں قوی نہیں ہے ابن معین وأحمد بن حنبلاس کو ضعیف کہتے ہیں اور أبو زرعة اس کو مخلط ضعيف الحديث کہتے ہیں الذہبی کہتے ہیں ضعیف ہے متروک نہیں ہے ابن حجر لين الحديث کہتے ہیں البیہقی سنن الکبری میں ضعیف کہتے ہیں المعلمي بھی ضعیف کہتے ہیں یہ روایت صرف بصرہ کی ہے کیونکہ اس راوی نے اسکو بصرہ میں بیان کیا ہے اسکی وفات **141 – 150** ھ کے دوران ہوئی ہے

مسند احمد کی روایت کی سند میں عبید بن ادم بھی مجہول ہے – المعلمي کہتے ہیں لم يُذْكرْ له راوٍ إلا أبو سنان اس سے صرف ابو سنان ہی روایت کرتا ہے

شعیب الأرناؤوط کہتے ہیں اسکی سند ضعیف ہے- حیرت ہے کہ اس روایت کو ابن کثیر اور احمد شاکر حسن کہتے ہیں

کتاب فضائل بیت المقدس از المقدسی کی روایت کی ابو سنان کی روایت ہے

أَبُو أُسَامَةَ عَنْ عِيسَى بْنِ سَنَانَ الشَّامِيِّ عَنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ عُمَرَ فِي كَنِيسَةٍ يُقَالُ لَهَا كَنِيسَةُ مَرْيَمَ فِي وَادِي جَهَنَّمَ قَالَ ثُمَّ دَخَلْنَا الْمَسْجِدَ فَقَالَ عُمَرُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّيْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي فِي مَقْدِمِ الْمَسْجِدِ ثُمَّ دَخَلْتُ إِلَى الصَّخْرَةِ إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ
ابو سنان ، المغیرہ سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتا ہے کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ چرچ میں نماز پڑھی جس کو مریم کا چرچ کہا جاتا ہے جو وادی جہنم میں ہے – کہا پھر ہم مسجد میں آئے اور عمر نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معراج کی رات میں نے مسجد کے مقام پر نماز پڑھی پھر صخرہ آیا اور بیت المقدس شہر میں داخل ہوا

ابو سنان کی یہ دونوں روایآت ضعیف ہیں - قبروں پر نماز پڑھنا منع ہے – عمر رضی اللہ عنہ , مریم علیہ السلام کی قبر پر نماز کیوں پڑھتے – یہ نحوست ابو سنان کی ہے - ابو سنان کی بیت المقدس کی ان روایات میں تفرد ہے انکو کوئی اور بیان نہیں کرتا خود یہ فلسطین کے ہیں اور بصرہ جا کر اس قسم کی روایات بیان کی ہیں - دوسری تاریخی روایات کے مطابق تو عمر رضی اللہ عنہ نے کسی چرچ میں نماز نہ پڑھی

کتاب ابن تیمیة (اقتضاء الصراط المستقیم) میں اور ابن القیم (المنار المنیف) میں اور محمد بن إبراهيم بن عبد اللطيف آل الشيخ (المتوفى: **1389**هـ) اپنے فتاوی ورسائل میں بیان کرتے ہیں کہ

عن كعب أنه قال: قرأت في " التوراة" أن الله يقول للصخرة أنت عرشي الأدنى إلخ ...
كذب وافتراء على الله، وقد قال عروة بن الزبير لما سمع ذلك عن كعب الأحبار عند عبد الملك بن مروان قال عروة: سبحان الله؟

کعب سے روایت کیا جاتا ہے کہ اس نے توریت میں سے پڑھا ہے شک اللہ صخرہ کے لئے کہتا ہے تو میرا نچلا عرش ہے ... محمد بن ابراہیم نے کہا یہ جھوٹ ہے اور بے شک عروہ نے جب اسکو سنا عبد الملک سے تو کہا سبحان اللہ

یعنی لوگوں کے بقول صخرہ پر تعمیر کے وقت کعب الاحبار کے اقوال سے دلیل لی گئی - عمر اور کعب کی صخرہ کے حوالے سے بحث فرضی اور من گھڑت قصہ ہے اس کی کوئی صحیح سند نہیں ہے اور ۱۵۰ سال بعد کی قصہ گوئی ہے

عیسائیوں کے مطابق : کہا جاتا ہے کہ الصخرہ پر عیسائیوں کا ایک چرچ ، چرچ اف ہولی وسڈوم تھا جس کو ٦١٤ ع میں فارس والوں نے تباہ کیا – یہ وہی حملہ تھا جس کا ذکر سورہ الروم میں ہے کہ روم پر(فارسی) غالب آ گئے – شاید اسی کلیسا کا ملبہ الصخرہ پر تھا- اس کا تذکرہ عیسائیوں کی کتاب زیارت میں ملتا ہے جس کا عنوان ہے

Bordeaux Pilgrim

سن ۳۳۳ ع میں ایک عیسائی زائر نے یروشلم کا دورہ کیا اور بتایا کہ قلعہ انتونیا پر ایک چٹان پر ایک چرچ ہے جہاں پلاٹس نے عیسیٰ پر فیصلہ سنایا – اس چٹان کا یہودی مورخ جوسیفس نے بھی ذکر کیا ہے

The tower of Antonia…was built upon a rock fifty cubits high and on all sides precipitous…the rock was covered from its base upwards with smooth flagstones"

(Jewish War, V.v,8 para.238)

انتونیا کا مینار جو ۵۰ کیوبت بلند اور تمام طرف سے عمودی ہے اس نے چٹان کو گھیرا ہوا ہے اس کی تہہ سے اوپر تک پتھر جڑے ہیں

یعنی ہیرود کے رومی قلعہ پر بھی ایک چٹان تھی اسی کو اب الصخرہ کہا جاتا ہے

عیسائیوں میں یہ مشہور ہوا کہ اور اس پر عیسیٰ کے قدم کے نشان ہیں (جیسے ہم مقام ابراہیم کے لئے مانتے ہیں کہ اس پر ابراہیم علیہ السلام کے قدم کے نشان تھے) کہ جب ان سے رومی تفتیش کر رہے تھے ان کو اس چٹان پر کھڑا کیا گیا اسلام کے مطابق ایسا کوئی موقعہ ہی نہیں آیا عیسیٰ کا اس سب سے قبل رفع ہو گیا لیکن عسائیوں کو اپنے مذہب کی حقانیت کے لئے کچھ اقوال درکار تھے جس میں سے ایک یہ بھی ہے

– شاید یہی وجہ کے کہ عبد الملک نے قبہ الصخرہ کی عمارت پر جو آیات لکھوائیں ان میں عیسیٰ کی الوہیت کا انکار ہے اور ہیکل کی تباہی سے متعلق ایک آیت بھی نہیں-

صلاح الدین ایوبی کے دور کے عزالدین الزنجلی نے اس جھگڑے کو ختم کرنے کے لئے اسی پلیٹ فارم پر ایک قبہ المعراج بنوایا جہاں آج بھی عیسائی آ کر رفع عیسیٰ کی تقریبات کرتے ہیں – صلیبی جنگوں کا اصل مدعآ تھا کہ قبہ الصخرہ اصل میں ایک چرچ ہے جیسے سوفیا چرچ یا چرچ اف ہولی وسڈوم کہا جاتا تھا جب بیت المقدس عسائیوں سے آزاد ہوا تو اس مسئلہ کو سمجھتے ہوئے اسی پلیٹ فارم پر ایک نیا قبہ رفع

Dome of Ascension

بنا دیا گیا اور مسلمانوں کے لئے اس کو قبہ المعراج کہا گیا

صلیبی عسائیوں نے یروشلم پر قبضہ ہی اس مقام کی اہمیت کی وجہ سے کیا- اب کتاب البدایہ و النہایہ از ابن کثیر کی ایک بے سند روایت کا قول جو روینا یعنی ہم سے روایت کیا گیا ہے سے شروع ہو رہا ہے اس میں لکھا ہے

وَقَدْ كَانَتِ الرُّومُ جَعَلُوا الصَّخْرَةَ مَزْبَلَةً ; لِأَنَّهَا قِبْلَةَ الْيَهُودِ، حَتَّى إِنَّ الْمَرْأَةَ كَانَتْ تُرْسِلُ خِرْقَةَ حَيْضَتِهَا مِنْ دَاخِلِ الْحَوْزِ لِتُلْقَى فِي الصَّخْرَةِ

اور اہل روم نے صخرہ کو کوڑا ڈالنے کی جگہ بنایا ہوا تھا کہ یہ یہود کا قبلہ ہے یہاں تک کہ انکی عورتیں اپنے حیض کا کپڑا بھی اس پر پھینکتیں

عیسائیوں میں حیض کوئی نا پاک چیز نہیں رہی تھی – یہ توریت کا حکم تھا جو ان کے مطابق عیسیٰ کے انے پر معطل ہو چکی ہے

صلیبی عسائیوں نے قبہ الصخرہ کو

Templum Domini

کا نام دیا اور یہ اس دور کا ایک مقدس چرچ تھا اس کو انکی مہروں پر بھی بنایا گیا – جبکہ موجودہ مسجد الاقصی کو انہوں نے محل میں تبدیل کر دیا- اب پروٹسٹنٹ کے نزدیک صلیبیوں کی طرح قبہ متبرک ہے اصل ہیکل سلیمانی کا مقام ہے

موسی علیہ السلام جب مصر میں تھے تو قبلہ مسلمانوں کے گھر تھے

وَأَوْحَيْنَا إِلَى مُوسَى وَأَخِيهِ أَنْ تَبَوَّآ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوتًا وَاجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ قِبْلَةً وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ

سوره یونس

مسلمانوں نے اس آیت کے مفہوم کو مسخ کرنے کی کوشش کی ہے لهذا التَّفْسِيرُ البَسِيْط از الواحدی میں ہے کہ
وَاجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ قِبْلَةً}، قال يريد: إلى الكعبة گھروں سے مراد کعبہ ہے

تفسیر ابن جریر طبری میں اس کی سند ہے
حدثنا ابن حميد قال، حدثنا حكام، عن محمد بن عبد الرحمن بن أبي ليلى، عن المنهال، عن سعيد بن جبير، عن ابن
عباس: (واجعلوا بيوتكم قبلة) ، يعني الكعبة.
جس پر التَّفْسِيرُ البَسِيْط کے عرب محقق کہتے ہیں
من رواية محمد بن عبد الرحمن بن أبي ليلى عن المنهال بن عمرو الأسدي; والأول سيء الحفظ جدًا، فاحش
الخطأ، كثير المناكير كما في "تهذيب التهذيب" **3/ 627**، والثاني صدوق ربما وهم كما في "التقريب" (**6918**).
اس کی سند میں محمد بن عبد الرحمان بن ابی لیلی ہے جو خراب حافظہ اور فحش غلطیاں کریا ہے دوسرا
المنہال ہے جو وہمی ہے

وابن جريج عن ابن عباس قال: كانت الكعبة قبلة موسى ومن معه
اور ابن جریج نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ کعبہ موسی اور جو ان کے ساتھ تھے ان کا قبلہ تھا
لیکن التَّفْسِيرُ البَسِيْط کے عرب محقق کہتے ہیں اس میں ابن جریج کا عنعنہ ہے اور یہ مدلس ہے

اسی تفسیر میں دوسرا قول ابن عباس سے منسوب ہے
فأُمروا أن يتخذوا مساجد في بيوتهم ويصلوا فيها خوفًا من فرعون (**3**)، وهذا قول ابن عباس في رواية عكرمة (**4**)،
وإبراهيم (**5**)، وابن زيد (**6**)، والربيع (**7**)، وأبي مالك (**8**)، والسدي (**9**)، والضحاك (**10**)، واختيار الفراء (**11**)،
والزجاج (**12**).
جس کے مطابق مصر میں فرعون کے خوف سے گھروں کو قبلہ کیا یہ ابن عباس کا قول ہے
جس کو ٨ شاگردوں نے بیان کیا ہے

کعبہ کو قبلہ موسی کے لئے مقرر نہیں کیا گیا نہ یہ حکم توریت میں ہے اور خود سنت داود پر عمل کرتے ہوئے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ١٧ ماہ یروشلم کی طرف رخ کر کے نماز پڑھی ہے

مصر کے بعد بنی اسرائیل کے لئے دشت میں خیمہ ربانی قبلہ تھا کیونکہ ٤٠ سال تک ان پر سمت واضح نہیں رہی تھی

پھر فتح یروشلم یا کنعان کے بعد داود علیہ السلام کو حکم ہوا کہ بیت المقدس تعمیر کریں اور وہ قبلہ ہوا

یہودی روایات کے مطابق خروج مصر سے لے کر داود علیہ السلام کے بادشاہ بننے تک ٤٣٦ سال ہیں

یعنی ٤٣٦ سال تک خیمہ ربانی ہی قبلہ رہا یہاں تک کہ داود علیہ السلام نے یروشلم کو دار الخلافہ کیا اور وہاں مسجد الاقصی تعمیر کی

حشر دوم کے بعد بیت المقدس نہ رہا لہذا اہل کتاب قبلہ کو مشرق کہتے ہیں چاہے یروشلم مغرب میں ہی کیوں نہ ہو

تفسیر میں ص ٩٢ پر راقم نے لکھا ہے

Jews called their Qiblah Mizrah (**Hebrew**: …**meaning East**). **Mizrah or East thus become the word for direction of prayer among Jews**.

مسلمان شروع سے کعبہ کو قبلہ مان کر نماز پڑھتے تھے صرف مدینہ میں ١٧ ماہ کے لئے بیت المقدس کو قبلہ کیا گیا اور پھر واپس مکہ کو کر دیا گیا

سورہ تکویر میں ہے[3]

اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ (**19**)

بے شک یہ قرآن ایک معزز رسول کا لایا ہوا ہے۔

ذِىْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِى الْعَرْشِ مَكِيْنٍ (**20**)

جو بڑا طاقتور ہے عرش کے مالک کے نزدیک بڑے رتبہ والا ہے۔

مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ (**21**)

وہاں کا سردار امانت دار ہے۔

وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ (**22**)

اور تمہارا رفیق (رسول) کوئی دیوانہ نہیں ہے۔

وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ (**23**)

اور اس نے اس (فرشتہ) کو (آسمان کے) کھلے کنارے پر دیکھا بھی ہے۔

معلوم ہوا کہ جبریل کو دو بار دیکھا ایک افق مبین پر پھر دوسری بار سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى پر جس کا ذکر سورہ نجم میں کیا گیا کہ اس نے اسی ذات کو دو بار دیکھا ہے

سورہ نجم کی آیات سے جہمی فرقے جن میں بریلوی و دیوبندی ہیں وہ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ اللہ تعالی اسی کائنات میں حلول کے ہوئے ہیں – وہ مجسم ہوا اور رسول اللہ کے اتنے پاس آیا کہ دو کمانوں کا فاصلہ رہ گیا اور یہ اس زمین کے افق پر ہوا – یہ اس عقیدے کی اصل ہے – نبی نے دیکھا یا نہیں دیکھا یہ سیکنڈری بحث ہے – پھر ان کے مطابق اللہ عرش پر نہیں لیکن جنت میں وہ پھر مجسم ہوا اور رسول اللہ نے اپنے رب کو دوسری بار دیکھا – راقم کہتا ہے یہ تمام باطل ہے – رسول اللہ نے اپنے رب کو نہیں دیکھا جبریل کو دیکھا تھا

[4] اہل تشیع کے ملا صالح ترمزی اپنی کتاب مناقب مرتضوی میں لکھتے ہیں کہ جب پیغمبرﷺ معراج کو آسمان پر تشریف لے گئے تو وہاں ایک شیر کو دیکھا جو نور کے حلقہ میں تھا ، پیغمبرﷺ نے آگے جانا چاہا تو اس نے روکا جبرائیل سے پوچھا یہ شیر کیا چاہتا ہے۔ جبرائیل نے کہا آپ سے کوئی تبرک چاہتا ہے، آپ نے اپنی انگوٹھی اس کی طرف پھیکی اور آگے بڑھ گئے۔ جب حضرت معراج سے واپس آئے تو جناب امیرؑ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور معراج کی مبارکباد دی اور وہ انگوٹھی پیش کی اور کہا یہ وہی انگوٹھی ہے جو آپ نے آسمان پر مجھے عطا کی تھی۔ اس وقت حضرت نے فرمایا: جزاک اللہ خیرا یا اسداللہ الغالب۔ ای اللہ کے شیر، شیر غالب خدا آپ کو جزاء خیر عطا فرمائے۔

https://www.aqr.ir/Portal/home/?news/485377/485519/1207567/-عید-مبعث-اور-
(معراج-پیغمبر-(صل-اللہ-علیہ-و-آلہ-و-سلم

[5] ابن عباس سے قول منسوب ہے

رفعه الله إلى السماء، وهناك مات

اللہ نے ان کو آسمان پر اٹھا لیا اور وہیں وفات ہوئی

اسی طرح قول ہے کہ مکانا علیا سے مراد رفعة النبوۃ ہے یعنی ان کا مرتبہ بلند کیا- ادریس علیہ السلام کے نزول ثانی پر کوئی صحیح حدیث نہیں ہے جبکہ عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے متعلق احادیث موجود ہیں- طبری میں ہے

حدثني يونس بن عبد الأعلى ، أنبأنا ابن وهب ، أخبرني جرير بن حازم ، عن سليمان الأعمش ، عن شَمِر بن عطية ، عن هلال بن يساف قال : سأل ابن عباس كعبًا، وأنا حاضر ، فقال له : ما قول الله عز وجل لإدريس : (وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا) ؟ فقال كعب : أما إدريس فإن الله أوحى إليه أني أرفع لك كل يوم مثل عمل جميع بني آدم ، فأَحَبَّ أن يَزداد عملا ، فأتاه خليل له من الملائكة فقال : إن الله أوحى إليّ كذا وكذا ، فَكَلِّم لي ملك الموت ، فَلْيؤخرني حتى أزداد عملا ، فحمله بين جناحيه ، حتى صعد به إلى السماء ، فلما كان في السماء الرابعة تلقاهم مَلَك الموت منحدرًا ، فَكَلَّم ملك الموت في الذي كلمه فيه إدريس ، فقال : وأين إدريس ؟ فقال : هو ذا على ظهري . قال ملك الموت:

فالعجب! بُعثت وقيل لي : اقبض روح إدريس في السماء الرابعة . فَجَعَلْتُ أقول : كيف أقبض روحه في السماء الرابعة ، وهو في الأرض ؟ فَقَبَضَ روحه هناك ، فذلك قول الله : (وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا) .

ثم قال ابن كثير : هذا من أخبار كعب الأحبار الإسرائيليات ، وفي بعضه نكارة ، والله أعلم .

هلال بن یساف نے کہا ابن عباس نے کعب سے ادریس کے بارے میں پوچھا – کعب نے کہا ملک الموت نے ادریس کی روح چوتھے آسمان پر قبض کی

ابن کثیر نے کہا یہ کعب کی خبر ہے الإسرائيليات میں سے اس میں نکارت ہے

راقم کہتا ہے ابن عباس تو اہل کتاب سے روایت لینے کے سخت مخالف تھے

اس کی سند منقطع ہے

في كتاب «سؤالات حرب الكرماني» قال أبو عبد الله: الأعمش لم يسمع منه شمر بن عطية

الأعمش کا سماع شمر بن عطية سے نہیں ہے

دوسری طرف کتاب الفتن کی روایت ہے

قَالَ الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ: وَحَدَّثَنِي جَرَّاحٌ، عَمَّنْ حَدَّثَهُ عَنْ كَعْبٍ، قَالَ: " الدَّجَّالُ بَشَرٌ وَلَدَتْهُ امْرَأَةٌ، وَلَمْ يَنْزِلْ شَأْنِهِ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ، وَلَكِنْ ذُكِرَ فِي كُتُبِ الْأَنْبِيَاءِ، يُولَدُ فِي قَرْيَةٍ بِمِصْرَ يُقَالُ لَهَا قُوصُ، يَكُونُ بَيْنَ مَوْلِدِهِ وَمَخْرَجِهِ ثَلَاثُونَ سَنَةً، فَإِذَا ظَهَرَ خَرَجَ إِدْرِيسُ وَحُنُوكُ يَصْرُخَانِ فِي الْمَدَائِنِ

جراح نے کہا وہ جس نے کعب سے روایت کیا بتایا کہ کعب نے کہا جب دجال قوص مصر سے نکلے گا تو ادریس و حُنُوكُ ظاہر ہوں گے

اس کی سند میں مجہول ہے

الکافی از کلینی اہل تشیع کی روایت ہے

علي بن إبراهيم، عن أبيه، عن عمرو بن عثمان، عن مفضل بن صالح، عن جابر، عن أبي جعفر (عليه السلام) قال: قال رسول الله (صلى الله عليه وآله): أخبرني جبرئيل (عليه السلام) أن ملكا من ملائكة الله كانت له عند الله عزوجل منزلة عظيمة فتعتب عليه **(2)** فأهبط من السماء إلى الارض فأتى إدريس (عليه السلام) فقال: إن لك من الله منزلة فاشفع لي عند ربك، فصلى ثلاث ليال لا يفتر وصام أيامها لا يفطر ثم طلب إلى الله تعالى في السحر في الملك فقال الملك: إنك قد اعطيت سؤلك وقد اطلق لي جناحي وأنا أحب أن اكافيك فاطلب إلي حاجة، فقال: تريني ملك الموت لعلي آنس به فإنه ليس يهنئني مع ذكره شئ فبسط جناحه ثم قال: اركب فصعد به يطلب ملك الموت في السماء الدنيا، فقيل له: اصعد فاستقبله بين السماء الرابعة والخامسة فقال الملك: ياملك الموت ما لي أراك قاطبا؟ **(3)**

قال: العجب أني تحت ظل العرش حيث امرت أن اقبض روح آدمي بين السماء الرابعة والخامسة فسمع إدريس (عليه السلام) فامتعض **(4)** فخر من جناح الملك فقبض روحه مكانه وقال الله عزوجل: " ورفعناه مكانا عليا

امام جعفر نے کہا ملک الموت نے ادریس کی روح چوتھے اور پانچوے آسمان کے درمیان قبض کی
سند میں المفضل بن صالح الاسدي ہے – معجم رجال الحديث از ابوالقاسم الموسوی الخوئي کے مطابق
النجاشي في ترجمة جابر بن يزيد ، قوله : " روى عنه جماعة غمز فيهم ، وضعفوا ، منهم عمرو بن شمر ، والمفضل
بن صالح . . " إلى آخر ما ذكره ،
نجاشی نے کہا المفضل بن صالح الاسدي وہ ہے جس کی تضعیف کی گئی ہے
وقال ابن الغضائري : " المفضل بن صالح أبوجميلة الاسدي النخاس ، مولاهم ، ضعيف ، كذاب ، يضع الحديث
ابن الغضائري نے کہا المفضل بن صالح ضعیف ہے کذاب ہے حدیث گھڑنے والا ہے
الغرض کتب اہل سنت اور اہل تشیع میں ادریس علیہ السلام پر کوئی صحیح حدیث موجود نہیں ہے
[6]سورہ تکویر میں ہے

اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ (19)
بے شک یہ قرآن ایک معزز رسول کا لایا ہوا ہے۔
ذِىْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِى الْعَرْشِ مَكِيْنٍ (20)
جو بڑا طاقتور ہے عرش کے مالک کے نزدیک بڑے رتبہ والا ہے۔
مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ (21)
وہاں کا سردار امانت دار ہے۔
وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُـوْنٍ (22)
اور تمہارا رفیق (رسول) کوئی دیوانہ نہیں ہے۔
وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ (23)
اور اس نے اس (فرشتہ) کو (آسمان کے) کھلے کنارے پر دیکھا بھی ہے۔

معلوم ہوا کہ جبریل کو دو بار دیکھا ایک افق مبین پر پھر دوسری بار سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى پر جس کا ذکر سورہ نجم میں کیا گیا کہ اس نے اسی ذات کو دو بار دیکھا ہے

سورہ نجم کی آیات سے جہمی فرقے جن میں بریلوی و دیوبندی ہیں وہ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ اللہ تعالی اسی کائنات میں حلول کیے ہوئے ہیں – وہ مجسم ہوا اور رسول اللہ کے اتنے پاس آیا کہ دو کمانوں کا فاصلہ رہ گیا اور یہ اس زمین کے افق پر ہوا – یہ اس عقیدے کی اصل ہے – نبی نے دیکھا یا نہیں دیکھا یہ سیکنڈری بحث ہے – پھر ان کے مطابق اللہ عرش پر نہیں لیکن جنت میں وہ پھر مجسم ہوا اور رسول اللہ نے اپنے رب کو دوسری بار دیکھا – راقم کہتا ہے یہ تمام باطل ہے – رسول اللہ نے اپنے رب کو نہیں دیکھا جبریل کو دیکھا تھا

[7]ابن حزم کو مغالطه ہوا اور انہوں نے اس کو شريك بن عبد الله النخعي القاضي سمجھا - تاریخ الاسلام میں الذہبی کہتے ہیں

وَذَكَرَهُ أَبُو مُحَمَّدِ بْنُ حَزْمٍ فَوَهَّاهُ، وَاتَّهَمَهُ بِالْوَضْعِ

اس کا ابن حزم نے ذکر کیا ہے ان کو وہم ہوا اور اس (شَرِيك بن عَبد اللَّهِ بن أَبِي نمر) پر حدیث گھڑنے کا الزام لگا دیا

یہی مغالطه راقم کو ہوا اور پچھلے ایڈیشن میں یہاں غلط جرح نقل ہوئی – جس کی بعد میں تصحیح کے بعد اس کو اب درست کر دیا گیا ہے

اس کو راوی شريك بن عبد الله النخعي سمجھا گیا تھا جبکہ اس سے بخاری نے کتاب الجنائز میں تعلیقا روایت لی ہے

[8]متنا یہ روایت مبہم ہے – موسی علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام ساتھ ساتھ رہے – روایت میں صرف موسی کا ذکر ہے ہارون کا ذکر نہیں یہ معلوم ہے کہ ہارون (۱۲۳ سال عمر) موسی سے پہلے انتقال کر گئے تھے لیکن اس وقت موسی علیہ السلام بوڑھے تھے – بائبل کے مطابق فرعون سے اس مطالبہ کے وقت کہ نبی اسرئیل کو چھوڑ دے موسی ۸۰ سال کے تھے اور ہارون ۸۳ سال کے تھے – ظاہر ہے یہ دونوں جوان نہ تھے جب نبی اسرائیل کو لے کر نکلے-موسی علیہ السلام چھپ کر نہاتے تھے تو ہارون علیہ السلام کیا سب کے ساتھ نہاتے تھے ؟ یقینا وہ بھی چھپ کر نہاتے ہوں گے کیونکہ حیا ایمان میں سے ہے تو نبی اسرائیل کا الزام ہارون پر کیوں نہیں؟ روایت میں اس ابہام کی وجہ سے اس کو قبول نہیں کیا جا سکتا - روایت میں ہے کہ بنواسرائیل تمام برہنہ نہاتے تھے جبکہ حیا ایمان میں سے ہے تو یقینا تمام بنو اسرائیل برہنہ نہیں نہا سکتے – کیونکہ قرآن کے مطابق خروج سے پہلے ایسے مومن موسی کے ساتھ تھے جنہوں نے گھروں کو قبلہ بنایا ہوا تھا وہ بھی یقینا موسی کی طرح چھپ کر ہی نہاتے ہوں گے- الغرض راقم کو یہ روایت سمجھ نہیں آئی کہ اس کو موسی علیہ السلام کے لئے خاص کر سکے کہ صرف وہ چھپ کر نہاتے تھے- قرآن میں بنی اسرائیل کے کسی قول کا ذکر ہے جس سے انہوں نے موسی علیہ السلام کو الزام دیا لیکن اللہ نے اس کو ان سے دور کیا قرآن میں اس کی تفصیل نہیں کہ وہ الزام کیا تھا- حقیقت اللہ کو پتا ہے

عصر حاضر کے بعض شیعہ کہتے ہیں کہ یہ ابو ہریرہ نے گھڑی جبکہ یہ امام ابی عبد اللہ جعفر سے بھی منسوب ہے- شیعہ تفسیر قمی میں آیت یا ایها الذین آمنوا لا تکونوا کالذین آذوا موسی فبراه الله مما قالوا وکان عند الله وجیها میں سند کے ساتھ اس کی وضاحت کی گئی ہے ہے- تفسیر قمی شروع کی تفاسیر میں سے ہے

حدثني أبي عن النضر بن سويد عن صفوان عن ابي بصير عن ابي عبدالله عليه السلام ان بني إسرائيل كانوا يقولون ليس لموسى ما للرجال وكان موسى إذا أراد الاغتسال يذهب إلى موضع لا يراه فيه أحد من الناس وكان يوما يغتسل

على شط نهر وقد وضع ثيابه على صخرة فأمر الله الصخرة فتباعدت عنه حتى نظر بنو إسرائيل اليه فعلموا انه ليس كما قالوا فانزل الله (يا ايها الذين آمنوا لا تكونوا ...الخ

ابی عبد اللہ علیہ السلام نے کہا کہ بنی اسرائیل کہا کرتے کہ موسی میں وہ نہیں جو مردوں میں ہے اور موسی جب غسل کا ارادہ کرتے تو اس جگہ جاتے جہاں کوئی ان کو دیکھ نہ سکتا تھا اور وہ نہر کنارے غسل کر رہے تھے اور کپڑے پتھر پر رکھے تھے پس اللہ نے چٹان کو حکم کیا انہوں نے پیچھا کیا یہاں تک کہ بنی اسرائیل نے دیکھا

شیعہ تفسیر مجمع البیان از مجلسی میں ہے

و اختلفوا فيما أوذي به موسى على أقوال ... أن موسى كان حييا ستيرا يغتسل وحده فقالوا ما يستتر منا إلا لعيب بجلده إما برص و إما أدرة فذهب مرة يغتسل فوضع ثوبه على حجر فمر الحجر بثوبه فطلبه موسى فرآه بنو إسرائيل عريانا كأحسن الرجال خلقا فبرأه الله مما قالوا رواه أبو هريرة مرفوعا

اور اس میں اختلاف ہے جو ایذا موسی کو دی گئی وہ کیا تھی اس میں اقوال ہیں .... موسی شرم والے تھے چھپ کر غسل کرتے اکیلے- پس قوم نے کہا یہ کسی جلدی عیب کی وجہ سے چھپتا ہے یا تو برص ہے یا فوطوں کی بیماری ہے – پس ایک بار وہ غسل کرنے گئے اپنے کپڑے پتھر پر رکھے .... اس روایت کو ابو ہریرہ نے مرفوع روایت کیا ہے

یعنی مجلسی کے دور تک شیعہ اس روایت کو قبول کرتے تھے – اس کا رد دور حاضر کی شیعہ بدعت ہے

[9]ایک روایت پیش کی جاتی ہے کہ قبر میں نماز تمام مومن پڑھتے ہیں – اس کو ابن حبان نے صحیح میں روایت کر دیا ہے

أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ سُفْيَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ غِيَاثٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ عَمْرٍو يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِنَّ الْمَيِّتَ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ ... فَيَقُولُ: دَعُونِي حَتَّى أُصَلِّيَ

مُحَمَّدَ بْنَ عَمْرٍو نے أَبِي سَلَمَةَ سے انہوں نے أَبِي هُرَيْرَةَ سے روایت کیا کہ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا مومن کو جب قبر میں رکھا جاتا ہے .... مومن کہتا ہے مجھے نماز پڑھنے دو

اس کی سند ضعیف ہے جوزجانی احوال الرجل میں کہتے ہیں

محمد بن عمرو بن علقمة ليس بقوي الحديث ويشتهى حديثه

محمد بن عمرو بن علقمة حدیث میں قوی نہیں اور ان کی حدیث پسند کی جاتی ہے

ابن ابی خیثمہ کتاب تاریخ الکبیر میں لکھتے ہیں کہ يَحْيَى بن معین کہتے ہیں

لم يزل الناس يتقون حديث مُحَمَّد بن عَمْرو [ق/**142**/ب] قيل له: وما علة ذلك؟ قَالَ: كان مُحَمَّد بن عَمْرو يحدث مرة عن أبي سلمة بالشيء رأيه، ثم يحدِّث به مرة أخرى عن أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

لوگ مسلسل مُحَمَّد بن عَمْرو کی روایت سے بچتے رہے .. پوچھا کہ اس کی وجہ کیا ہے کہا مُحَمَّد بن عَمْرو کبھی روایت ابی سلمہ سے بیان کرتے اور کبھی ابی سلمہ عن ابی ہریرہ سے

علي بن الْمَدِيْنِيّ کہتے ہیں

سألت يَحْيَى بن سعيد، عن مُحَمَّد بن عمرو، وكيف هو؟ قَالَ: تريد العفو أو تشدد؟ قلت: بل أشدد، قَالَ: ليس هو ممن تُريد

يَحْيَى بن سعيد سے مُحَمَّد بن عمرو کے بارے میں سوال ہوا کہ کیسا ہے بولے نرمی والی بات ہے یا سختی والی بولے نہیں سختی والی یہ وہ نہیں جو تم کو چاہیے

ذہبی اپنی کتاب تاریخ الاسلام میں لکھتے ہیں

قُلْتُ: صَدَقَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ لَيْسَ هو مثل يحيى بْنِ سَعِيدٍ الأَنْصَارِيِّ، وَحَدِيثُهُ صَالِحٌ.

ذہبی کہتے ہیں: يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ سچ کہتے ہیں اور یہ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الانصاری جیسا نہیں اس کی حدیث صالح ہے

ابن الجوزی کتاب الضعفاء والمتروکون میں لکھتے ہیں

وَقَالَ السَّعْدِيّ لَيْسَ بِقَوي

السَّعْدِيّ کہتے ہیں لَيْسَ بِقَوي قوی نہیں

بخاری نے اصول میں کوئی بھی روایت محمد بن عمرو عن ابی سلمہ عن ابو ہریرہ کی سند سے بیان نہیں کیں بلکہ شاہد کے طور پر صرف دو جگہ بَابُ جَهْرِ المَأْمُومِ بِالتَّأْمِينِ اور بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: {وَاتَّخَذَ اللَّهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا} [النساء: **125**] میں صرف سند دی ہے. امام مسلم نے بھی شاہد کے طور پر بَابُ اسْتِحْبَابِ تَحْسِينِ الصَّوْتِ بِالْقُرْآنِ میں ان کی سند پیش کی ہے نہ کہ مکمل روایت. لہذا بخاری و مسلم کا اصول ہے کہ ان کی روایت شاہد کے طور پر غیر عقیدہ میں پیش کی جا سکتی ہے

اس کے باوجود کہ ائمہ حدیث نے اس راوی کے حوالے سے اتنی احتیاط برتی ہے لوگوں نے ان کی روایات کو عقیدے میں بھی لے لیا ہے جو کہ صریحا ائمہ حدیث کے موقف کے خلاف ہے

[10] Smith, G. A. 1907. Jerusalem: The Topography, Economics and History from the Earliest Times to A.D. 70. London.

Dalman, G. 1930. Jerusalem und sein Gelande. Schriften des Deutschen Palastina-Instituts 4

Bailey, L. R. 1986. Gehenna: The Topography of Hell. BA 49: 187

Watson, Duane F. Hinnom. In Freedman, David Noel, ed., The Anchor Bible Dictionary, New York Doubleday 1997, 1992.

[11] مسجد الاقصی جو نبی نے دیکھی وہ اصل مسجد الاقصی تھی – لیکن جو بعد میں عمر رضی اللہ عنہ نے تعمیر کی وہ مسجد الاقصی نہیں مسجد عمر یا مسجد بیت المقدس تھی – تفصیل کے لئے راقم کی کتاب تاریخ قبلتین ملاحظہ کریں

[12] الأمالي – از الصدوق – ص **534 – 538** کی روایت ہے

حدثنا الحسن بن محمد بن سعيد الهاشمي ، قال : حدثنا فرات بن إبراهيم بن فرات الكوفي ، قال : حدثنا محمد بن أحمد بن علي الهمداني ، قال : حدثنا الحسن بن علي الشامي ، عن أبيه ، قال : حدثنا أبو جرير ، قال : حدثنا عطاء الخراساني ، رفعه ، عن عبد الرحمن بن غنم ، ..... ثم مضى حتى إذا كان بالجبل الشرقي من بيت المقدس ، وجد ريحا حارة ، وسمع صوتا قال : ما هذه الريح يا جبرئيل التي أجدها ، وهذا الصوت الذي أسمع ؟ قال : هذه جهنم ، فقال النبي (صلى الله عليه وآله) : أعوذ بالله من جهنم . ثم وجد ريحا عن يمينه طيبة ، وسمع صوتا ، فقال : ما هذه الريح التي أجدها ، وهذا الصوت الذي أسمع ؟ قال : هذه الجنة . فقال : أسأل الله الجنة . قال : ثم مضى حتى انتهى إلى باب مدينة بيت المقدس ، وفيها هرقل ، وكانت أبواب المدينة تغلق كل ليلة ، ويؤتى بالمفاتيح وتوضع عند رأسه ، فلما كانت تلك الليلة امتنع الباب أن ينغلق فأخبروه ، فقال : ضاعفوا عليها من الحرس . قال : فجاء رسول الله (صلى الله عليه وآله) فدخل بيت المقدس ، فجاء جبرئيل عليه السلام إلى الصخرة فرفعها ، فأخرج من تحتها ثلاثة أقداح : قدحا من لبن ، وقدحا من عسل ، وقدحا من خمر ، فناوله قدح اللبن فشرب ، ثم ناوله قدح العسل فشرب ،

ثم ناوله قدح الخمر ، فقال : قد رويت يا جبرئيل . قال : أما إنك لو شربته ضلت أمتك وتفرقت عنك . قال : ثم أم رسول الله (صلى الله عليه وآله) في مسجد بيت المقدس بسبعين نبيا . قال : وهبط مع جبرئيل (عليه السلام) ملك لم يطأ الأرض قط ، معه مفاتيح خزائن الأرض ، فقال : يا محمد ، إن ربك يقرئك السلام ويقول : هذه مفاتيح خزائن الأرض ، فإن شئت فكن نبيا عبدا ، وإن شئت فكن نبيا ملكا . فأشار إليه جبرئيل (عليه السلام) أن تواضع يا محمد . فقال : بل أكون نبيا عبدا . ثم صعد إلى السماء ، فلما انتهى إلى باب السماء استفتح جبرئيل (عليه السلام) ، ‹ صفحة **536** › فقالوا : من هذا ؟ قال : محمد . قالوا : نعم المجئ جاء فدخل فما مر على ملا من الملائكة إلا سلموا عليه ودعوا له ، وشيعه مقربوها ، فمر على شيخ قاعد تحت شجرة وحوله أطفال ، فقال رسول الله (صلى الله عليه وآله) : من هذا الشيخ يا جبرئيل ؟ قال : هذا أبوك إبراهيم . قال : فما هؤلاء الأطفال حوله ؟ قال : هؤلاء أطفال المؤمنين حوله يغذوهم

.

عبد الرحمن بن غنم سے مروی ہے کہ جبریل آئے اور نبی کو بیت المقدس لے کر گئے یہاں تک کہ بیت المقدس کے ایک مشرقی پہاڑ پر سے گزرے جہاں کی ہوا گرم تھی اور آواز سنی رسول اللہ نے پوچھا جبریل ! یہ کیسی بو ہے جو آئی اور جو آواز سنی؟ جبریل نے کہا یہ جہنم ہے – رسول اللہ صلی اللہ علیہ و الہ نے فرمایا اس سے اللہ کی پناہ – پھر ایک خوشبو آئی اور آواز آئی پوچھا یہ کیا ہے ؟ جبریل نے کہا یہ جنت ہے – آپ صلی اللہ علیہ و الہ نے فرمایا میں اللہ سے جنت کا سوال کرتا ہوں – پھر چلے یہاں تک کہ بیت المقدس کے شہر کے دروازے تک پہنچے اور وہاں ہرقل تھا اور شہر کے دروازے تمام رات کو بند رہتے- … پس رسول اللہ بیت المقدس میں داخل ہوئے اور جبریل صخرہ تک آئے اس کو اٹھایا اور اس کے نیچے سے تین قدح نکالے – ایک قدح دودھ کا تھا ایک شہد کا ایک شراب کا – پس رسول اللہ نے دودھ پسند کیا اور پیا – پس کہا کہ جبریل بیان کرو- انہوں نے کہا اگر آپ اس شراب سے پی لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی اور اس میں تفرقہ ہوتا – پھر رسول اللہ نے ستر انبیاء کی امامت کی اور کہا جبریل کے ساتھ اترا ایک فرشتہ جو اس سے پہلے زمین پر نہیں آیا تھا ….. پھر آپ آسمان پر پہنچے اور ایک شیخ پر سے گزرے جن کے ساتھ بچے تھے پوچھا یہ کون شیخ ہیں ؟ کہا گیا ابراہیم آپ کے باپ – رسول اللہ نے فرمایا اور ان کے ارد گرد یہ بچے ؟ جبریل نے کہا یہ مومنوں کی اولاد ہیں
اس روایت کے مطابق جنت و جہنم دونوں بیت المقدس میں ہیں اور صخرہ سے آپ کو آسمان پر لے جایا گیا اور وہاں تمام انبیاء سے نہیں صرف ۷۰ کی امامت کی

اہل تشیع کی ایک دوسری روایت کے مطابق مسجد الاقصی سے مراد بیت المعمور ہے

کتاب الیقین – السید ابن طاووس – ص **294** – میں علی کی امامت پر روایت ہے جس کی سند اور متن ہے

حدثنا أحمد بن إدريس قال : حدثنا أحمد بن محمد بن عيسى قال : حدثنا الحسين بن سعيد عن فضالة بن أيوب عن أبي بكر الحضرمي عن أبي عبد الله عليه السلام قال : أتى رجل إلى أمير المؤمنين وهو في مسجد الكوفة وقد احتبى بحمائل سيفه . فقال : يا أمير المؤمنين ، إن في القرآن آية قد أفسدت علي ديني وشككتني في ديني ! قال : وما ذاك ؟ قال : قول الله عز وجل * (واسئل من أرسلنا من قبلك من رسلنا ، أجعلنا من دون الرحمان آلهة يعبدون) * ، فهل في ذلك الزمان نبي غير محمد صلى الله عليه وآله فيسأله عنه ؟ . فقال له أمير المؤمنين عليه السلام : إجلس أخبرك إنشاء الله ، إن الله عز وجل يقول في كتابه : * (سبحان الذي أسرى بعبده ليلا من المسجد الحرام إلى المسجد الأقصى الذي باركنا حوله لنريه من آياتنا) * ، فكان من آيات الله التي أريها محمد صلى الله عليه وآله أنه انتهى جبرئيل إلى البيت المعمور وهو المسجد الأقصى ، فلما دنا منه أتى جبرئيل عينا فتوضأ منها ، ثم قال يا محمد ، توضأ . ‹ صفحة **295** › ثم قام جبرئيل فأذن ثم قال للنبي صلى الله عليه وآله : تقدم فصل واجهر بالقراءة ، فإن خلفك أفقا من الملائكة لا يعلم عدتهم إلا الله جل وعز . وفي الصف الأول : آدم ونوح وإبراهيم وهو وموسى وعيسى ، وكل نبي بعث الله تبارك وتعالى منذ خلق الله السماوات والأرض إلى أن بعث محمدا صلى الله عليه وآله . فتقدم رسول الله صلى الله عليه وآله فصلى بهم غير هائب ولا محتشم . فلما انصرف أوحى الله إليه كلمح البصر : سل يا محمد * (من أرسلنا من قبلك من رسلنا أجعلنا من دون الرحمان آلهة يعبدون) * . فالتفت إليهم رسول الله صلى الله عليه وآله بجميعه فقال : بم تشهدون ؟ قالوا : نشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأنت رسول الله وأن عليا أمير المؤمنين وصيك ، وأنت رسول الله سيد النبيين وإن عليا سيد الوصيين ، أخذت على ذلك مواثيقنا لكما بالشهادة . فقال الرجل : أحييت قلبي وفرجت عني يا أمير المؤمنين

ایک شخص، علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور وہ مسجد کوفہ میں تھے اور ان کی تلوار ان کی کمر سے بندھی تھی – اس شخص نے علی سے کہا اے امیر المومنین قرآن میں آیت ہے جس نے مجھے اپنے دین میں اضطراب میں مبتلا کیا ہے انہوں نے پوچھا کون سی آیت ہے وہ شخص بولا

واسئل من أرسلنا من قبلك من رسلنا ، أجعلنا من دون الرحمان آلهة يعبدون

اور پوچھو پچھلے بھیجے جانے والے رسولوں میں سے کیا ہم نے رحمان کے علاوہ کوئی اور الہ بنایا جس کی انہوں نے عبادت کی ؟

امام علی نے کہا بیٹھ جاؤاللہ نے چاہا تو میں بتاتا ہوں- اللہ نے قرآن میں کہا متبرک ہے وہ ذات جو لے گئی اپنے بندے کو رات میں مسجد الحرام سے مسجد الاقصی جس کو با برکت بنایا تاکہ اپنی کچھ نشانیاں دکھائے ایک نشانی جو دکھائی گئی وہ یہ تھی کہ محمد صلی اللہ علیہ و الہ کو جبریل بیت المعمور لے گئے جو مسجد الاقصی ہے – وہ وضو کا پانی لائے اور جبریل نے اذان دی اور محمد کو کہا کہ آگے آئیے اور امامت کرائیے- فرشتے صفوں میں کھڑے ہوئے اور ان کی تعداد اللہ ہی جانتا ہے اور پہلی صف میں آدم، عیسیٰ اور ان سے پہلے گزرے

انبیاء تھے – جب نماز سے فارغ ہوئے تو ان کو کہا گیا کہ رسولوں سے پوچھیں کہ کیا انہوں نے اللہ کے سوا دوسرے خدائوں کی عبادت کی ؟ تو جب انہوں نے پوچھا تو رسولوں نے کہا ہم گواہی دتیے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی الہ نہیں، آپ اللہ کے رسول ہیں اور علی امیر المومنین آپ کے وصی ہیں – آپ سید الانبیاء ہیں اور علي، سید الوصیین ہیں اس کے بعد انہوں نےعہد کیا – وہ شخص بولا اے امیر المومنین آپ نے میرے دل کو خوشی دی اور مسئلہ کھول دیا

بحار الأنوار – العلامة المجلسي – ج **18** – ص ٣٩٤ میں اس روایت کی سند ہے

کشف اليقين : محمد بن العباس ، عن أحمد بن إدريس ، عن ابن عيسى ، عن الأهوازي عن فضالة ، عن الحضرمي عن أبي عبد الله (عليه السلام) قال : أتى رجل إلى أمير المؤمنين (عليه السلام) وهو في مسجد الكوفة

کتاب تأويل الآيات – شرف الدين الحسيني – ج **2** – ص ٥٦٤ کے مطابق سند ہے

وروى محمد بن العباس (رحمه الله) في سورة الإسراء عن أحمد بن إدريس عن أحمد بن محمد بن عيسى ، عن الحسين بن سعيد ، عن فضالة بن أيوب ، عن أبي بكر الحضرمي ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : أتى رجل إلى أمير المؤمنين عليه السلام وهو في مسجد الكوفة وقد احتبى بحمائل سيفه ، فقال : يا أمير المؤمنين إن في القرآن آية قد أفسدت علي ديني وشككتني في ديني قال : وما ذاك ؟ قال : قول الله عز وجل : (وسئل من أرسلنا من قبلك من رسلنا أجعلنا من دون الرحمن آلهة يعبدون) فهل كان في ذلك الزمان نبي غير محمد فيسأله عنه ؟

أحمد بن محمد بن عيسى الأشعري کو أحمد بن محمد أبو جعفر اور أحمد بن محمد بن عيسى الأشعري القمي بھی کہا جاتا ہے یہ الحسين بن سعيد الأهوازي سے روایت کرتے ہیں مندرجہ بالا تمام کتب میں مرکزی راوی الحسين بن سعيد ہیں جو فضالة سے روایت کرتے ہیں کتاب معجم رجال الحديث – السيد الخوئي – ج **14** – ص **290** – ٢٩١ کے مطابق

قال لي أبو الحسن بن البغدادي السوراني البزاز : قال لنا الحسين ابن يزيد السوراني : كل شئ رواه الحسين بن سعيد عن فضالة فهو غلط ، إنما هو الحسين عن أخيه الحسن عن فضالة ، وكان يقول إن الحسين بن سعيد لم يلق فضالة ، وإن أخاه الحسن تفرد بفضالة دون الحسين ، ورأيت الجماعة تروي ‹ صفحة **291** › بأسانيد مختلفة الطرق ، والحسين بن سعيد عن فضالة ، والله أعلم

ابو الحسن نے کہا کہ الحسين بن يزيد نے کہا کہ جو کچھ بھی حسین بن سعید ، فضالة سے روایت کرتا ہے وہ

غلط ہے بے شک وہ حسین اپنے بھائی حسن سے اور وہ فضالة سے روایت کرتا ہے اور کہتے تھے کہ حسین کی فضالة

سے تو ملاقات تک نہیں ہوئی اور ان کا بھائی حسن ، فضالة سے روایت میں منفرد ہے اور ایک جماعت اس سے روایت کرتی ہے .. و اللہ اعلم

[13] ابن معین اس راوی کو نہیں جانتے تھے – اس کا ذکر عُثْمَانُ الدَّارِمِيُّ نے سوالات میں کیا ہے کہ انہوں نے امام يَحْيَى بْنَ مَعِينٍ سے عُمَرَ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ عُمَرَ الْمَدَنِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الزُّهْرِيِّ کی سند پر سوال کیا تو کہا لَا أَعْرِفُهُ وَلَا أَعْرِفُ أَبَاهُ میں نہ اس کو جانتا ہوں نہ اس کے باپ کو جانتا ہوں
ابن حجر نے فتح الباری میں لکھا
وَقَدْ عَرَفَهُمَا غَيره وَذكره الزُّبَيْرُ بْنُ بَكَّارٍ فِي النَّسَبِ عَنْ عُثْمَانَ الْمَذْكُورِ فَقَالَ إِنَّهُ وَلِيَ قَضَاءَ الْمَدِينَةِ فِي زَمَنِ مَرْوَانَ بْنِ مُحَمَّدٍ ثُمَّ وَلِيَ الْقَضَاءَ للمنصور وَمَات مَعَه بالعراق
یہ دونوں جانے جاتے ہیں ان کا ذکر زبیر بن بکار نے نسب عثمان میں کیا ہے کہ یہ مروان بن محمد کے دور میں قاضی تھے پھر یہ منصور کے دور میں قاضی تھے اور عراق میں فوت ہوئے
راقم کہتا ہے یہ بات اگر صحیح ہے تو صرف یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس نام کے دو قاضی تھے لیکن ان کی تعدیل ثابت نہیں ہوتی اور ابن معین کا کہنے کا مقصد ہے کہ علم الرجال کے حساب سے یہ مجہول ہیں
[14] صحیح مسلم میں اس کے خلاف ہے

حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ

میں اس (البراق) پر سوار ہو کر بیت المقدس آیا اور اسے اس حلقه سے باندھا جس سے دوسرے انبیاء علیہم السلام اپنے اپنے جانور باندھا کرتے تھے پھر میں مسجد میں داخل ہو اور میں نے دو رکعتیں پڑھیں پھر میں نکلا تو جبرائیل (علیہ السلام) دو برتن لائے ایک برتن میں شراب اور دوسرے برتن میں دودھ تھا میں نے دودھ کو پسند کیا، جبرائیل (علیہ السلام) کہنے لگے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فطرت کو پسند کیا،

راقم کہتا ہے اس میں صحیح بخاری کی سند صحیح مسلم کی سند سے بہتر ہے کیونکہ حماد بن سلمه بصری حدیث میں غلطیاں کرنے پر مشہور ہیں اسی بنا پر امام بخاری نے صحیح میں اصول میں کوئی روایت اس سے نہیں لی

بعض نے نکتہ سنجی کی ہے کہ ممکن ہے پیالے بار بار پیش کے گئے ہوں ایلیاء میں اور جنت میں بھی – راقم کہتا ہے یہ آزمائش فرشتے بار بار کیوں کریں گے ؟ پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلی بار ہی معلوم ہو گیا کہ کیا پینا ہے تو وہ دوسری بار شراب کس بنا پر پسند فرماتے – ظاہر ہے راوی کی گڑبڑ سے ابہام پیدا ہوا ہے

[15] یہ کتاب اب قم سے چھپی ہے

قسم الدراسات الإسلامية – مؤسسة البعثة – قم

Print : الأولى

Date of print : 1417

Publication :

Publisher : مركز الطباعة والنشر في مؤسسة البعثة

ISBN : 964-309-068-X

[16] نزهة المجالس ومنتخب النفائس کے مؤلف: عبد الرحمن بن عبد السلام الصفوري (المتوفى: **894**هـ) نے لکھا

قال في عيون المجالس قال بعضهم طلبت معنى قوله تعالى ثم دنا فتدلى ثلاثين سنة من العلماء العارفين حتى رأيت تأويلا صحيحا وهو أنه صلى الله عليه وسلم نظر عن يمينه فرأى ربه ونظر عن يساره فرأى ربه ونظر أمامه فرأى ربه ونظر فوقه فرأى ربه ونظر خلفه فرأى ربه فكره الإنصراف من هذا المقام الشريف فعلم الله ذلك منه

عیون المجالس میں ہے کہ بعض نے اللہ تعالی کے قول ثم دنا فتدلی کے معنوں کی علماء العارفین سے تیس سال تک طلبی کی پھر ان کو اس کی صحیح تاویل دکھائی گئی (یعنی کشف میں) اور وہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ ان کے دائیں طرف ان کا رب ہے ، ان کے بائیں طرف ان کا رب ہے، ان کے پیچھے ان کا رب ہے، ان کے آگے ان کا رب ہے، ان کے اوپر ان کا رب ہے – پس انہوں نے اس سے کراہت کی اب واپس جائیں اس مقام شریف سے اور اللہ اس ارادے کو جان گیا

[17] **https://www.almaany.com/en/dict/ar-en/تدلي/**

تدلی کا مطلب ہوا میں معلق ہونا ہے جس کو انگلش میں

Hovering

کہتے ہیں

[18] اہل تشیع کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ۱۲۰ بار معراج کرائی گئی

علل الشرائع، الخصال: عن مولانا الصادق (عليه السلام) قال: عرج بالنبي (صلى الله عليه وآله) إلى السماء مائة وعشرين مرة، مامن مرة إلا وقد أوصى الله عزوجل فيها بالولاية لعلي والأئمة (عليهم السلام) أكثر مما أوصاه بالفرائض

امام جعفر نے کہا رسول اللہ کو ١٢٠ بار معراج کرائی گئی جس میں علی اور ائمہ کی ولایت کے حوالے سے وصیت کی گئی

کتاب بحار الأنوار از باقر مجلسی میں سند ہے

ابن الوليد، عن الحسن بن متيل عن سلمة بن الخطاب، عن منيع بن الحجاج، عن يونس (بن أبي وهب القصري)، عن الصباح المزني، عن أبي عبد الله (عليه السلام) قال: عرج بالنبي (صلى الله عليه وآله) إلى السماء مائة وعشرين مرة ما من مرة إلا وقد أوصى الله عزوجل فيها النبي (صلى الله عليه وآله) بالولاية لعلي والائمة عليهم السلام أكثر مما أوصاه بالفرائض

سند میں أبو محمد الصباح بن يحيى بن محمد المزني، الكوفي ہے جس کو ضعیف بھی کہا گیا ہے – کتاب أصحاب الامام الصادق از عبد الحسين الشبستري کے مطابق : . من ثقات محدثي الزيدية، وقيل من الضعفاء، وله كتاب، روى عن الإمام الباقر عليه السلام أيضا.

سند میں منيع بن الحجاج مجہول ہے اور کتاب مشايخ الثقات- غلام رضا عرفانيان میں ہے لم يذكر کسی نے اس کا ذکر نہ کیا

کتاب الخصال کے محقق (علی اکبر الغفاری - منشورات جماعة المدرسين في الحوزة العلمية - قم المقدسة) نے حاشیہ میں لکھا ہے منيع بن الحجاج مهمل منيع بن الحجاج مہمل ہے

[19] اہل تشیع کی کتاب الکافی از کلینی میں ہے

محمد بن يحيى وغيره، عن أحمد بن محمد بن عيسى، عن ابن أبي نصر، عن أبي الحسن الرضا عليه السلام قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله: لما اسري بي إلى السماء بلغ بي جبرئيل مكانا لم يطأه قط جبرئيل فكشف له فأراه الله من نور عظمته ما أحب.

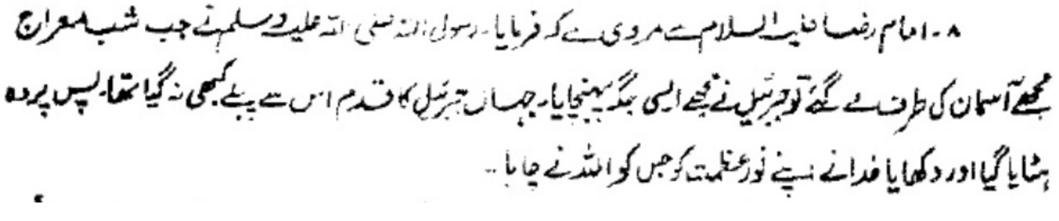
٨ - امام رضا علیہ السلام سے مروی ہے کہ فرمایا - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب شب معراج مجھے آسمان کی طرف لے گئے تو جبرئیل نے مجھے ایسی جگہ پہنچایا - جہاں جبرئیل کا قدم اس سے پہلے کبھی نہ گیا تھا پس پردہ ہٹایا گیا اور دکھایا خدا نے اپنے نور عظمت کو جس کو اللہ نے چاہا -

[20] خواب میں رویت باری سے متعلق بعض احادیث ہیں جن میں یہ واضح نہیں ہے کہ یہ خواب کہاں دیکھا – حنابلہ کا موقف ہے کہ سدرہ المنتہی پر نور دیکھنے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر غشی طاری ہوئی اور وہ

نیند میں چلے گئے اور خواب میں اللہ تعالی کا جلوہ دیکھا
یہ روایات درج ذیل ہیں

صحیح بخاری و مسلم میں معراج سے متعلق کسی حدیث میں نہیں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سدرہ المنتہی سے آگے گئے ہوں اور اللہ تعالی کو دیکھا ہو البتہ بعض ضعیف اور غیر مظبوط روایات میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے رب کو دیکھا بغیر داڑھی مونچھ جس پر سبز لباس تھا – قاضی ابو یعلی کے مطابق یہ معراج پر ہوا اور ابن تیمیہ کے مطابق یہ قلب پر آشکار ہوا – محدثین کی ایک جماعت نے اس طرح کی روایات کو رد کیا اور ایک نے قبول کر کے دلیل لی – اسی طرح ایک دوسری روایت بھی ہے جس میں رب تعالی کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو چھونے تک کا ذکر ہے

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے منسوب روایت
کتاب ظلال الجنة في تخريج السنة میں البانی کہتے ہیں

ثنا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ ثنا يَحْيَى بْنُ أبي بكير ثنا إبراهيم ابن طَهْمَانَ ثنا سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى تَجَلَّى لِي فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ فَسَأَلَنِي فِيمَا يَخْتَصِمُ الْمَلأُ الأَعْلَى؟ قَالَ: قُلْتُ: رَبِّي لا أَعْلَمُ بِهِ, قَالَ: فَوَضَعَ يَدَهُ بَيْنَ كَتِفَيَّ حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدَهَا بَيْنَ ثديي أو وضعهما بَيْنَ ثَدْيَيَّ حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدَهَا بَيْنَ كَتِفَيَّ فَمَا سَأَلَنِي عَنْ شيء إلا علمته".

– إسناد حسن رجاله ثقات رجال الشيخين غير سماك بن حرب فهو من رجال مسلم

إبراهيم ابن طَهْمَانَ نے سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ سے اس نے جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالی نے میرے لئے تجلی کی حسین صورت میں پھر پوچھا کہ یہ ملا الاعلی کیوں جھگڑتے رہتے ہیں پھر اپنا ہاتھ میرے شانوں کے درمیان رکھا جس کی ٹھنڈک محسوس کی

اس کی اسناد حسن ہیں اس کے رجال ثقات ہیں سوائے سماك بن حرب کے جو صحیح مسلم کا راوی ہے

اس کے برعکس مسند احمد کی تحقیق میں شعيب الأرنؤوط اس کو إبراهيم ابن طَهْمَانَ کی وجہ سے ضعیف قرار دیتے ہیں

عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَائِشٍ کی روایت
سنن دارمی، ج **5**، ص **1365** پر ایک روایت درج ہے

2195 – أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُبَارَكِ، حَدَّثَنِي الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنِي ابْنُ جَابِرٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ اللَّجْلَاجِ، وَسَأَلَهُ، مَكْحُولٌ أَنْ يُحَدِّثَهُ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَائِشٍ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ [ص:**1366**] يَقُولُ: «رَأَيْتُ رَبِّي فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ» قَالَ: فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى؟ فَقُلْتُ: «أَنْتَ أَعْلَمُ يَا رَبِّ» ، قَالَ: " فَوَضَعَ كَفَّهُ بَيْنَ كَتِفَيَّ فَوَجَدْتُ بَرْدَهَا بَيْنَ ثَدْيَيَّ، [ص:**1367**] فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَتَلَا {وَكَذَلِكَ نُرِي إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلِيَكُونَ مِنَ الْمُوقِنِينَ}

نبی اکرم نے فرمایا کہ میں نے رب کو اچھی صورت میں دیکھا۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ کیا تم جانتے ہو کہ آسمانوں میں کس بات پر لڑائی ہے؟ میں نے کہا کہ اے رب! آپ زیادہ علم رکھتے ہیں۔ نبی اکرم فرماتے ہیں کہ پھر اللہ نے اپنا ہاتھ میرے چھاتی کے درمیان رکھا حتی کہ مجھے اس کی ٹھنڈک محسوس ہوئی۔ اور جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے، مجھے اس کا علم ہو گیا۔ پھر نبی اکرم نے اس ایت کی تلاوت کی کہ اس طرح ہم نے ابراہیم کو آسمانوں اور زمین کی بادشاہت دکھائی تاکہ وہ یقین والوں میں ہو

کتاب کے محقق، حسین سلیم اسد نے سند کو صحیح قرار دیا جبکہ سلف اس کو رد کر چکے تھے

عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَائِشٍ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے جبکہ یہ صحابی نہیں ہے

وقال أبو حاتم الرازي هو تابعي وأخطأ من قال له صحبة وقال أبو زرعة الرازي ليس بمعروف
ابو حاتم نے کہا یہ تابعی ہے اور اس نے غلطی کی جس نے اس کو صحابی کہا اور ابو زرعہ نے کہا غیر معروف ہے

ابن عبّاس رضی اللہ عنہ سے منسوب روایت
مسند احمد کی روایت ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " أَتَانِي رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ اللَّيْلَةَ فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ – أَحْسِبُهُ يَعْنِي فِي النَّوْمِ – فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ هَلْ تَدْرِي فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى؟

قَالَ: قُلْتُ: لَا " قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " فَوَضَعَ يَدَهُ بَيْنَ كَتِفَيَّ، حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدَهَا بَيْنَ ثَدْيَيَّ – أَوْ قَالَ: نَحْرِي – فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ، ثُمَّ قَالَ: يَا مُحَمَّدُ، هَلْ تَدْرِي فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى؟ قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ، يَخْتَصِمُونَ فِي الْكَفَّارَاتِ وَالدَّرَجَاتِ، قَالَ: وَمَا الْكَفَّارَاتُ وَالدَّرَجَاتُ؟ قَالَ: الْمُكْثُ فِي الْمَسَاجِدِ بَعْدَ الصَّلَوَاتِ، وَالْمَشْيُ عَلَى الْأَقْدَامِ إِلَى الْجَمَاعَاتِ، وَإِبْلَاغُ الْوُضُوءِ فِي الْمَكَارِهِ، وَمَنْ فَعَلَ ذَلِكَ عَاشَ بِخَيْرٍ، وَمَاتَ بِخَيْرٍ، وَكَانَ مِنْ خَطِيئَتِهِ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ، وَقُلْ يَا مُحَمَّدُ إِذَا صَلَّيْتَ: اللهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْخَيْرَاتِ، وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ، وَحُبَّ الْمَسَاكِينِ، وَإِذَا أَرَدْتَ بِعِبَادِكَ فِتْنَةً، أَنْ تَقْبِضَنِي إِلَيْكَ غَيْرَ مَفْتُونٍ، قَالَ: وَالدَّرَجَاتُ: بَذْلُ الطَّعَامِ، وَإِفْشَاءُ السَّلَامِ، وَالصَّلَاةُ بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ "

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ترمذی ح ۳۲۳۴ میں سند میں ابو قلابہ اور ابن عباس کے درمیان خَالِدِ بْنِ اللَّجْلَاجِ ہے

. حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ خَالِدِ بْنِ اللَّجْلَاجِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَتَانِي رَبِّي فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَبِّ وَسَعْدَيْكَ قَالَ فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى قُلْتُ رَبِّ لَا أَدْرِي فَوَضَعَ يَدَهُ بَيْنَ كَتِفَيَّ فَوَجَدْتُ بَرْدَهَا بَيْنَ ثَدْيَيَّ فَعَلِمْتُ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ فَقُلْتُ لَبَّيْكَ رَبِّ وَسَعْدَيْكَ قَالَ فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى قُلْتُ فِي الدَّرَجَاتِ وَالْكَفَّارَاتِ وَفِي نَقْلِ الْأَقْدَامِ إِلَى الْجَمَاعَاتِ وَإِسْبَاغِ الْوُضُوءِ فِي الْمَكْرُوهَاتِ وَانْتِظَارِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ وَمَنْ يُحَافِظْ عَلَيْهِنَّ عَاشَ بِخَيْرٍ وَمَاتَ بِخَيْرٍ وَكَانَ مِنْ ذُنُوبِهِ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ قَالَ أَبُو عِيسَى هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

جامع ترمذی: کتاب: قرآن کریم کی تفسیر کے بیان میں باب: سورہ ص سے بعض آیات کی تفسیر

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی اکرم نے فرمایا: میرا رب بہترین صورت میں آیا اور اس نے مجھ سے کہا: محمد- میں نے کہا : میرے رب میں تیری خدمت میں حاضر وموجود ہوں، کہا: اونچے مرتبے والے فرشتوں کی جماعت کس بات پر جھگڑ رہی ہے؟ میں نے عرض کیا: رب میں نہیں جانتا، (اس پر) میرے رب نے اپنا دست شفقت وعزت میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا جس کی ٹھنڈک میں نے اپنی چھاتیوں کے درمیان محسوس کی، اور مجھے مشرق ومغرب کے درمیان کی چیزوں کا علم حاصل ہوگیا، (پھر) کہا: محمد میں نے عرض کیا: رب میں حاضر ہوں، اور تیرے حضور میری موجود گی میں – میں نے کہا: انسان کا درجہ ومرتبہ بڑھانے والی اور گناہوں کو مٹانے والی چیزوں کے بارے میں تکرار کررہے ہیں، جماعتوں کی طرف جانے

کے لیے اٹھنے والے قدموں کے بارے میں اور طبیعت کے نہ چاہتے ہوئے بھی مکمل وضو کرنے کے بارے میں۔ اور ایک صلاۃ پڑھ کر دوسری صلاۃ کا انتظار کرنے کے بارے میں، جو شخص ان کی پابندی کرے گا وہ بھلائی کے ساتھ زندگی گزارے گا، اور خیر (بھلائی) ہی کے ساتھ مرے گا، اور اپنے گناہوں سے اس دن کی طرح پاک وصاف ہوجائے گا جس دن کہ ان کی ماں نے جنا تھا، اور وہ گناہوں سے پاک وصاف تھا“۔ امام ترمذی کہتے ہیں: – یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے

البانی کتاب ظلال الجنة في تخريج السنة میں یہ بھی کہتے ہیں

قد روى معاذ بن هشام قال: حدثنى أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي قِلابَةَ عَنْ خَالِدِ بْنِ اللَّجْلاجِ عن عبد الله بن عباس مرفوعا بلفظ: "رأيت ربي عز وجل فقال: يا محمد فيم يختصم الملأ الأعلى.." الحديث. أخرجه الآجري ص **496** وأحمد كما تقدم **388** فالظاهر أن حديث حماد بن سلمة مختصر من هذا وهي رؤيا منامية

اس کو معاذ بن ھشام قال: حدثنى أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي قِلابَةَ عَنْ خَالِدِ بْنِ اللَّجْلاجِ عن عبد الله بن عباس کی سند سے مرفوعا روایت کیا ہے کہ میں نے اپنے رب عز و جل کو دیکھا اس نے پوچھا الملأ الأعلى کیوں لڑ رہے ہیں ؟ اس کی تخریج کی ہے الآجري اور احمد نے جیسا کہ گزرا ہے پس ظاہر ہے کہ حماد بن سلمہ کی حدیث مختصر ہے اور یہ دیکھنا نیند میں ہے

اس کے برعکس شعيب الأرنؤوط مسند احمد میں اس پر حکم لگاتے ہیں

إسناده ضعيف، أبو قلابة- واسمه عبد الله بن زيد الجرمي- لم يسمع من ابن عباس، ثم إن فيه اضطراباً

اس کی اسناد ضعیف ہیں – أبو قلابة- جس کا نام عبد الله بن زيد الجرمي ہے اس کا سماع ابن عباس سے نہیں ہے پھر اس روایت میں اضطراب بہت ہے

راقم کہتا ہے جامع الترمذی کی روایت بھی صحیح نہیں ہے : کتاب جامع التحصیل از العلائی کے مطابق خالد کی ملاقات ابن عباس سے نہیں ہے ان سے مرسل روایت کرتا ہے
خالد بن اللجلاج العامري ذكره الصغاني فيمن اختلف في صحبته وهو تابعي يروي عن أبيه وله صحبة وفي التهذيب لشيخنا أنه يروي عن عمر وابن عباس مرسلا ولم يدركهما

الذھبی تاریخ الاسلام میں اس کے لئے کہتے ہیں

وَقَدْ أَرْسَلَ عَنْ عُمَرَ، وَابْنِ عَبَّاسٍ.

عمر اور ابن عباس سے یہ ارسال کرتا ہے

اسی طرح اس میں قتادہ مدلس ہے جو عن سے روایت کر رہا ہے

ان علتوں کی بنا پر یہ روایت بھی صحیح نہیں ہے

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے منسوب روایت

مسند احمد کی روایت ہے

حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ مَوْلَى بَنِي هَاشِمٍ، حَدَّثَنَا جَهْضَمٌ يَعْنِي الْيَمَامِيَّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ أَبِي كَثِيرٍ، حَدَّثَنَا زَيْدٌ يَعْنِي ابْنَ أَبِي سَلَّامٍ، عَنْ أَبِي سَلَّامٍ وَهُوَ زَيْدُ بْنُ سَلَّامِ بْنِ أَبِي سَلَّامٍ نَسَبُهُ إِلَى جَدِّهِ، أَنَّهُ حَدَّثَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَائِشٍ الْحَضْرَمِيُّ، عَنْ مَالِكِ بْنِ يَخَامِرَ، أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ قَالَ: احْتَبَسَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ غَدَاةٍ عَنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ حَتَّى كِدْنَا نَتَرَاءَى قَرْنَ الشَّمْسِ، فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيعًا، فَثُوِّبَ بِالصَّلَاةِ وَصَلَّى وَتَجَوَّزَ فِي صَلَاتِهِ فَلَمَّا سَلَّمَ. قَالَ: " كَمَا أَنْتُمْ عَلَى مَصَافِّكُمْ كَمَا أَنْتُمْ (2) ". ثُمَّ أَقْبَلَ إِلَيْنَا. فَقَالَ: " إِنِّي سَأُحَدِّثُكُمْ مَا حَبَسَنِي عَنْكُمُ الْغَدَاةَ إِنِّي قُمْتُ مِنَ اللَّيْلِ، فَصَلَّيْتُ مَا قُدِّرَ لِي فَنَعَسْتُ فِي صَلَاتِي حَتَّى اسْتَيْقَظْتُ، فَإِذَا أَنَا بِرَبِّي فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ. فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ أَتَدْرِي فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى؟ قُلْتُ: لَا أَدْرِي يَا رَبِّ. قَالَ: يَا مُحَمَّدُ فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى؟ قُلْتُ: لَا أَدْرِي رَبِّ، قَالَ: يَا مُحَمَّدُ فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى؟ قُلْتُ: لَا أَدْرِي يا رَبِّ ، فَرَأَيْتُهُ وَضَعَ كَفَّهُ بَيْنَ كَتِفَيَّ حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدَ أَنَامِلِهِ بَيْنَ صَدْرِي فَتَجَلَّى لِي كُلُّ شَيْءٍ وَعَرَفْتُ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى؟ قُلْتُ: فِي الْكَفَّارَاتِ. قَالَ: وَمَا الْكَفَّارَاتُ؟ قُلْتُ: نَقْلُ الْأَقْدَامِ إِلَى الْجُمُعَاتِ، وَجُلُوسٌ فِي الْمَسَاجِدِ بَعْدَ الصَّلَوَاتِ، وَإِسْبَاغُ الْوُضُوءِ عِنْدَ الْكَرِيهَاتِ. قَالَ: وَمَا الدَّرَجَاتُ؟ قُلْتُ: إِطْعَامُ الطَّعَامِ، وَلِينُ الْكَلَامِ، وَالصَّلَاةُ وَالنَّاسُ نِيَامٌ. قَالَ: سَلْ. قُلْتُ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ، وَحُبَّ الْمَسَاكِينِ، وَأَنْ تَغْفِرَ لِي وَتَرْحَمَنِي، وَإِذَا أَرَدْتَ فِتْنَةً فِي قَوْمٍ فَتَوَفَّنِي غَيْرَ مَفْتُونٍ، وَأَسْأَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ وَحُبَّ عَمَلٍ يُقَرِّبُنِي إِلَى حُبِّكَ ". وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " إِنَّهَا حَقٌّ فَادْرُسُوهَا وَتَعَلَّمُوهَا

معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ’’میں رات کو اٹھا، میں نے وضو کیا اور نماز پڑھی جتنی میرے مقدر میں تھی پھر مجھے نماز میں اونگھ آ گئی۔ اچانک میں نے اپنے رب کو سب سے اچھی صورت میں دیکھا ۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا ہاتھ میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا حتیٰ کہ میں نے

اس کی ٹھنڈک اپنے سینے میں محسوس کی

البانی نے اس کو صحیح کہہ دیا ہے

جبکہ دارقطنی علل ج ٦ ص ٥٤ میں اس روایت پر کہتے ہیں
وسئل عن حديث مالك بن يخامر عن معاذ عن النبي صلى الله عليه وسلم قال رأيت ربي في أحسن صورة فقال لي يا محمد فيم يختصم الملا الاعلى الحديث بطوله فقال .... قال ليس فيها صحيح وكلها مضطربة

اس کی کوئی سند صحیح نہیں تمام مضطرب ہیں

شعيب الأرنؤوط مسند احمد میں اس روایت پر کہتے ہیں
ضعيف لاضطرابه
اضطراب کی بنا پر ضعیف ہے

ابن حجر کتاب "النكت الظراف **4/38** میں کہتے ہیں

هذا حديث اضطرب الرواةُ في إسناده، وليس يثبت عن أهل المعرفة.

اس حدیث کی اسناد میں اضطراب ہے اور یہ اہل معرفت کے ہاں ثابت نہیں ہیں

كتاب إبطال التأويلات لأخبار الصفات میں القاضي أبو يعلى ، محمد بن الحسين بن محمد بن خلف ابن الفراء (المتوفى : **458**هـ) کہتے ہیں

وقوله: " فيم يختصم الملأ الأعلى " وقد تكلمنا عَلَى هَذَا السؤال فِي أول الكتاب فِي قوله: " رأيت ربي " فإن قِيلَ: هَذَا الخبر كان رؤيا منام، والشيء يرى فِي المنام عَلَى خلاف مَا يكون

اور قول کس پر الملأ الأعلى جھگڑا کر رہے ہیں ؟ اور اس سوال پر ہم نے اس کتاب کے شروع میں کلام کیا ہے کہ اگر کہیں کہ یہ خبر نیند کا خواب ہے اور یا چیز جو نیند میں دیکھی تو یہ اس کے خلاف ہے جو کہا گیا

القاضي أبو يعلى کے مطابق یہ سب معراج پر ہوا نہ کہ نیند میں

اس کے برعکس ابن تیمیہ نے منہاج السنہ میں موقف لیا کہ یہ نیند میں ہوا

وَإِنَّمَا الرُّؤْيَةُ فِي أَحَادِيثَ مَدَنِيَّةٍ كَانَتْ فِي الْمَنَامِ كَحَدِيثِ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ: " «أَتَانِي الْبَارِحَةَ رَبِّي فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ» " إِلَى آخِرِهِ، فَهَذَا مَنَامٌ رَآهُ فِي الْمَدِينَةِ، * وَكَذَلِكَ مَا شَابَهَهُ كُلُّهَا كَانَتْ فِي الْمَدِينَةِ فِي الْمَنَامِ

اور یہ دیکھنا نیند میں تھا جو مدینہ کی احادیث ہیں جیسے معاذ بن جبل کی حدیث کل میرا رب اچھی صورت میرے پاس آیا آخر تک تو یہ نیند میں دیکھا تھا مدینہ میں اور اسی طرح روایات ہیں جو مدینہ میں نیند میں ہیں

یعنی ۵۰۰ صدی ہجری کے بعد حنابلہ کا ان روایات پر اختلاف ہوا کہ یہ نیند میں دیکھا تھا یا معراج پر پس ان مخصوص روایات کو ابن تیمیہ نے خواب قرار دیا

ابن تیمیہ کے ہم عصر امام الذھبی سیر الاعلام النبلاء میں اس قسم کی ایک روایت (رأيت ربي جعدا أمرد عليه حلة خضراء میں نے اپنے رب کو بغیر داڑھی مونچھ مرد کی صورت سبز لباس میں دیکھا) پر لکھتے ہیں

أَنْبَأَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بنُ مُحَمَّدٍ الفَقِيْهُ، أَخْبَرَنَا أَبُو الفَتْحِ المَنْدَائِيُّ، أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بنُ مُحَمَّدِ بنِ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا جَدِّي; أَبُو بَكْرٍ البَيْهَقِيُّ فِي كِتَابِ (الصِّفَاتِ) لَهُ، أَخْبَرَنَا أَبُو سَعْدٍ المَالِيْنِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بنُ عَدِيٍّ، أَخْبَرَنِي الحَسَنُ بنُ سُفْيَانَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا أَسْوَدُ بنُ عَامِرٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بنُ سَلَمَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-: (رَأَيْتُ رَبِّي -يَعْنِي: فِي المَنَامِ- ...) وَذَكَرَ الحَدِيْثَ. وَهُوَ بِتَمَامِهِ فِي تَأْلِيفِ البَيْهَقِيِّ، وَهُوَ خَبَرٌ مُنْكَرٌ – نَسْأَلُ اللهَ السَّلاَمَةَ فِي الدِّيْنِ – فَلاَ هُوَ عَلَى شَرْطِ البُخَارِيِّ، وَلاَ مُسْلِمٍ، وَرُوَاتُهُ – وَإِنْ كَانُوا غَيْرَ مُتَّهَمِيْنَ – فَمَا هُم بِمَعْصُوْمِيْنَ مِنَ الخَطَأِ وَالنِّسيَانِ، فَأَوَّلُ الخَبَرِ: قَالَ: (رَأَيْتُ رَبِّي) ، وَمَا قَيَّدَ الرُّؤْيَةَ بِالنَّوْمِ، وَبَعْضُ مَنْ يَقُوْلُ: إِنَّ النَّبِيَّ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- رَأَى رَبَّهُ لَيْلَةَ المِعْرَاجِ يَحْتَجُّ بِظَاهِرِ الحَدِيْثِ. وَالَّذِي دَلَّ عَلَيْهِ الدَّلِيْلُ عَدَمُ الرُّؤْيَةِ مَعَ إِمْكَانِهَا ، فَنَقِفُ عَنْ هَذِهِ المَسْأَلَةِ، فَإِنَّ مِنْ حُسْنِ إِسْلاَمِ المَرْءِ تَرْكُهُ مَا لاَ يَعْنِيْهِ، فَإِثْبَاتُ ذَلِكَ أَوْ نَفْيُهُ صَعْبٌ، وَالوُقُوْفُ سَبِيْلُ السَّلاَمَةِ – وَاللهُ أَعْلَمُ -. وَإِذَا ثَبَتَ شَيْءٌ، قُلْنَا بِهِ، وَلاَ نُعَنِّفُ مَنْ أَثْبَتَ الرُّؤْيَةَ لِنَبِيِّنَا -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- فِي الدُّنْيَا، وَلاَ مَنْ نَفَاهَا، بَلْ نَقُوْلُ: اللهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ، بَلَى نُعَنِّفُ وَنُبَدِّعُ مَنْ أَنْكَرَ الرُّؤْيَةَ فِي الآخِرَةِ، إِذْ رُؤْيَةُ اللهِ فِي الآخِرَةِ ثَبَتَ بِنُصُوْصٍ مُتَوَافِرَةٍ.

بیہقی نے کتاب الصفات میں روایت کیا .... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا أَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عِكْرِمَةَ کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے رب کو نیند میں دیکھا .. اور حدیث ذکر کی اور یہ مکمل بیہقی کی تالیف میں ہے اور یہ خبر منکر ہے – ہم اللہ سے اس پر سلامتی چاہتے ہیں پس نہ تو یہ بخاری کی شرط پر ہے نہ مسلم کی شرط پر ہے اور اگر یہ سب غیر الزام زدہ ہوں بھی تو یہ خطاء و نسیان سے کہاں معصوم ہیں ؟ اب جو پہلی خبر ہے اس میں ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا میں نے اپنے رب کو دیکھا – اس میں نیند کی کوئی قید نہیں ہے اور بعض نے کہا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو معراج کی رات دیکھا اس حدیث کے ظاہر سے دلیل لیتے ہوئے – پر رویت نہیں ہے اس کا امکان ہے جو اس دلیل میں ہے – پس ہم جانتے ہیں کہ اس مسئلہ میں کہ اسلام کا حسن ہے کہ آدمی اس کو چھوڑ دے جس کا فائدہ نہیں ہے کیونکہ اس رویت باری کا اثبات یا نفی مشکل ہے اور اس میں توقف میں سلامتی ہے و اللہ اعلم اور اگر ایک چیز ثابت ہو تو ہم اس کا کہیں گے اور نہ ہی ہم برا کہیں گے جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اس کا اثبات کرے کہ انہوں نے دیکھا اس دنیا میں نہ اس کا انکار کریں گے بلکہ کہیں گے اللہ اور اسکا رسول جانتے ہیں بلا شبہ ہم برا کہیں گے اور رد کریں گے جو اس کا انکار کرے کہ یہ رویت آخرت میں بھی نہیں ہے کیونکہ اللہ کو آخرت میں دیکھنا نصوص موجودہ سے ثابت ہے

الذہبی کے بعد انے والے ابن کثیر سورہ النجم کی تفسیر میں لکھتے ہیں

فَأَمَّا الْحَدِيثُ الَّذِي رَوَاهُ الْإِمَامُ أَحْمَدُ : حَدَّثَنَا أَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «رَأَيْتُ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ» فَإِنَّهُ حَدِيثٌ إِسْنَادُهُ عَلَى شَرْطِ الصَّحِيحِ، لَكِنَّهُ مُخْتَصَرٌ مِنْ حَدِيثِ الْمَنَامِ كَمَا رَوَاهُ الْإِمَامُ أَحْمَدُ

پس جہاں تک اس حدیث کا تعلق ہے جو امام احمد نے روایت کی ہے حَدَّثَنَا أَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے رب عَزَّ وَجَلَّ کو دیکھا تو اس کی اسناد الصحیح کی شرط پر ہیں لیکن اس کو مختصرا روایت کیا ہے نیند کی حدیث میں جیسا امام احمد نے کیا ہے

الزركشي الشافعي (المتوفى: **794هـ**) کتاب تشنيف المسامع بجمع الجوامع لتاج الدين السبكي میں لکھتے ہیں

هل يجوز أن يرى في المنام؟ اختلف فيه فجوزه معظم المثبتة للرؤية من غير كيفية وجهة مقابلة وخيال، وحكي عن كثير من السلف أنهم رأوه كذلك ولأن ما جاز رؤيته لا تختلف بين النوم واليقظة وصارت طائفة إلى أنه مستحيل لأن ما يرى في النوم خيال ومثال وهما على القديم محال، والخلاف في هذه المسألة عزيز قل من ذكره وقد ظفرت به في كلام الصابوني من الحنفية في عقيدته والقاضي أبي يعلى من الحنابلة في كتابه (المعتمد الكبير)، ونقل عن أحمد أنه قال: رأيت رب (**94/ك**) العزة في النوم فقلت: يا رب، ما أفضل ما يتقرب به المتقربون إليك؟ قال: كلامي يا أحمد قلت: يا رب، بفهم أو بغير فهم، قال: بفهم وبغير فهم قال: وهذا يدل من مذهب أحمد على الجواز، قال: ويدل له حديث: ((رؤيا المؤمن جزء من ستة وأربعين جزءا من النبوة)) وما كان من النبوة لا يكون إلا حقا ولأن من صنف في تعبير الرؤيا ذكر فيه رؤية الله تعالى وتكلم عليه، قال ابن سيرين: إذا رأى الله عز وجل أو رأى أنه يكلمه فإنه يدخل الجنة وينجو من هم كان فيه إن شاء الله تعالى. واحتج المانع بأنه لو كان رؤيته في المنام جائزة لجازت في اليقظة في دار الدنيا. والجواب: أن الشرع منع من رؤيته في الدنيا ولم يمنعه في المنام

کیا یہ جائز ہے کہ اللہ تعالی کو نیند میں دیکھا جائے ؟ اس میں اختلاف ہے ... اور بہت سے سلف سے حکایت کیا گیا ہے انہوں نے دیکھا ... اور ایک طائفہ گیا ہے کہ یہ ممکن نہیں ہے کیونکہ نیند میں جو دیکھا جاتا ہے وہ خیال و مثال ہوتا ہے .... اور اسکے خلاف احناف میں الصابونی کا عقیدہ میں کلام ہے اور حنابلہ میں قاضی ابو یعلی کا کتاب المعتمد میں ... اور امام احمد کا مذہب جواز کا ہے ... اور اس کا جواب ہے کہ شرع میں دنیا میں دیکھنا منع ہے لیکن نیند میں منع نہیں ہے

ابن حجر فتح الباری ج ۱۲ ص ۳۸۷ میں قاضی عیاض کا قول نقل کرتے ہیں

وَلَمْ يَخْتَلِفِ الْعُلَمَاءُ فِي جَوَازِ رُؤْيَةِ اللَّهِ تَعَالَى فِي الْمَنَامِ

اور اللہ تعالی کو نیند میں دیکھنے پر علماء میں کوئی اختلاف نہیں ہے
ابن عباس سے منسوب بالوں والی روایت[21]
اس کو صحیح سمجھتے ہوئے بہت سے محدثین قبول کیا ہے

الذھبی نے بالوں والی روایت کا ذکر میزان میں حماد بن سلمة کے ترجمہ میں کیا ہے وہاں لکھا
وقال ابن عدى: حدثنا عبد الله بن عبد الحميد الواسطي، حدثنا النضر بن سلمة شاذان، حدثنا الأسود بن عامر، عن حماد، عن قتادة، عن عكرمة، عن ابن عباس

پھر اس کا دوسرا طرق دیا اور وقال عفان: حدثنا عبد الصمد بن كيسان، حدثنا حماد، عن قتادة، عن عكرمة، عن ابن عباس، عن النبي صلى الله عليه وسلم، قال: رأيت ربى.
وقال أبو بكر بن أبي داود: حدثنا الحسن بن يحيى بن كثير، حدثنا أبي، حدثنا حماد بنحوه، فهذا من أنكر ما أتى به حماد بن سلمة، وهذه الرؤية رؤية منام إن صحت

کہا اگر یہ سند صحیح ہو تو یہ نیند میں ہے.

اور احمد کا قول نقل کیا کہ قتادہ کا عکرمہ سے سماع ہے
قال المرودى: قلت لاحمد: يقولون لم يسمع قتادة عن عكرمة.
فغضب وأخرج كتابه بسماع قتادة، عن عكرمة، في ستة أحاديث.

پھر احمد پر کوئی کلام نہیں کیا نہ قتادہ پر کیا نہ حماد بن سلمة پر کیا
یعنی اس پر تبصرہ گول کر دیا ہے

ابن جوزی نے دفع شبه التشبيه لابن الجوزي میں اس کو رد کیا ہے
قلت : هذا الحديث كذب قبيح . ... فذكر (الوضاع) هذا في ليلة الاسراء كافأهم الله وجزاهم النار يشبهون الله سبحانه بعروس
میں کہتا ہوں بدترین جھوٹ ہے ... گھڑنے والوں کا کہنا ہے یہ معراج کی رات ہوا ....انہوں نے اللہ کو دولہا سے تشبیہ دی ہے

نوٹ : البانی نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے جبکہ ابن معین نے اس کو رد کیا ہے

ابن عبّاس کی دوسری روایت جس میں اللہ تعالی کا حلیہ/جلوہ بیان نہیں ہوا صرف ہے کہ دیکھا

العلو للعلي الغفار في إيضاح صحيح الأخبار وسقيمها میں الذہبی نے اس کو بلا تبصرہ نقل کیا ہے
وَقَالَ حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُول رأى مُحَمَّد ربه عزوجل مَرَّتَيْنِ
253 – قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْأُمَوِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ {وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَى} قَالَ دنا ربه عزوجل
254 – قَالَ يحيى بن كثير الْعَنْبَرِي حَدثنَا سَلْمُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ أَبَانٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَأَى

مُحَمَّدُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبَّهُ عزوجل
فَقلت أَلَيْسَ يَقُول الله عزوجل {لَا تُدْرِكهُ الْأَبْصَار} قَالَ وَيْحك إِذَا جَاءَ بِنُورِهِ الَّذِي هُوَ نُورُهُ
قَالَ وَقَالَ رأى مُحَمَّد ربه عزوجل مَرَّتَيْنِ

بات یہ ہے کہ ابن عباس کی سند سے اس کو قبول کیا گیا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ نے اللہ تعالی کو دیکھا
متاخرین نے اس کی تاویل کی کہ خواب میں دیکھا بعض نے کہا آنکھ سے دیکھا
اس کو الذہبی نے ابن جوزی نے رد نہیں کیا ہے کہ ابن عباس کا ایسا کہنا تھا

لیکن جب اللہ کے بالوں کا لباس کا ذکر ہوتا ہے تو یہ یہ دونوں اسی سند کو سختی سے رد کرتے ہیں
وہابی عالم صالح المنجد یہ اقرار کرتے ہیں کہ اس حدیث کو ائمہ نے صحیح کہا ہے[22]
ورد حديث يفيد رؤية النبي صلى الله عليه وسلم ربه مناما على صورة شاب أمرد ، وهو حديث مختلف في صحته ، صححه بعض الأئمة ، وضعفه آخرون
https://islamqa.info/ar/152835
اور ان کے مطابق صحیح کہنے والے ہیں
وممن صحح الحديث من الأئمة : أحمد بن حنبل ، وأبو يعلى الحنبلي ، وأبو زرعة الرازي .
یہ وہ ائمہ ہیں جن میں حنابلہ کے سرخیل امام احمد اور قاضی ابویعلی ہیں اور ابن تیمیہ بھی اس کو صحیح سمجھتے ہیں اس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خاص مانتے ہیں

صالح المنجد کہتے ہیں
وممن ضعفه : يحيى بن معين ، والنسائي ، وابن حبان ، وابن حجر ، والسيوطي .
قال شيخ الإسلام ابن تيمية في "بيان تلبيس الجهمية": **(7/ 229)**: " وكلها [يعني روايات الحديث] فيها ما يبين أن ذلك كان في المنام وأنه كان بالمدينة إلا حديث عكرمة عن ابن عباس وقد جعل أحمد أصلهما واحداً وكذلك قال العلماء".
وقال أيضا **(7/ 194)**: " وهذا الحديث الذي أمر أحمد بتحديثه قد صرح فيه بأنه رأى ذلك في المنام " انتهى .

یہ علمی خیانت ہے ابن تیمیہ نے معاذ بن جبل کی روایت کو خواب والی قرار دیا ہے نہ کہ ابن عباس سے منسوب

روایات کو

اسی سوال سے منسلک ایک تحقیق میں محقق لکھتے ہیں کہ یہ مرد کی صورت والی روایت کو صحیح کہتے تھے

http://www.dorar.net/art/483

((رأيت ربي في صورة شاب أمرد جعد عليه حلة خضراء))

وهذا الحديث من هذا الطريق صححه جمعٌ من أهل العلم، منهم:

الإمام أحمد (المنتخب من علل الخلال: ص**282**، وإبطال التأويلات لأبي يعلى **1/139**)

وأبو زرعة الرازي (إبطال التأويلات لأبي يعلى **1/144**)

والطبراني (إبطال التأويلات لأبي يعلى **1/143**)

وأبو الحسن بن بشار (إبطال التأويلات **1/ 142**، **143**، **222**)

وأبو يعلى في (إبطال التأويلات **1/ 141**، **142**، **143**)

وابن صدقة (إبطال التأويلات **1/144**) (تلبيس الجهمية **7/ 225**)

وابن تيمية في (بيان تلبيس الجهمية **7/290**، **356**) (طبعة مجمع الملك فهد لطباعة المصحف الشريف- **1426**هـ)

[23] الذھبی نے روایت پر رائے دی ہے کہ یہ نیند میں دیکھا ہو گا جبکہ اس حدیث کے متن میں نیند کا ذکر نہیں - حنبلیوں یا بعض وہابیوں کے نزدیک یہ نیند میں نہیں معراج میں دیکھا تھا اور ابن تیمیہ کے نزدیک نیند میں دیکھا تھا

[24] عربوں میں جیحون بالواو نهر وراء خراسان عند بلخ

جیحون خراسان میں بلخ کے پاس کوئی نہر ہے

قال الاصطخري: نهر جيحون يخرج من حدود بذخشان

الاصطخري نے کہا جیحون کی نہر بدخشان سے نکلتی ہے

بدخشان آج کل افغانستان میں ہے

اور کہا جاتا ہے

سيحان وجيحان نهران بالعواصم عند المصيصة وطرسوس

سیحان اور جیحان دو نہریں ہیں جو المصيصة اور طرسوس کے پاس ہیں

المصيصة اور طرسوس آج کل ترکی میں ہیں

تعریف بالأماکن الواردة في البداية والنهاية لابن كثير – (ج **2** / ص **391**) نهر سيحون ينبع من آسيا الوسطى من منطقة (كيركيسان

kirghizistan) الروسية، ويصب في بحر أرال. وكان يسمى باليونانية (جاكسارتس (**axartes** ، وفي العصر المغولي أضحى اسمه (سيرداريا **Syradaria**

سیحون کو کرگستسان میں بھی بتایا جاتا ہے

[25] أبو الطفيل عامر بن واثلة الليثي بہت سے محدثین کے نزدیک صحابی نہیں – امام احمد نے کہا اس نے رسول اللہ کو دیکھا سنا نہیں ہے

وقال عبد الله: حدثني أبي. قال: حدثنا أبو سعيد مولى بني هاشم. قال: حدثني مهدي بن عمران المازني. قال: سمعت أبا الطفيل، وسئل هل رأيت رسول الله – صلى الله عليه وسلم -؟ قال: نعم، قيل: فهل كلمته؟ قال: لا. «العلل» (**5822**)

دارقطنی نے کہا اللہ کو پتا ہے کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا یا نہیں

قال الدَّارَقُطْنِيّ: أبو الطفيل رأى النبي – صلى الله عليه وسلم – وصحبه، فأما السماع فالله أعلم. «العلل» **7 42**.

الکامل از ابن عدی میں ان کے بارے میں لکھا ہے

حَدَّثَنَا ابْنُ حَمَّادٍ، حَدَّثني صَالِحُ بْنُ أَحْمَد بْن حنبل، قَال: حَدَّثَنا علي، قَالَ: سَمِعْتُ جرير بْن عَبد الحميد، وقِيلَ لَهُ: كَانَ مغيرة ينكر الرواية، عَن أبي الطفيل؟ قَال: نَعم.

جرير بْن عَبد الحميد سے پوچھا گیا کہ مغیرہ کیا ابو الطفیل کی روایت کا انکار کرتے تھے کہا ہاں

جامع التحصيل کے مطابق

له رؤية مجردة وفي معجم الطبراني الكبير روايته عن زيد بن حارثة وهو مرسل لم يدركه

ابو طفیل نے مجرد دیکھا ہے اور معجم طبرانی میں اس کی روایت زید بن حارثہ سے ہے جو مرسل ہے اس کی ملاقات زید سے نہیں

الذھبی کے بقول انہوں نے

رَأَى النَّبِيّ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – وَهُوَ فِي حَجَّةِ الوَدَاعِ

نبی کو حجه الوداع کے موقعہ پر دیکھا

بحوالہ سير أعلام النبلاء

تاریخ دمشق کے مطابق

الأخرم: لم ترك البخاري حديث أبي الطفيل؟ قال: لأنه كان يُفرط في التشيع.

الأخرم نے کہا بخاری نے ابو طفیل کی حدیث کیوں ترک کی ؟ کہا کیونکہ یہ شیعیت میں افراط کرتے تھے

اہل تشیع کے مطابق یہ صحابی

عامر بن واثلة ل، ی، ين (كش) كان كيسانيا يقول بحياة محمدابن الحنيفة وخرج تحت راية المختار

کیسانیہ فرقے کے تھے جو اس کے قائل ہیں کہ محمد بن حنفیہ کو موت نہیں اور یہ مختار ثقفی کے جھنڈے تلے نکلے

اہل سنت کے امام ابن حزم نے ابو طفیل کو صاحب راية المختار قرار دیا ہے بحوالہ هدى السارى از ابن حجر

مختار ثقفی اہل سنت میں کذاب ہے اور اہل تشیع کے مطابق غلط شخص کو امام سمجھتا تھا صحیح عقیدے پر نہیں تھا

[26] یہ منظر

http://stellarium.org

سوفٹ ویر سے بنایا گیا ہے – راقم کو ان روایات کو سمجھنے کے لئے یہ سوفٹ ویر کافی کارآمد لگتا ہے

[27] طبقات ابن سعد میں روایت ہے

أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ السَّائِبِ الْكَلْبِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: خَطَبَ النَّبِيُّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - إِلَى أَبِي طَالِبٍ ابْنَتَهُ أُمَّ هَانِئٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ. وَخَطَبَهَا هُبَيْرَةُ بْنُ أَبِي وهب بن عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم. فتزوجها هبيرة فقال النبي. ص:يا عم زوجت هبيرة وتركتني؟ فقال: يا ابن أَخِي إِنَّا قَدْ صَاهَرْنَا إِلَيْهِمْ وَالْكَرِيمُ يُكَافِئُ الْكَرِيمَ. ثُمَّ أَسْلَمَتْ فَفَرَّقَ الإِسْلامُ بَيْنَهَا وَبَيْنَ هُبَيْرَةَ

ابن عبّاس سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو طالب کی بیٹی ام ہانی کے لئے رشتہ بھیجا اور هُبَيْرَةُ بْنُ أَبِي وهب بن عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم نے بھی رشتہ بھیجا - تو ابو طالب نے ام ہانی کا نکاح ہبیرہ سے کر دیا - پس نبی نے ابو طالب سے کہا اے چچا آپ نے ہبیرہ سے نکاح کر دیا اور مجھے چھوڑ دیا پس ابو طالب نے کہا بھتیجے ان سے ہمارے رشتے ہوتے چلے آئے ہیں۔ معزز لوگوں کے درجہ کے لوگ ہم کفو معزز ہی ہوتے ہیں۔ پھر اسلام نے ان میاں بیوی کو جدا کر دیا

اس کی سند میں کلبی کذاب ہے- نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سورہ احزاب میں اپنی کسی بھی کزن سے نکاح کرنے سے منع کردیا گیا تھا جس نے ہجرت نہ کی ہو۔

طبقات ابن سعد میں ہے

أَخْبَرَنَا حَجَّاجُ بْنُ نُصَيْرٍ. حَدَّثَنَا الأَسْوَدُ بْنُ شَيْبَانَ عَنْ أَبِي نَوْفَلِ بْنِ أَبِي عَقْرَبٍ قَالَ: دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - عَلَى أُمِّ هَانِئٍ فَخَطَبَهَا إِلَى نَفْسِهَا قَالَتْ: كَيْفَ بِهَذَا ضجيعا وَهَذَا رَضِيعًا؟ لِوَلَدَيْنِ بَيْنَ يَدَيْهَا.

یہاں سند میں أَبِي نَوْفَلِ بْنِ أَبِي عَقْرَبٍ المتوفی ١٢٠ حجری سے نبی صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تک سند نہیں ہے روایت مقطوع ہے

أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ. حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنْ عَامِرٍ قَالَ: خَطَبَ رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - أُمَّ هَانِئٍ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ لأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ سَمْعِي وَبَصَرِي. وَحَقُّ الزَّوْجِ عَظِيمٌ فَأَخْشَى إِنْ أَقْبَلْتُ عَلَى زَوْجِي أَنْ أُضَيِّعَ بَعْضَ شَأْنِي وَوَلَدِي وَإِنْ أَقْبَلْتُ عَلَى وَلَدِي أَنْ أُضَيِّعَ حَقَّ الزَّوْجِ. [فَقَالَ رسول الله. ص: إِنَّ خَيْرَ نِسَاءٍ رَكِبْنَ الإِبِلَ نِسَاءُ قُرَيْشٍ. أَحْنَاهُ عَلَى وَلَدٍ فِي صِغَرِهِ وَأَرْعَاهُ عَلَى بَعْلٍ فِي ذَاتِ يَدِهِ

روایت مقطوع ہے عامر الشعبی سے نبی صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تک سند نہیں ہے

طبقات ابن سعد میں ہے
أَخْبَرَنَا عبيد الله بن موسى. حدثنا إسرائيل عن السُّدِّيِّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ قَالَتْ: خَطَبَنِي رَسُولُ اللَّهِ فَاعْتَذَرْتُ إِلَيْهِ فَعَذَرَنِي. ثُمَّ أَنْزَلَ اللَّهُ: «إِنَّا أَحْلَلْنا لَكَ أَزْواجَكَ اللَّاتِي آتَيْتَ أُجُورَهُنَّ» حَتَّى بَلَغَ «اللَّاتِي هاجَرْنَ مَعَكَ» الأحزاب: **50**. قَالَتْ: فَلَمْ أَكُنْ أَحِلُّ لَهُ. لَمْ أُهَاجِرْ مَعَهُ. كُنْتُ مَعَ الطُّلَقَاءِ.
ام ہانی نے کہا کہ رسول اللہ نے میرا رشتہ بھیجا میں نےمعذرت کر لی اور نبی نے قبول کی پھر آیات نازل ہو گئیں اور میں ان کے لئے حلال نہ رہی کہ میں نے ان کے ساتھ ہجرت نہ کی تھی میں الطُّلَقَاءِ. سے ہو گئی

سند میں السدی سخت ضعیف ہے البتہ یہی حقیقت حال ہے
طبقات ابن سعد میں ہے
أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ. حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلامِ بْنُ حَرْبٍ الْمُلائِيُّ. حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو صَالِحٍ. أَوْ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ مَوْلَى أُمِّ هَانِئٍ قَالَ: خَطَبَ رَسُولُ اللَّهِ أُمَّ هَانِئٍ بِنْتَ أَبِي طَالِبٍ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي مُوتِمَةٌ وَبَنِيَّ صِغَارٌ. قَالَ: فَلَمَّا أَدْرَكَ بَنُوهَا عَرَضَتْ نَفْسَهَا عَلَيْهِ فَقَالَ: [أَمَّا الآنَ فلا. لأن الله أنزل عليه: «يا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَحْلَلْنا لَكَ أَزْواجَكَ اللَّاتِي آتَيْتَ أُجُورَهُنَّ» الأحزاب: **50**. إِلَى قَوْلِهِ: «اللَّاتِي هاجَرْنَ مَعَكَ» الأحزاب: **50**. وَلَمْ تَكُنْ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ.] وَقَالَ غَيْرُهُ: فَوَلَدَتْ لِهُبَيْرَةَ بْنِ أَبِي وَهْبٍ جَعْدَةَ وَعَمْرًا وَيُوسُفَ وَهَانِئًا بَنِي هُبَيْرَةَ.

سند میں أبو صالح باذام مولى أم هانئ بعض محدثین کے نزدیک متروک ہے مثلا ابن مهدي وغيره